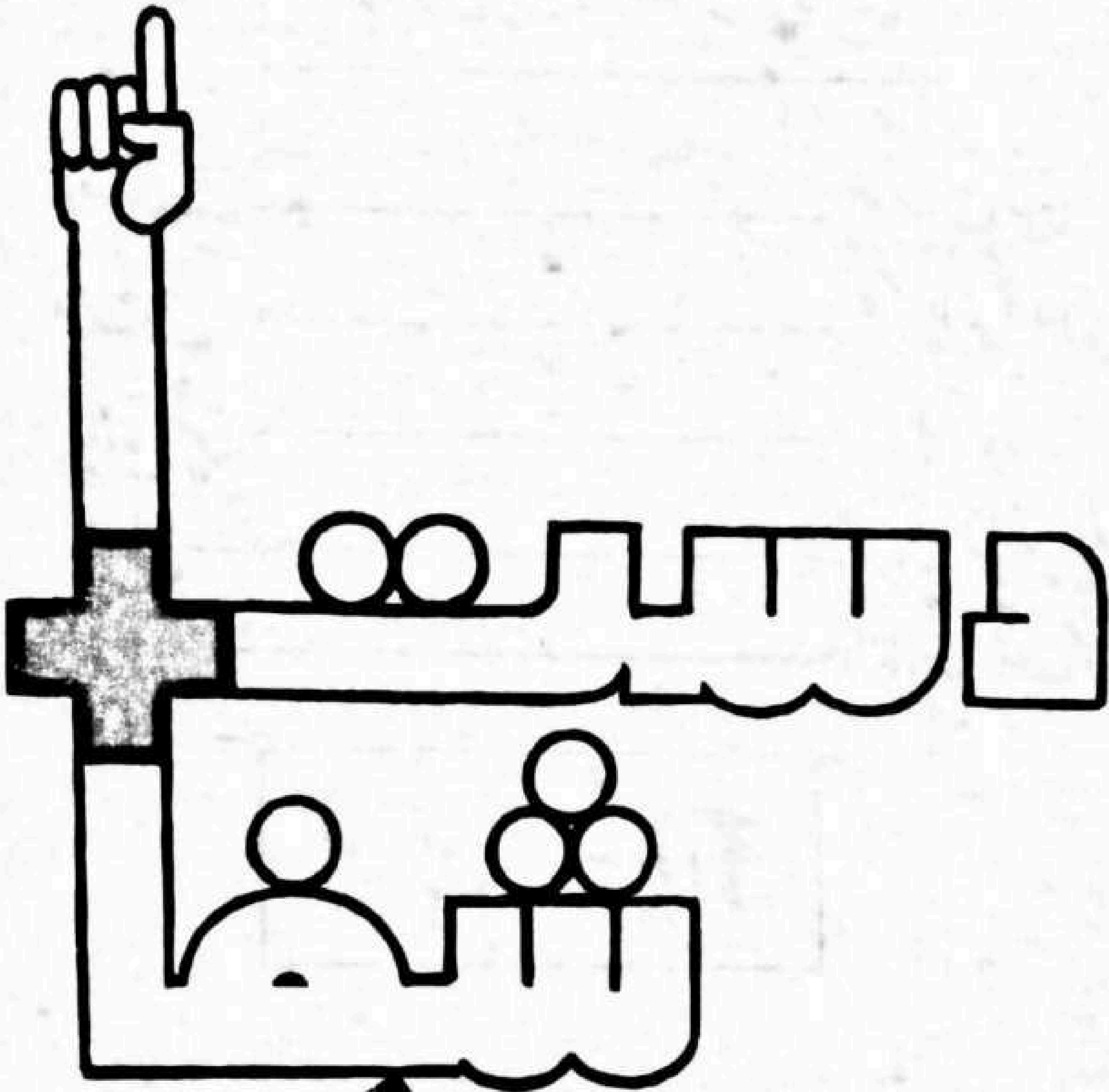
دستِ شفا

ڈاکٹر مرزا انور بیگ





هومیوپیتھی پر لکھی گئی ایک نادر کتاب جو مریض اور معالج دونوں کے لئے بیحد مفید ہے۔



ڈاکٹر مرزا انور بیگ

ڈاکٹر امجد بن ابراہیم

ڈی-ایچ-ایم-ایس آر-ایچ-ایم-پی

ملک بک ڈپو

اردو بازار لاہور-۲

عرضِ ناشر

ہمارا بنیادی مقصد ہومیو پیتھک طب کو آسان اُردو زبان میں عام فہم بنا کر پیش کرنا ہے تاکہ اس سے عوام اور ہومیو پیتھی دونوں کی خدمت ہو سکے۔

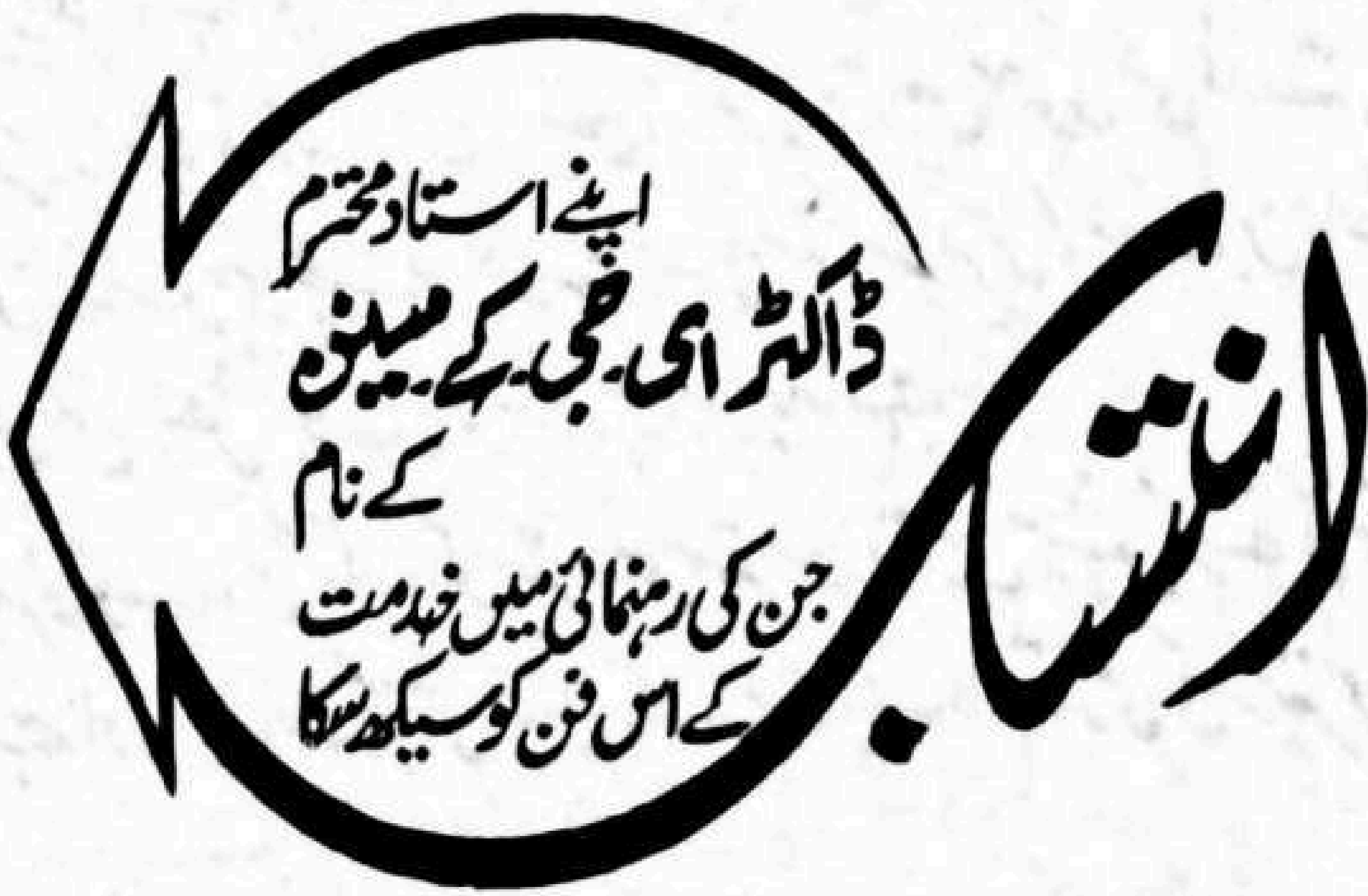
یہ کتاب ایک مریض کے لیئے بھی اتنی ہی ضروری ہے جتنی کہ ایک معالج کے لیے۔ اس سے وہ نوجوان بھی بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں جو ہومیو پیتھی سیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں اور وہ لوگ بھی جو اس سے واقف ہیں۔

زیرِ نظر کتاب فنی اعتبار سے ان طبی مسائل کو مدِ نظر رکھ کر لکھی گئی ہے جو اکثر و بیشتر روزمرّہ کی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں معمولی سی غفلت یا لاعلمی سے بعض اوقات یہی چھوٹے چھوٹے مسائل کسی کہنہ مرض کا سبب بن جاتے ہیں جس کے نتیجے میں مریض الجھنوں کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔

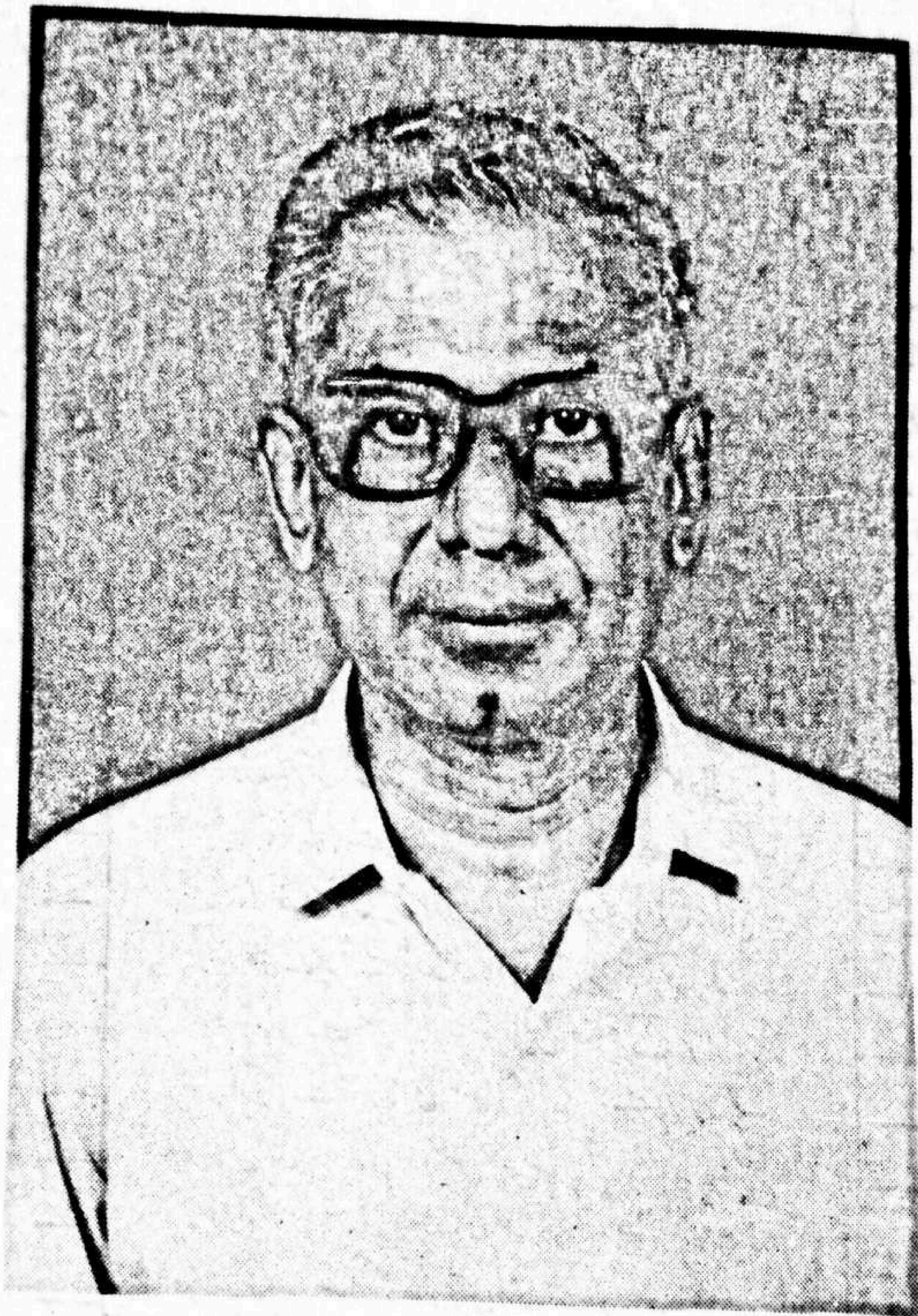
ہر لحاظ سے اس کتاب کو بہتر سے بہتر صورت میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور اس بات کا بھی خیال رکھا ہے کہ ایک عام قاری کی دسترس میں ہو۔

محمد صابر خان

ملک بک ڈپو، لاہور



Dedicated to
Dr. E.G.K. MENON
of Bombay
under whose benevolent guidance
I learnt the art of healing
through Homoeopathy.

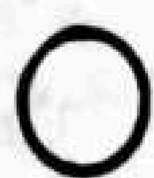


ڈاکٹر ای۔جی۔کے۔ مینن

Dr. E. G. K. Menon

وَشِفَاءٌ لِّلنَّاسِ

علاج بالمثل



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ ایک شخص کے لڑکے (بعض روایتوں میں بھائی) کو شہد کا نسخہ بتایا۔ اُس لڑکے کو دست ہو رہے تھے۔ شہد کا استعمال کرنے کے بعد اس کے دستوں میں اضافہ ہو گیا۔ وہ شخص بھاگتا ہوا رسول اللہؐ کی خدمت میں دوبارہ آیا۔ اور مریض کا حال سنایا رسول اللہؐ نے اسے دوبارہ شہد استعمال کرنے کے لئے کہا جس کے بعد دستوں میں اور اضافہ ہو گیا۔ وہ پھر دوڑتا ہوا آیا۔ رسول اللہؐ نے پھر اُسے شہد ہی کا اِستعمال بتایا۔ غرض یہ کہ شہد کے استعمال سے اس کے دستوں میں اضافہ ہوتا رہا اور رسول اللہؐ اسے شہد کا ہی استعمال کراتے رہے؛ اور آخر میں اس شہد سے ہی وہ مریض مکمل شفا پا گیا۔ شہد نے دستوں کے ذریعہ اس کا سارا فاسد مادّہ خارج کر دیا۔ شہد دست آور ہوتا ہے اور دستوں کو روک بھی دیتا ہے۔

یہ ایک واضح مثال ہے علاج بالمثل یعنی

ہومیوپیتھی کی

تمہید

ہومیوپیتھی کے موجد ڈاکٹر کرسٹاین سیموئل ہانی من نے کہا ہے کہ یقینی اور مستقل شفا قدرت کے دائمی اور غیر متغیر قوانین کی بنیادوں ہی پر قائم ہے اور جو انسان کے لئے فنی طور پر ممکن بھی ہے۔ یہی شفا کا سیدھا راستہ ہے ایسا سیدھا جیسا کہ دو نقطوں کے درمیان ایک سیدھا خط۔

شیخ بو علی سینا کی رائے میں جن کی کتاب القانون ایک عرصے تک یورپ کے میڈیکل کالجوں میں بھی پڑھائی جاتی رہی، انسانی جسم میں دراصل بعض ایسی قوتیں ہوتی ہیں جو اپنی نفسی قوت سے دوسرے آدمی کے جسم اور بدن پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ نفس اگر قوی ہو تو وہ دوسرے نفوس کو منفعل و متاثر کرسکتا ہے۔ بیماروں کو تندرست کرسکتا ہے اور تندرست کو بیمار کرسکتا ہے آگ کو پانی اور پانی کو آگ کرسکتا ہے، بارش لاسکتا ہے، سبزہ اُگا سکتا ہے، یا پھر خزاں کی سی کیفیت پیدا کرسکتا ہے۔ غرض یہ کہ نفس انسانی میں بلا کی قوت ہے اور یہ نفس ذہن کا ایک حصہ ہے۔

ہومیوپیتھی کا بنیادی اصول یہ ہے کہ ذہن ہی جسم بناتا ہے۔ لہٰذا ذہن کی یہ قوت ہی اصل معالج بھی ہے۔ عربی اطباء کے نزدیک نفسِ انسانی کی یہی طاقت قوتِ غریزی ہے۔ اور طبیب کا کام بس اتنا ہے کہ وہ اس طاقت کی مدد کرے۔ یعنی وہ اس قوتِ مدبرۂ بدن (اسے لائف فورس یا قوتِ جسمانی و زندگی بھی کہہ سکتے ہیں) کا خادم ہے۔

ایلوپیتھی نقطۂ نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو اس سائنس نے صرف ظاہری باتوں کو ہی اہمیت دی ہے اور اس کی بے ترتیبی کو بیماری تصور کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ سائنس جسم کی بناوٹ اور اس کے افعال تک ہی محدود ہے۔ اور وہ روحانی قوت جو جسم کے پسِ پشت حکومت کرتی ہے۔ اسے سمجھنے کی کوشش نہیں کی گئی بلکہ اسے ایک مسئلہ بے معنی سمجھ کر نظرانداز کر دیا گیا جبکہ حقیقت یہ ہے کہ جسم بذاتِ خود ایک مادّی چیز ہے۔ اور اس مادی چیز میں خود بخود کوئی انقلاب یا بیماری پیدا نہیں ہوسکتی جب تک کہ روحانیت یعنی وہ زندہ و جاوید طاقت جو اس جسمِ عنصری پر حکومت کرتی ہے اثرانداز نہ ہو۔

جسم اور روح کا تعلق اس دنیاوی زندگی میں لازم و ملزوم کا ہے۔ اس لئے ہر ایک معالج کا فرضِ اولین ہے کہ جسم کے اس حکمرانِ اعلیٰ اور اس کی حکومتِ بدنی اور فرمانروائی کا خیال رکھے علامت و احساسات چاہے داخلی ہوں یا خارجی، دماغی ہوں یا جسمانی، یہی احساسات قدرت کی ایک بولتی ہوئی زبان ہیں۔ اور انہیں احساساتِ ذہنی کا مداوا ہی حقیقی شفا ہے۔

کسی بیماری کی تشخیص کے لئے ٹسٹوں (جانچ) کی بھرمار اور نئی نئی ایجادات کی حقیقت کچھ ایسی ہی ہے جیسی کہ بچوں کے اس دوربین نما کھلونوں کی، جس کے ایک سرے پر کانچ کے کچھ ٹکڑے ہوتے ہیں۔ اور جیسے گھماتے رہنے سے ہر بار ایک نیا نقش نظر آتا ہے۔

ایک معالج میں اس کی روحانیت یا قوّت ارادی کا بڑا گہرا اثر ضروری ہے۔ اس کے بعد ہی علم الادویہ، اصول، علاج اور اپنے حسنِ اخلاق سے وہ مریض کو شفائے کامل دلا سکتا ہے

سائنس کی سچی پیروی

علاج بالمثل یا ہومیوپیتھک علاج کوئی ہپناٹزم یا جادو نہیں بلکہ یہ علم سائنس کی سچی مہارت اور سچی پیروی ہے۔ ایک سچا ہومیوپیتھ ہر وقت خدا سے مدد مانگتا ہے۔ اور مریض کو شفا کا یقین دلا کر مریض میں موجود شافی خصوصیات کو اجاگر کرنا شروع کر دیتا ہے ایک اچھے معالج کا رویہ یہی ہونا چاہیئے۔ اس کی شیریں زبانی اور دلاسا گھر بھر کے ماحول کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ معالج کے خیالات سے نکلی ہوئی امید کی جھلک اور یقینِ صحت مریض کے لئے آب حیات کا کام دیتے ہیں۔ کیونکہ اس کے خیالات کا اثر مریض کی روح پر ہوتا ہے۔ اور روح کا اثر جسم پر نمودار ہوتا ہے۔

کسی بھی انسان کا کوئی فعل بغیر خیال کے سرزد نہیں ہوتا۔ خیال کی پختگی قوّت ارادی سے تعمیر ہوتی ہے۔ جس کے بعد افعال سرزد ہوتے ہیں یا جسم کی مشین حرکت میں آتی ہے۔ جیسے خوشی کا خیال آتے ہی آنکھوں میں چمک اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پیدا ہو جاتی ہے۔ ویسے غم کے پیدا ہوتے ہی انسان چھوئی موئی کی طرح مرجھا جاتا ہے۔ اور یہ ایک واضح ثبوت ہے کہ جسم روحانی جذبہ کا اثر کس قدر جلد قبول کرتا ہے۔ جسم ذہن کا آئینہ ہے اور ذہنی تبدیلی کا ردعمل جسم پر یعنی بیماری اور تندرستی پر نہایت گہرا ہوتا ہے۔

چنانچہ شیخ بو علی سینا کا قول ہے کہ ذرا اس شخص کی حالت پر غور کرو جو مریض ہے لیکن

اس وہم میں مبتلا ہے کہ وہ تندرست ہے جبکہ دوسرا صحت مند ہے لیکن اس وہم میں پڑ گیا ہے کہ سخت بیمار ہے صحت اور مرض پر ان توہمات اور تخیلات کا گہرا اثر پڑتا ہے اور یہ اثر اس اثر سے کہیں زیادہ ہوتا ہے جو طبیب کے آلات اور ادویہ سے مرتب ہوتا ہے۔ طبی تاریخ میں ہزار ہا ایسے واقعات مل جائیں گے جہاں کہ بغیر کسی دوا کے مریضوں کا کامیاب علاج ہو گیا۔ مثلاً ایک دفعہ خلیفہ ہارون رشید کی ایک کنیز کا ہاتھ اکڑ گیا۔ جس کا علاج شاہی حکیموں نے کیا۔ مختلف دوائیں اور مالش کے طریقے اپنائے گئے لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ کسی نے جبریل بن بختیشوع کا نام تجویز کیا۔ لہٰذا اسے بلوایا گیا۔ جبرئیل اپنے وقت کا مانا ہوا طبیب تھا۔ اس نے دربار میں حاضر ہو کر اس کنیز کو دیکھنے کے بعد عرض کیا کہ یا امیر المومنین اگر مجھ پر عتاب نہ نازل ہو تو میں اسے ابھی اسی وقت اچھا کر سکتا ہوں۔ خلیفہ نے پوچھا وہ کیسے اس پر جبریل نے کہا کہ پہلے کنیز کو بہت سے لوگوں کے مجمع میں کھڑا کیجئے۔ پھر اپنا عمل کروں گا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب وہ کھڑی کر دی گئی تو جبریل اس کی طرف بڑھا اور اس کے کمر بند پر ہاتھ ڈال دیا۔ گویا اسے ننگا کرنا چاہتا ہو۔ شدتِ حیا سے کنیز کے اعضا ڈھیلے پڑ گئے وہ اپنا ہاتھ نیچے کی طرف لے گئی اور زور سے اپنا کمر بند پکڑ لیا۔ جبریل بولا، امیر المومنین یہ اچھی ہو گئی۔

ایک اور واقعہ طبیب زکریا رازی کا بھی اس قابل ہے کہ بیان کیا جائے۔ محمد بن زکریا رازی حکیم بو علی سینا سے دس برس قبل یعنی ۳۲۰ھ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور آپ بھی علاج نفسی میں غیر معمولی مہارت رکھتے تھے۔ یہ واقعہ امیر منصور سے منسوب ہے جبکہ وہ خود بیمار تھا اور ایک مدت گذر گئی مگر صحت یاب نہ ہوا۔ دربار کے طبیبوں نے بہت علاج معالجہ کیا مگر کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آخر میں رازی کو بلوایا گیا۔ انھوں نے بھی علاج کیا لیکن امیر کو کوئی بھی فائدہ نہ ہوا۔ ایک روز وہ امیر کے پاس آئے اور کہا کہ اب میں آپ کا دوسرے طریقے پر علاج کروں گا لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کا فلاں گھوڑا اور فلاں خچر بھی وہاں تیار رہے یہ دونوں تیز رفتاری میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے۔

دوسرے روز رازی امیر کو لے کر محل سے باہر ایک حمام تھا وہاں پہنچے۔ باہر گھوڑے اور خچر کو سواری کے لئے بالکل تیار رکھا اور سائیس کو حکم دیا کہ حمام میں کسی شخص کو خواہ وزیر ہی کیوں نہ ہو داخل نہ ہونے دیا جائے پھر امیر کو لے کر حمام میں داخل ہوئے اور وہاں نیچے ہی

فرش پر اسے بٹھا دیا۔ پھر ایک جرعہ شراب کا دیا اور اس کے سر پر پانی کے چھینٹے ڈلنے لگے پھر باہر آئے اور کپڑے پہن لئے۔ اس کے بعد امیر کے پاس دوبارہ اس حالت میں پہنچے کہ ہاتھ میں چمکتا ہوا خنجر تھا اور امیر کے سامنے کھڑے ہو کر اسے بے تحاشہ فحش اور مغلّظ گالیاں دینے لگے۔ امیر پہلے تو کچھ نہ سمجھا لیکن پھر اس کے غصہ کا پارہ چڑھنا شروع ہوا اور انتہا کو پہنچ گیا چہرے پر غضب کے آثار پیدا ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ اب رازی پھر گالیاں دیتے ہوئے آگے بڑھے پھر تو امیر کا غصہ اور بڑھ گیا رازی کی گالی پر امیر کچھ نہ کچھ مزید اٹھنے کی کوشش کرتا، یہاں تک کہ امیر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ اب رازی گالیاں دیتے ہوئے اپنے گھوڑے پر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اور خادم خچر پر ساتھ تھا

کچھ روز بعد امیر کو رازی کی طرف سے ایک خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا۔ خدا امیر کو سلامت رکھے۔ میں نے ہر چند آپ کا علاج کیا لیکن اس میں کامیابی نہیں ہوئی اور اگر ہوتی بھی تو اس میں کافی عرصہ لگتا۔ کیونکہ آپ میں حرارت عزیزی کی کمی تھی اور جسم ضعیف تھا لہٰذا میں نے دوسرا طریقہ اپنایا تھا اور آپکو غصہ دلایا تھا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ آپ کو معلوم ہے۔ اور اس کا جو خوشگوار نتیجہ آپ کی صحت و قوت کی صورت میں نکلا وہ بھی آپ جانتے ہیں۔ لیکن اب میں آپ کے سامنے نہیں آؤں گا۔ اور آپ سے کوئی ربط و تعلق نہیں رکھوں گا۔ رازی کا یہ خط پڑھ کر امیر بہت خوش ہوا اور رازی کو تلاش کروایا اور بہت سا انعام و اکرام بھیجا۔

فلسفہ اور سائنس بھی

دراصل عرب اطبا صرف تجربہ کو ہی دلیل نہیں بناتے تھے بلکہ وہ فلسفہ اور سائنس کی بنیاد پر نظریئے قائم کرتے تھے۔ آپ نے اکثر دیکھا ہو گا۔ کہ بعض ڈاکٹروں کے ہاتھ میں شفا نہیں ہوتی۔ حالانکہ وہ نہایت لائق اور اپنے فن میں بڑے کامل اور قابل ہوتے ہیں۔ دوسری طرف آپکو ایسے معالج ملیں گے جو در حقیقت زیادہ لائق و فائق نہیں ہوتے لیکن شفا کے اعتبار سے کامیاب رہتے ہیں۔ ایسا دراصل اس لئے ہوتا ہے کہ وہ روحانی طاقت سے مالا مال ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جس مریض کو ہاتھ رکھتے ہیں شفا پا جاتا ہے۔

ہمارا یہ خیال ہی نہیں بلکہ یقین ہے کہ جدید علاج معالجے میں اس وقت تک پیچیدگیاں اور دقتیں قائم رہیں گی جب تک موجودہ فزیالوجی اور اناٹومی میں جسم کی تشریح کے علاوہ روحانیت

کی تشریح اور اس کی اصلاح میں تبدیلی نہ کی جائے۔ اس حقیقت کو ماننے سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ روحانیت یا انسانی خیال کو تندرست رکھنے سے جسم اور اس کا ہر ایک فعل درست ہو جاتا ہے۔ یہ روحانی طاقت ایک خدائی نعمت ہے۔ جو انسان کو علم، عبادت، بھلائی اور خلق خدا کی خدمت سے ملتی ہے۔ اس طاقت کو حاصل کرنے کے لئے اپنے آرام و آسائش کو قربان کرنا پڑتا ہے۔ اس سلسلے میں مس ایڈی کا نام بھی لینا چاہوں گا۔ اس امریکی خاتون سے علم نفسیات اور علاج نفسی کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔

یہ معمولی سی لڑکی آگے چل کر مسیحیت کے ایک بڑے فرقے کی سردار بنی۔ بچپن ہی سے اسے مرگی کی شکایت تھی۔ جب وہ ۳۵ برس کی ہوئی تو ایک مرتبہ اس کا پاؤں پھسل گیا اور وہ بے ہوش ہو گئی۔ پھر اس کے بعد ایک نئے مرض کا شکار ہو گئی اس کے دونوں پیروں کو لقوہ ہو چکا تھا۔ وہ اب اٹھ کر بیٹھ بھی نہیں سکتی تھی۔ کافی عرصہ فریش رہی اور متواتر زندگی اور موت کی کشمکش میں گرفتار رہی۔ کسی طرح ٹھیک نہ ہوتی تھی۔ کئی برس گذر گئے۔ اب اس کی عمر ۴۰ برس کی ہو چکی تھی وہ بالکل مایوس ہو چکی تھی کہ ایک ڈاکٹر نے نفسیاتی بنیاد پر اس کا علاج کیا۔ اور وہ بالکل ٹھیک ہو گئی۔ اتنی تیزی سے اس کا مرض زائل ہوا کہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

جس معالج نے اس کا علاج کیا وہ ایک معمولی سا گھڑی ساز تھا لیکن بہت ذکی اور ذہین تھا بعد ازاں اس نے اپنے مخصوص طریقۂ علاج میں بہت شہرت حاصل کر لی تھی اس کا کہنا تھا کہ مریض کے نفس میں شفایابی کا احساس پیدا کر دینا ہی اصل مقصد ہے۔ کیونکہ صرف یہی کیفیت ہے جو مریض کو بیماری سے تندرستی کی طرف محو خرام کرتی ہے۔ باقی دواؤں وغیرہ کا اثر محض ثانوی حیثیت رکھتا ہے۔ مس ایڈی کے دل میں اس احساس نے بہت گہری جگہ بنالی تھی وہ اپنے معالج کی شاگرد بن گئی اور بعد ازاں بہت نام کمایا۔ وہ اپنے مریضوں میں جہاں نشاطِ امید اور اعتمادِ نفس کی لہر پیدا کرتی وہیں ایمان ثابت کا تحفہ بھی دیتی۔

رب کی تائید اور بھروسہ

اگر طبیب میں اس کی قوتِ نفس بدرجۂ اکمل موجود ہو اور اسے اپنے رب کی تائید و اعانت پر بھی بھروسہ ہو تو وہ صرف ہاتھ رکھ دے تو مریض اچھا ہو جاتا ہے۔ اسے پنچ تھریپی کہتے ہیں اور اس کی مثال سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے دی جا سکتی ہے۔ قرآن کریم میں

بھی وارد ہوا ہے کہ آپ اللہ کے حکم سے برص زدہ لوگوں کو چنگا اور مُردوں کو زندہ کردیتے تھے۔ اناجیل میں جا بجا اس کے تذکرے ملتے ہیں۔ آپ مریضوں کا ایسا علاج کرتے تھے کہ فوراً جسمانی اور عقلی صحت حاصل کر لیتے تھے۔ اس جگہ نامناسب نہ ہوگا اگر ہم انجیل کی کچھ آیتیں پیش کریں جن میں حضرت مسیحؑ کے ہاتھوں مریضوں کی شفایابی کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ انجیل متی کا بیان ہے کہ ایک دولت مند شخص آپ کے پاس آیا اور آتے ہی سجدہ میں گر پڑا اور کہنے لگا کہ ابھی میری لڑکی مر گئی ہے۔ چلئے میرے ساتھ اور اس کے مردہ جسم پر اپنا ہاتھ رکھ دیجئے تاکہ وہ زندہ ہو جائے۔ حضرت مسیحؑ یہ سنتے ہی اٹھ کھڑے ہوئے اور اس کے ساتھ چلے گئے۔ آپ کے ساتھ آپ کے کچھ حواری بھی تھے۔ حضرت مسیحؑ اس امیر کی لڑکی کی لاش کی طرف متوجہ ہوئے۔ اسے دیکھا اور فرمایا' اے بیٹی! تیرے ایمان نے تجھے شفا بخش دی، اُٹھ کھڑی ہو جا۔ چنانچہ اسی وقت وہ تندرست ہو کر اُٹھ بیٹھی۔

ایک دوسرے موقع پر متی نے اپنی انجیل میں یوں کہا ہے۔

اس اثنا میں کہ حضرت مسیح قطع مسافت کر رہے تھے۔ دو اندھوں نے آپ کا پیچھا کیا، وہ چیخ رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے ابن داؤد ہم پر رحم کر جب آپ گھر پر پہنچے تو وہ دونوں اندھے بھی آموجود ہوئے۔ ان دونوں سے حضرت یسوع نے کہا: کیا تم اس بات پر ایمان رکھتے ہو کہ میں تمہیں اچھا اور تندرست کر دینے کی قدرت رکھتا ہوں؟

ان دونوں نے جواب دیا: ہاں اے میرے آقا! پھر حضرت مسیحؑ نے ان کی آنکھوں پر یہ کہتے ہوئے اپنا دست مبارک پھیرا' تمہارا ایمان تمہیں چنگا کر دینے کے لئے کافی ہے اور ان دونوں کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ دیکھنے لگے۔ انجیل متی ۹ (۱۷)

یہاں پہلے ایک بات واضح کر دوں کہ اس قسم کے علاج بھی نفسی علاج کے زمرے میں آتے ہیں۔ لیکن ان کی بنیادیں مریض کے اعتقاد اور ایمان پر قائم ہوتی ہیں کیونکہ بہرحال ذہن ہی وہ طاقت ہے جس میں اثر قبول کرنے کی سعی ہوتی ہے۔ اور بعد ازاں ذہن کی طبعی طاقتیں اپنے طور پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ اور جب معالج کی خود اعتمادی اور تائید ربانی بھی شامل حال ہو تو ایسے معجزے ہوتے رہتے ہیں۔ اور یہ معجزہ اللہ تعالیٰ ایسے مدعی رسالت کے ہاتھ پر دکھاتا ہے جو واقعی مامور من اللہ ہو۔ یا کہ پھر یہ طاقت انہی لوگوں کو مل سکتی ہے جو خدا کے برگزیدہ اور

اور مخلص بندے ہوں اور اپنے نفس کی قوت اور تائید غیبی پر پورا بھروسہ رکھتے ہوں۔ اسی طرح جو مریض ان کی خدمت میں حاضر ہوتے ہوں وہ بھی اس بات پر ایمان رکھتے ہوں اور ان کا یہ عقیدہ ہو کہ یہاں نبضِ مریض دستِ مسیحا میں پہنچی اور یہاں تندرستی واپس آئی۔ نفسی علاج کی یہی دو بنیادیں ہیں۔ آج بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں۔

گجرات کے علاقے بھج کے قریب ایک تیرتھ استھان ہے۔ اس کے علاوہ چترکوٹ ایک مقام ہے جہاں شرد پورنیما کی رات ایک میلہ لگتا ہے دُور دور سے معتقدین اس میلے میں شریک ہونے کے لئے آتے ہیں۔ اس رات وہاں ایک خاص قسم کی کھیر بنائی جاتی ہے جسے ارجن چھال کی کھیر کہتے ہیں۔ ارجن چھال در اصل ہندستانی جڑی بوٹیوں کی ایک قسم ہے، یہ ایک درخت کی چھال ہے اس کو دودھ میں ملاکر کھیر پکائی جاتی ہے۔ اور چاندنی رات میں کھلے آسمان کے نیچے رکھ دی جاتی ہے۔ شرد پورنیما کے چاند کی یہ خصوصیت ہے کہ اس کی چاندنی بہت زیادہ کھلی ہوتی ہے۔ ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ شرد کا موسم ٹھیک برسات کے بعد اور جاڑہ شروع ہونے سے قبل ہوتا ہے۔ اس موسم میں آسمان بالکل صاف نظر آتا ہے۔ چونکہ بارش کی وجہ سے گرد وغبار بالکل صاف ہوچکا ہوتا ہے۔ ہر فرقے اور مذاہب کے لوگ وہاں آتے ہیں اور اپنے اپنے طریقے سے عبادت کرتے ہیں۔ پھر اس کھیر کو پیتے ہیں۔ کئی مریض کھیر کھانے کے بعد شفا پا گئے۔ ایسی ہی ایک دمے کی پرانی مریضہ نے ہمیں یہ بتلایا تھا۔ اس نے وہ کھیر کھائی تھی جس کے بعد قریب دس برس تک اس کو دمہ کا عارضہ نہیں ہوا تھا۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ کیا یہ اس ارجن چھال کی تاثیر ہے۔ یا اس شرد پورنیما کے چاند کی! حقیقت یہ ہے کہ یہاں بھی انسانی ذہن کار فرما ہے۔ اس کے لئے یہ عقیدہ ہی کافی ہے کہ وہاں جاکر ٹھیک ہوجاؤں گا۔ جب ذہن پہلے سے اثر قبول کرنے کے لئے تیار ہو۔ تو اس ماحول سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔ اور اگر اس ماحول میں روحانی عنصر بھی شامل رہے تو اس کا اثر زیادہ خوشگوار ہوتا ہے۔

تائید غیبی پر بھروسہ

ہر سال حج بیت اللہ کے لئے لاکھوں زائرین مکہ جاتے ہیں۔ ہزاروں کو اس کا تجربہ ہوگا کہ جب تک وہ اپنے نفس کی قوت اور تائید غیبی پر پورا بھروسہ کرتے رہے، بیمار نہیں ہوئے، بے شمار لاعلاج مریض اپنے اعتقاد اور ایمان کے سہارے

شفا پا گئے۔ کئی ایک سے ہم خود واقف ہیں۔ مثلاً ایک گٹھیا کا پرانا مریض تھا جو بغیر دوا، کے ایک پل بھی نہیں رہ سکتا تھا اسے بے انتہا درد ہوا کرتا تھا۔ چار قدم چلنا دو بھر تھا لیکن جب وہ حج کے لئے روانہ ہوا تو دوران سفر اپنی تمام دوائیں دریا میں پھینک دیں اُسے یہ بھروسہ تھا کہ اللہ تعالیٰ اب اسے اچھا کردیں گے۔ مکہ پہنچ کر بطورِ دوا کے صرف آبِ زم زم کا استعمال کرتا تھا۔ واپسی میں اس نے اپنے ساتھ بہت سارا آبِ زم زم رکھ لیا اور گھر آنے کے بعد مہینوں اس متبرک پانی کا استعمال کرتا رہا۔ آخر کار وہ اپنے اسی اعتقاد اور ایمان کے سہارے بالکل اچھا ہو گیا۔

دوسرا شخص ایک گنجا تھا۔ حج سے واپسی پر روزانہ اپنے گنجے سر پر آبِ زم زم ملا کرتا تھا تاکہ اس کے بال اُگ آئیں۔ لوگ ہنستے تھے لیکن اس کو پورا یقین تھا کہ ایک روز اس کے بال اُگ آئیں گے اور بالآخر ایسا ہی ہوا۔ کچھ ایسے اشخاص بھی ہیں جن کا عقیدہ بعد ازاں کمزور پڑ گیا اور وہ دوبارہ پہلے جیسی کیفیت میں مبتلا ہو گئے۔ اس سلسلے کا ایک دوسرا مریض یاد آ رہا ہے۔

مرض کا خوف

اس کا نام زری والا تھا۔ شروع شروع میں جب وہ بمبئی آیا تھا تو ایک معمولی مزدور تھا اور زردوزی کا کام کیا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے کام میں برکت ہوتی گئی۔ اور وہ ایک مزدور سے کارخانہ دار بن گیا۔ اب وہ زری والا سیٹھ کہلاتا تھا۔ جب دولت آئی تو اس کے ساتھ بہت ساری الجھنیں بھی آئیں اور وہ اعصابی مریض بن گیا۔ اس کا بلڈ پریشر چڑھ جاتا تھا اور ہر وقت جان جانے کا خوف طاری رہتا تھا۔ اس کو یہ احساس رہتا تھا کہ گویا کوئی اس کا پیچھا کر رہا ہے۔ گھر کے دروازے پر بھی دستک ہوتی تو اس کا دل زور زور سے دھڑکنے لگتا۔ غرض یہ کہ وہ مستقل طور پر ذہنی مریض بن چکا تھا۔ بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کروایا تھا ڈاکٹروں کے مطابق وہ دل کا مریض تھا اور اسے بے شمار دوائیں کھانی پڑ رہی تھیں۔ لیکن دواؤں اور پرہیز کرنے کے باوجود اس کی ذہنی کیفیت میں کوئی تبدیلی نہیں واقع ہوئی تھی۔ اسی دوران اسے حج کا خیال آیا اور وہ اس کے لئے روانہ ہوا۔ ساتھ میں بہت ساری دوائیں اور ڈاکٹروں کے نسخے بھی رکھ لئے۔ پابندی سے دوائیں کھاتا رہا۔ اور ڈاکٹروں کی ہدایات پر برابر عمل کرتا رہا۔ مگر اس کے باوجود دل کی حالت میں کوئی بہتری نہیں آئی اس کے خوف نے وہاں بھی اس کا پیچھا کیا۔

ایک روز دوران حج اتفاق سے اس کی دواؤں کا ڈبہ کہیں کھو گیا۔ اب یہ اور بھی زیادہ افسردہ نظر آنے لگا اس پر ایک دوسرے حاجی نے دلاسہ دیا اور کہا کہ وہ ناحق پریشان ہے۔ کیونکہ جس جگہ پردہ ہے وہاں کا تو ہر ذرہ دوا ہے اور خدا کی رحمت شفا بن کر ہر جگہ موجود ہے لہٰذا اسے اسی ذات برحق کا سہارا ڈھونڈنا چاہیئے۔ ان باتوں کا خاطر خواہ اثر ہوا اس کے اندر بھی جذبۂ ایمانی پیدا ہوا اور پھر اس نے اپنے آپ میں ایک مختلف شخص کو پایا۔ رفتہ رفتہ وہ بالکل ٹھیک ہو گیا۔ واپسی پر وہ بہت خوش تھا۔ گھر پہنچنے پر بھی اس کو کوئی شکایت نہ ہوئی۔ ایک روز اس نے یوں ہی سوچا کہ اپنے ڈاکٹر کے پاس جائے اور چیک اپ کرائے۔ اس کا ڈاکٹر ایک بڑا نامی گرامی ڈاکٹر تھا اس کو جب معلوم ہوا کہ اس نے دوائیں کھانی چھوڑ دی ہیں تو بڑا ناراض ہوا اور کہنے لگا کہ وہ تو دل کا مریض ہے اگر دوا نہیں کھائے گا تو مر جائے گا۔ ڈاکٹر کے یہ جملے سن کر زری والا سیٹھ کا دل ڈوبنے لگا اور وہ دوبارہ بیمار پڑ گیا۔ اب وہ پابندی کے ساتھ دوائیں کھاتا تھا لیکن پہلے سے زیادہ بیمار ہو گیا تھا۔

سچ ہے ایسے بڑے ڈاکٹروں کی کمی نہیں ہے جو پہلے مریض کا حوصلہ پست کر دیتے ہیں اور پھر ان کا علاج کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں مریضوں کو یہ جان لینا چاہیئے کہ شفا وہ شے نہیں ہے جسے پیسے کی طاقت سے خریدا جا سکے بلکہ یہ تو وہ نعمت ہے جو براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔

عقیدہ اور اُمیّد

شفا کا تعلق عقیدہ اور امیّد سے ہے یہ دونوں باتیں جتنی زیادہ مضبوط ہوں گی اتنی ہی مستحکم اور فوری شفا حاصل ہوگی۔ اس کے برعکس وہم و گمان مریض کو طرح طرح کے وسوسوں میں مبتلا کر دیتا ہے مثلاً اگر کسی بھلے چنگے شخص کو یہ کہہ دیا جائے کہ وہ بیمار معلوم ہوتا ہے تو وہ شخص واقعی اپنے اندر کسی بیماری کے آثار محسوس کرنے لگتا ہے۔ اور عجب نہیں کہ بیمار پڑ جائے جبکہ کسی مریض کے لئے اس ایک خیال و امید کا پیدا ہو جانا شفائے کامل حاصل کر لینے کے لئے کافی ہے کہ وہ اچھا ہو جائے گا، اچھا ہو رہا ہے، اچھا ہو گیا۔ دراصل اس عمل کے لئے یہ ضروری بھی نہیں ہے کہ دواؤں کا استعمال کیا جائے۔ بلکہ وہ مریض اپنے عقائد اور ایمان کے سہارے بھی شفا پا سکتا ہے۔

ڈاکٹر ٹبسن نے اپنی تصنیف میں نفسیاتی علاج کے تعلق سے ایک دلچسپ واقعہ بیان کیا ہے۔ اس نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ مسیحی علما کے حامیوں میں سے ایک پرجوش لڑکی بیمار پڑ گئی اس نے اپنی جماعت کے لوگوں میں سے ایک خاتون کو خط لکھ کر یہ مطالبہ کیا کہ اس کا علاج غائبانہ طور پر جماعت کے اصولوں کے مطابق کیا جائے — یہ طریقہ مسیحی علاج کہلاتا ہے۔ اور کچھ ان طریقوں سے ملتا جلتا ہے مثلاً گنڈے تعویذ، منتر اور جھاڑ پھونک، دینی توسلات، یا قبور اولیاء وصالحین کی زیارت وغیرہ۔ لہٰذا اس کا انتظام کیا گیا اور علاج کے لئے وقت مقرر کردیا گیا کیونکہ توقع تھی کہ وہ خط مل گیا ہوگا۔ اور دور ایک دوسری جگہ بیٹھی وہ خاتون اس لڑکی کے علاج میں مشغول ہوگئی ہوگی۔ لوگوں نے یہ دیکھا کہ اس مریضہ کو شفا کے ارشادات موصول ہونے لگے ہیں۔ پہلے اس کے مرض میں شدت آئی لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اسے آرام محسوس ہونے لگا۔ اور کچھ ہی دیر میں بیماری کی تمام علامتیں جاتی رہیں۔

اس واقعہ کے فوراً بعد وہ لڑکی ڈاکٹر ٹبسن کے پاس پہنچی اور ان سے سارا واقعہ کہہ سنایا۔ تاکہ غائبانہ معالجے کی صحت کا ثبوت مل جائے۔ لیکن یہ خوشی بہت جلد ندامت میں بدل گئی۔ کیونکہ جو خط لڑکی نے اس خاتون کو بھیجا تھا وہ اسی طرح بند واپس آگیا۔ ڈاکخانے کے عملہ نے اس پر تحریر کیا تھا۔ پتہ نامعلوم! گویا دوسرے الفاظ میں سرے سے وہ خط اس خاتون کو ملا ہی نہیں۔

اس واقعہ کو بیان کرنے سے ہماری مراد قطعاً یہ نہیں ہے کہ علاج غائبانہ کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ دراصل ذہن کی روحانی طاقتیں ہی اپنے طور پر اپنا مسئلہ حل کرسکتی ہیں۔ البتہ ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ ان طاقتوں کو کس طرح ابھارا جائے۔ ایک صوفی یا ولی اپنی روحانی قوت سے دور کسی مقام سے بھی صاحبِ فراش اپنے کسی معتقد کے لئے دعا کرسکتا ہے۔ اور اس مریض کے ذہن میں ان طاقتوں کو ابھارنے کا باعث بن سکتا ہے۔

مراقبہ، دھیان، یا روحانی ورد کا مطلب ہے شعور سے بالاتر حالت میں پہنچنا۔ اور اس کے لئے ضروری ہے قلب کی یکسوئی، آپ نے بھی یہ مشاہدہ ضرور کیا ہوگا کہ جب ہم اپنے دل کو یکسو کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمارے خیالات اِدھر اُدھر آوارہ پھرنے لگتے ہیں۔ مثلاً جب ہم نماز پڑھتے وقت اپنے دل کو یکسو کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو اس وقت گذشتہ افعال

کے نقوش نمودار ہوتے ہیں اور دل کی یکسوئی کے راستے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟۔

ایسا اس لئے ہوتا ہے کہ ہم انھیں دبانے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ اپنی تمام قوت کے ساتھ جوابی عمل یا ردعمل کرتے ہیں۔ لیکن اگر یکسو ہوکر اللہ کی طرف دھیان کر کے ان خیالات کو ایسا دبا دیا جائے۔ کہ صرف ایک خیال باقی رہے۔ اور وہ خیال اس ذاتِ برحق کا ہو تو اس کے بعد جو راستہ شروع ہوتا ہے وہ روحانی منزل کا راستہ ہے۔ اور یہ سب مستقل مشق اور کوشش کے بعد ممکن ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد انسان کے اندر روحانی طاقتیں رونما ہونے لگتی ہیں۔ اور وہ صوفی سنت، ولی، یا مہاتما بن جاتا ہے۔ مزید وضاحت کے لئے چند مثالیں غور طلب ہیں۔ مثلاً ہماری خوراک جو اناج، پھل اور سبزی وغیرہ کی شکل میں ہوتی ہے۔ سورج سے براہ راست اپنے اندر توانائی جذب کرتی ہے۔ جسم کو تندرست رکھنے کے لئے جب ہم ان اشیاء کو کھاتے ہیں تو ان چیزوں میں سورج کی جمع شدہ توانائی کو اپنے اندر جذب کرتے ہیں۔ لیکن صوفی سنت یا ولی میں روحانی طاقت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ براہ راست اس توانائی کو سورج سے حاصل کر سکتا ہے۔ وہ مراقبہ کی حالت میں ایسا کر سکتا ہے۔

جس طرح قدرت تاروں کے بغیر بجلی کی طاقت ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کر دیتی ہے اسی طرح صوفی اپنی ذہنی طاقت کو تار کے بغیر ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیج سکتا ہے۔ ہمارا دل بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسا بجلی کا پاور ہاؤس، ہمارے دل کی بجلی میں سے بجلی کی چنگاریاں، خیالات کی صورت میں نکلتی رہتی ہیں۔ صوفی ان خیالات کی لہروں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیج سکتا ہے۔ موجودہ سائنسی دریافت سے بھی یہ ثابت ہو چکا ہے کہ بجلی کی لہریں بغیر تار کے ایک جگہ سے دوسری جگہ بھیجی جا سکتی ہے۔ جیسے آواز یا عکس کی لہریں۔ اس کی موجودہ مثال ٹیلی ویژن اور ویڈیو ہے۔

عالم بالا میں اللہ تعالیٰ نے غالباً اسی طرح کا انتظام کر رکھا ہے۔ وہاں پر نصب ویڈیو، کیمرے حضرتِ انسان کی ایک ایک حرکت کی فلم اتار رہے ہیں اور عین ممکن ہے کہ یہی ویڈیو کیسٹ یومِ حساب کے وقت ہر انسان کو اس کے نامۂ اعمال کی شکل میں دے دیا جائے!

جو اشیاء لطیف حالت میں ہیں جیسے جراثیم وغیرہ، انھیں ہم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ

سکتے۔ لیکن کچھ عرصے مراقبہ اور دھیان کی مشق کرنے کے بعد احساسات اتنے لطیف ہو جاتے ہیں کہ وہ تمام چیزیں جو لطیف حالت میں ہیں نظر آنے لگتی ہیں۔

ہر آدمی اپنے ارد گرد ایک خاص روشنی رکھتا ہے۔ اور وہ اس خاص روشنی کو نکالتا رہتا ہے اور مراقبہ کی مشق کرنے والا صوفی اس روشنی کو دیکھ سکتا ہے۔ لیکن ہم اس روشنی کو نہیں دیکھ سکتے جس طرح ایک پھول لگاتار خوشبو کی شکل میں اپنے لطیف ذرات کو باہر چھبجھاتا رہتا ہے اسی طرح ہمارا جسم بھی اس روشنی کو نکالتا رہتا ہے۔ کینیڈا میں آج کل کلر تھیراپی یعنی رنگوں سے علاج پر جو تجربات ہو رہے ہیں وہ دراصل جسم سے خارج ہونے والی اسی روشنی پر مبنی ہیں۔

ہم اپنی زندگی میں ہر روز نیک و بد خیالات کے لطیف ذرات پھینکتے رہتے ہیں۔ اور ہر جگہ جہاں کہیں بھی ہم جائیں فضا ان لطیف ذرات سے پُر ہے۔ اس جگہ جہاں لوگ اپنے مالک حقیقی کی پرستش کرتے ہیں۔ مثلاً عبادت گاہیں وغیرہ وہاں نیکی کے لطیف ذرات زیادہ ہوتے ہیں۔ جتنا زیادہ لوگ وہاں جاتے ہیں اتنا ہی زیادہ وہ جگہ پاک اور مقدس ہوتی جاتی ہے۔ کیونکہ خدا کے نیک بندے جب خداوند تعالیٰ کی عبادت کے لئے وہاں جاتے ہیں تو نیکی کے لطیف ذرات زیادہ مقدار میں باہر پھینکتے ہیں۔ اگر کوئی آدمی جس میں سکون اور روحانی روشنی کی کمی ہے وہاں جاتا ہے تو وہ جگہ اور وہاں کی فضا اس پر اچھا اثر ڈالتی ہے۔ اور اس میں سکون اور روحانی روشنی پیدا کرتی ہے۔

نیک اور پاکباز لوگوں کے خیالات، عام لوگوں کے خیالات کی نسبت زیادہ پاکیزہ ہوتے ہیں اور وہ اپنا روحانی اثر اپنے گرد و نواح پر ہر وقت ڈالتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے معمولی لوگ بھی ان کے روحانی اثر کے حلقے میں آجاتے ہیں اور لگاتار صحبت سے ان کے روحانی رنگ میں رنگ جاتے ہیں۔ اور یہ معمولی لوگ بھی پاک و پاکباز بن جاتے ہیں۔

روح، جسم اور بیماری

اللہ تعالیٰ نے براہ راست اپنے تخلیقی عمل سے انسان کو پیدا کیا ہے۔ اور اس کے بعد خود اسی انسان کے اندر تناسل کی یہ طاقت رکھ دی کہ اس کے نطفے سے ویسے ہی انسان پیدا ہوتے چلے جائیں۔ لیکن ڈارون کے زمانے سے سائنسداں اس تصور سے ہی ناک بھوں چڑھاتے ہیں اور بڑی حقارت کے ساتھ اس کو ایک غیر سائنٹفک نظریہ قرار دے کر گویا گرد کی طرح جھٹک دیتے ہیں۔

انسانی ساخت بذاتِ خود ایک عجیب مشنری ہے جس کی ترکیب اور کارگزاری کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اسے محض اتفاق قرار دینا انتہائی ناسمجھی کی بات ہے۔ حالانکہ صرف ایک خلیئے والے جاندار ہی کو دیکھا جائے تو اس حیوان میں زندگی کی سادہ ترین سورت بھی اتنی پیچیدہ اور نازک حکمتوں سے بریز ہے کہ اسے حادثہ کا نتیجہ قرار دینا اس سے لاکھ درجہ غیر سائنٹفک بات ہے۔

روح سے مراد محض وہ زندگی نہیں ہے جس کی بدولت ایک ذی حیات جسم کی مشین متحرک ہوتی ہے بلکہ اس سے مراد وہ خاص جوہر ہے۔ جو فکر و شعور، عقل و تمیز اور فیصلہ و اختیار کا حامل ہوتا ہے۔ جس کی بدولت انسان تمام دوسری مخلوقات ارضی سے ممتاز ہے۔ انسانی تخلیق کے تعلق سے قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

ترجمہ:۔"جب میں اسے پورا بنا چکوں اور اس میں اپنی روح سے کچھ پھونک دوں تو تم سب اس کے آگے سجدے میں گر جانا"۔

غرض یہ کہ انسان کے اندر جو روح پھونکی گئی ہے۔ وہ دراصل صفاتِ الٰہی کا ایک عکس یا پرتو ہے، یعنی حیات، علم، قدرت، ارادہ، اختیار اور دوسری جتنی صفات انسان میں پائی جاتی ہیں ان کے مجموعہ ہی کا نام روح ہے۔

روح کے متعلق ارسطو کا خیال ہے کہ روح دراصل اس قوت کی دین ہے۔ جو بذاتِ خود حضرتِ حق ہے اور اسی سے تمام قوتیں پیدا ہوتی ہے۔ اس کے مطابق روح کا اوّل مقام قلب ہے اور یہ قلب میں اس وقت تک رہتی ہے۔ جب تک اس سے حیاتِ اعضاء کے افعال صادر ہوتے ہیں۔ شیخ الرئیس بوعلی سینا کی رائے میں روح اس وقت تک ایسے نفس کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتی جو کہ حس و حرکت کا منبع و مرکز ہوتا ہے۔

جب تک روح حیوانی دماغ میں پہنچ کر نیا مزاج حاصل نہیں کر لیتی اس وقت تک کوئی نئی قوت افعال نہیں ہوتی۔ دوسرے لفظوں میں اطبا کے نزدیک افعال کی ہر جنبش کے لئے ایک علیحدہ نفس مقرر ہے۔ لیکن ماڈرن فلسفہ کی نظر میں قوتِ حیوانیہ یعنی لائف فورس دراصل قوت نفسانیہ یا ذہن سے پیدا ہونے والی قوت ہے۔

یوروپین مفکروں کے درمیان زندگی کے متعلق یہ رائے کہ حیات ایک مرئی شئے ہے۔

جو اپنے آپ میں دانش مند، عاقل و ذکی ہے اور سب سے منفرد بھی ہے اور منظم ترتیب کے ساتھ کام کرنے والی قوت ہے ۔ جو جسم حیوانی کی نگراں اور اسی طرح ہیئت رکھنے والے نباتاتی حیوانی جسم کی نشو نما بھی کرتی ہے ۔ اور پیداوار بھی بڑھاتی ہے ۔ لیکن مادہ پرست ذہنوں نے جو نظر آئے وہی حقیقت ہے، والی پالیسی یا طرز عمل کے نتیجے میں نئے نئے طریقے ایجاد کر لئے اور حیات کے روحانی تصور کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ۔ آج تک کوئی بھی ایسا ٹیسٹ ایجاد نہیں کیا جا سکا اور نہ ہی آگے اس کا امکان ہے ۔ جس سے ثابت کیا جا سکے کہ روح کیا ہے اور کس طرح کی جسامت رکھتی ہے ۔ مائیکروسکوپ یعنی خوردبینی آنکھ صرف یہ ثابت کر سکی ہے کہ ہر خلیہ میں حیات ہے ۔ اور وہ ایک طرح کی برق پیدا کرتا ہے ۔ اور یہ برقیات یا قوت سارے نباتاتی اور حیوانی جسم میں یکساں اپنے کام پر گامزن ہے ۔ ہر خلیئے میں پوزیٹو اور نگیٹو آئین ہوتے ہیں اور اس طرح ایک سے دوسرے خلیئے میں یہ الیکٹرسٹی ہم آہنگی کے ساتھ رواں دواں ہے ۔

ڈاکٹر ہانی من کہتے ہیں کہ صحت جسمانی اعضاء کی ایک ایسی متوازی حالت ہے جو پورے طور پر ہم آہنگ رہ کر حیاتی قوت کے زیر سایہ اپنے اپنے کام میں منہمک ہے ۔ جبکہ بیماری کے تعلق سے وہ فرماتے ہیں کہ مرض دراصل انسانی صحت میں ایک خلل کا نام ہے ۔ لیکن اس سے ان کی مراد مرض کی باطنی کیفیت یا کسی خاص مرض کی واضح تشریح سے ہرگز نہیں ہے ۔ البتہ وہ یہ بتانا چاہتے ہیں کہ مرض جسم کی کسی مشینی یا کیمیائی تبدیلی کا نام نہیں ہے اور نہ ہی اس کا انحصار کسی مرضیاتی مادہ پر ہے بلکہ وہ روح کی مانند زندگی کے اندر محض ایک حیاتیاتی خلل ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے وجود خاکی کو جن دشمن طاقتوں سے خطرہ ہوتا ہے وہ کچھ تو روحانی ۔ اور کچھ مادی طاقتیں ہیں اور ان کو وہ ضرر رساں مرضیاتی عناصر یا امراض سے تعبیر کرتے ہیں ۔ ان طاقتوں کے اندر یہ سکت نہیں ہے کہ انسان کی صحت یا تندرستی میں غیر محدود طور پر کوئی مرضیاتی خلل پیدا کر سکیں ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اسی وقت بیمار پڑتے ہیں کہ جب ہمارا جسم غیر معمولی محسوسات اور کیفیات کا شکار ہو جاتا ہے ۔ یہی سبب ہے کہ یہ دشمن، طاقتیں ہر شخص میں ہر وقت مرض نہیں پیدا کرتیں ۔

ڈاکٹر، ہانی من اعظم مزید فرماتے ہیں کہ ہر مرض ہماری قوت حیات کے اندر ایک مخصوص

مرضیاتی وحیاتیاتی تبدیلی میں پایا جاتا ہے۔ لہٰذا ہومیوپیتھک علاج میں وہ ادویاتی جوہر استعمال کیا جاتا ہے جو مرض سے مشابہ علامات قدرے زیادہ طاقت کے ساتھ پیدا کر سکے۔ اس سے ہوتا یہ ہے کہ مرض کا کمتر احساس جاتا رہتا ہے۔ اور وہ غائب ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس طرح قوت حیات پر ایک زیادہ طاقتور مصنوعی مرضیاتی ظہور کا غلبہ اور قبضہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے اصل مرضیاتی مظاہرہ باقی نہیں رہتا۔ ٹھیک اسی طرح جس طرح صبح تڑکے مشتری سیارہ اپنی چمک دمک کے باوجود نظروں سے غائب ہو جاتا ہے کیونکہ مشتری کے مشابہ سورج کی روشنی اور چمک اس سے کہیں زیادہ طاقتور ہوتی ہے۔

دوسری مثال بدبو جس کے اثر کو زائل کرنے کے لئے اس سے زیادہ طاقتور بو سے کام لیا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی فرد کا رنج وصدمہ اس وقت ذہن سے دور ہو جاتا ہے جب کسی دوسرے کو زیادہ رنج اور صدمہ میں مبتلا دیکھتا ہے۔ خواہ دوسرے کا رنج وصدمہ فرضی ہی کیوں نہ ہو۔ حد سے زیادہ خوشی کے نقصان دہ اثرات کو کافی پی کر دور کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ کافی کی یہ خاصیت ہے کہ وہ حد سے زیادہ خوشی اور مسرت ذہن میں پیدا کرتی ہے۔

قانونِ فطرت

ہومیوپیتھی کا قانونِ فطرت دراصل وہ حقیقت ہے جس کا مشاہدہ اسی طرح کی چھوٹی چھوٹی باتوں سے کیا جا سکتا ہے لیکن تاحال اسے پورے طور پر تسلیم نہیں کیا گیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شفایابی کا ہر واقعہ اسی قانون فطرت کا رہین منت ہے۔ اور یہ قانون ہے۔ جسم کے اندر نسبتاً کمزور علالت کو ایک زیادہ طاقتور علالت ہمیشہ کے لئے ختم کر دیتی ہے۔ لیکن اس مصنوعی علالت سے مریض اور اس سے زیادہ اس کے رشتہ دار گھبرا جاتے ہیں۔ جب وہ دیکھتے ہیں کہ دوا کھانے کے بعد مریض کی بیماری میں اضافہ ہوا ہے۔ جبکہ دراصل وہ دوا کی مصنوعی علامتیں ہوتی ہیں جو مرض کی علامتوں پر غالب آجاتی ہیں۔

ڈاکٹر ہانی من کا یہ نظریہ کہ بیماری ایک خلاف حیاتی قوت کے نتیجے میں تشکیل پاتی ہے اور جو ہر طرح سے حیات کے مخالف کام کرتی ہے۔ اس کا وجود اسی وقت ممکن ہے کہ جب قوانین قدرت کی خلاف ورزی کی جائے۔ وہ حادثاتی طور پر آئی بیماریوں کو اس زمرے میں شامل نہیں کرتے۔ شفا کے متعلق بھی ان کا نظریہ مختلف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ شفا

بیماری سے پیدا ہونے والی ہلچل کو زائل کر دینے میں نہیں ہے بلکہ اس سبب کو زائل کیا جائے جو حیاتی قوت کے کام میں حائل ہوا ہے۔ اور یہ صلاحیت اسی طاقت میں ہے جو کہ حیاتی جسم کی محور ہے اور جہاں سے باقی ماندہ قوتوں کا وجود شروع ہوتا ہے اس طرح سے ڈاکٹر ہانی من کے جامع و مانع اصولوں کے مطابق ہومیوپیتھی اسی محور کا علاج کرتی ہے کیونکہ کسی بیماری یا ہلچل کو ختم کرنے کے لئے ایک قوت درکار ہے جو ان تمام حرکات کی مثل بھی اور اس کے عین مخالف بھی۔ اس کی مثال نیوٹن کے آئین گردش سے دی جا سکتی ہے جہاں پر ہر مادے کی گردش کے پس پردہ اتنی ہی قوت رکھنے والی ایک طاقت ہوتی ہے۔ جو اس کے عین مخالف ہے اور یہی علاج بالمثل یعنی ہومیوپیتھی کا بنیادی اصول ہے۔ لیکن ۱۸ ویں اور ۱۹ ویں صدی کے اس عظیم مفکر اور طبیب کو دیوانہ قرار دیا گیا۔ ہومیوپیتھی کے اس موجد کا پورا نام کرسٹائین سموئیل ہانی من تھا۔ آپ نسلاً جرمن تھے اور ایلوپیتھی کے سند یافتہ ایم ڈی ڈاکٹر تھے۔ آپ کا شہرہ ۱۹ ویں صدی کے وسط تک پھیل چکا تھا۔ لیکن اپنی ہزار ہا دلیلوں کے باوجود طبی دنیا کو قائل نہ کر سکے۔ اور مادہ پرست ذہنوں کے لئے ان کا یہ روحانی نظریہ ایک مذاق بن گیا۔ نتیجتاً ۱۸ ویں صدی کی یہ اہم سائنٹفک دریافت طب کے روایتی دھارے سے کٹ گئی اور جس نظریے کو ایک طب کا طالب علم زیادہ بہتر طور پر سمجھ سکتا تھا وہ غیر طبی لوگوں میں مقبول ہونے لگا اور اس طرح ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل سے ہوم پیتھی یعنی گھریلو علاج میں تبدیل ہو گئی یا پھر اس کے حصہ میں ایسے معالج آتے ہیں جو علم طب کی گہرائیوں سے نابلد ہوتے ہیں۔

ہومیوپیتھی کا فکری نظریہ روایتی علاج یعنی ایلوپیتھی سے بالکل مختلف ہے۔ ایلوپیتھی میں اسی کو بیماری تصور کیا جاتا ہے جو بظاہر نظر بھی آئے یا کسی ٹیسٹ کے ذریعہ جسمانی بے ربطی کو سمجھایا جا سکے۔ ورنہ ہر وہ علامت جو مریض کہے بیماری تسلیم نہیں کر لی جاتی۔ مثلاً یہ کہ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ جب کسی راستے سے گذر رہا ہوتا ہے تو دور کسی موڑ پر نظر پڑتے ہی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس راستے پر کھڑی عمارتیں اس پر گر پڑیں گی۔ یا کہ جب رات بستر میں وہ کروٹ بدلتا ہے تو گویا ایسا لگتا ہے کہ ساتھ میں گھر بھی گھوم گیا ہو۔ ایلوپیتھی میں ایسے شخص کو نفسیاتی مریض تصور کیا جائیگا جبکہ درحقیقت یہ نفس کی ہی آواز ہے۔ اور ہومیوپیتھی

میں مجرب علامتوں میں ان کا شمار کیا جائے گا اور نفس کی اس آواز سے اس شخص کے کسی گہرے مرض کا کامیاب علاج ہو جائے گا۔ ہومیوپیتھی کی آنکھ ٹسٹوں اور مائیکروسکوپ کی آنکھوں سے پرے بھی دیکھ سکتی ہے۔

ہومیوپیتھی کی نظر میں سب سے بڑا مریض وہ ہے جس کا نفس سویا ہوا ہے ایسا مریض بظاہر تو تندرست نظر آتا ہے اور اسے کوئی شکایت نہیں ہوتی لیکن میڈیکل چیک اپ کے دوران یہ انکشاف ہوتا ہے کہ اس کا بلڈ پریشر بڑھا ہوا ہے یا کہ اس کے خون میں شکر زیادہ ہوگئی ہے۔ اور ایسے ہی اشخاص اکثر اچانک ہارٹ فیل سے مرجاتے ہیں۔ دراصل شروع شروع میں' ہائی بلڈ پریشر روح یا دم کی بیداری ہے جو کسی آنے والے خطرے کے احساس سے قائم ہوتی ہے، اور اگر علاج کے نام پر سکون آور ادویات کے ذریعے روح کی بیداری کو ختم کر دیا جائے تو نفس آنے والے خطرے سے بے خبر رہتا ہے۔ پھر بلڈ پریشر کی مشین میں اس کا پریشر تو کنٹرول میں ہوتا ہے۔ لیکن آہستہ آہستہ وہ مریض عارضۂ قلب یا فالج کا شکار ہو جاتا ہے۔

ہومیوپیتھی کو بلڈ پریشر کی مشینی پیمائش سے کوئی سروکار نہیں۔ وہ تو اس بیدار روح کی زبان کو سمجھتی ہے۔ اور اسے تقویت پہنچا کر اس کے دشمنوں کا صفایا کرتی ہے جس کے بعد ایک خطرناک اور پیچیدہ بیماری دیگر کمزور شکلوں میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ لیکن ایک طب کے طالب علم کے لئے یہ بات مان لینے میں یقیناً قباحت ہوگی کہ بلڈ پریشر یا ذیابیطس ایسے خطرناک امراض کمزور ہو کر کس طرح گٹھیا یا ایکزیمہ میں تبدیل ہو کر کچھ دنوں بعد اپنے طور پر ختم ہو جاتے ہیں اور مریض مکمل طور پر شفا پا جاتا ہے! اس کا جواب خود طب کی موجودہ دریافتوں میں پوشیدہ ہے کہ جلد کی بعض بیماریوں کو غلط طریقے سے دبا دینے کی وجہ سے دمہ ہو جاتا ہے، یا سوزاک کی ابتدائی علامتوں کو پوری طرح ختم کر دینے کے باوجود نقرس یا گاؤٹ واقع ہو جاتا ہے۔

یونانی اطباء نے ہزاروں سال قبل اپنے انھیں مشاہدوں کو اس طرح بیان کیا ہے کہ معمولی امراض کے غلط طریقۂ علاج کے نتیجہ میں اس مرض کی ابتدائی علامتیں تو ضائع ہو جاتی ہیں لیکن مرض اعضائے رئیسہ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اس بناء پر حکماء نے گٹھیا

کے مرض کو بلغمی کہا تو اس سے ان کی مراد یہ نہ تھی کہ بلغم جا کر جوڑوں میں جم گیا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی فسادی مادہ کھانسی و نزلہ کی شکل میں جسم سے خارج ہونے سے روکا جائیگا تو اس کا رجحان خون میں واپس شامل ہو کر پھیپھڑوں سے دور جوڑوں کی طرف ہو گا اور وہاں یہ جمع ہو کر فساد پیدا کریگا جسکے نتیجہ میں گٹھیا ہونا لازمی ہے اور پھر اسے دردکش دواؤں کے ذریعہ مزید دبا دیا جائے تو وہ اعضائے رئیسہ کی طرف گامزن ہو گا۔

ڈاکٹر ہانی من کا نظریۂ فکر بھی یہی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ وہ فسادی مادے کی جگہ لفظ میازم کا استعمال کرتے ہیں۔ ممکن ہے کہ قدیم یونانی زبان میں میازم کا مطلب کسی زہر یا فسادی شے سے ہی ہو۔ موجودہ دور میں سائنسی نقطہ نگاہ سے اس نظریے کو ثابت کیا جا سکتا ہے۔ پہلی مثال کینسر کی ہے۔ آج یہ بات ثابت شدہ ہے کہ چمڑی یا اور کسی عضو کا کینسر دماغ کے خلیات تک میں پہنچ جاتا ہے یا کہ سارے وجود میں سرایت کر جاتا ہے۔ اور اسی بنا پر کینسر کا علاج نہیں کیا جا سکتا۔ ان باتوں سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے بزرگ ہم سے کہیں زیادہ سائنٹفک تھے اور جوں جوں یہ حقائق سائنس کی روشنی میں ہم پر عیاں ہوتے جا رہے ہیں۔ ان ڈاکٹروں کے سوچنے میں نمایاں تبدیلی آتی جا رہی ہے جو کہ مشاہدہ کی آنکھ رکھتے ہیں۔

بخار ہمارا دوست

آج جرمنی کا ایک ڈاکٹر دعویٰ کرتا ہے کہ بخار ہمارا دوست ہے۔ روایت ہے کہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخار کو بُرا مت کہو۔ بخار آدمی کے گناہوں کو اس طرح جلا دیتا ہے۔ جس طرح بھٹی، لوہے کو جلا ڈالتی ہے۔ بابائے طب بقراط کا قول ہے کہ بخار دراصل اسی حیّ و قیوم کی عنایت کردہ نعمت ہے جسے ہم خدا کہتے ہیں۔ یہ اپنی گرمی میں اپنے اسباب کو پگھلا دیتا ہے اور اس طرح جسم کے باقی اعضا محفوظ رہتے ہیں۔ ۱۷ویں صدی کا ایک انگریز طبیب ڈاکٹر تھامسن سڈنہم جو کہ ایلوپیتھی کا ایک عظیم ستون مانا جاتا ہے۔ بخار کے متعلق کہتا ہے کہ بخار ایک ایسا انجن ہے جو کہ اپنی آگ میں اپنے دشمن کو راکھ کر دیتا ہے۔

امریکہ کا ایک ڈاکٹر کہتا ہے کہ اگر ساری دواؤں کو دریا بُرد کر دیا جائے تو یہ فیصلہ دریا کی تمام مچھلیوں کے حق میں تباہی کا باعث ہو گا لیکن نوعِ انسانی کے لئے راحت کا سبب

امریکہ ہی کے ایک سائنس داں ڈاکٹر کلنگر نے اپنے دو ساتھیوں ڈاکٹر برن ہیم اور ڈاکٹر وافن کے ہمراہ کچھ انوکھے تجربے کئے۔ اس کا پہلا تجربہ کچھ خرگوشوں کے ساتھ تھا ان سب خرگوشوں میں بیماری کے اسباب پیدا کئے۔ اس کے بعد ان میں سے چند کو اس بیماری کا علاج دیا گیا اور باقی ایسے ہی چھوڑ دیئے گئے۔ اس تجربہ سے جو چونکا دینے والا مشاہدہ سامنے آیا وہ یہ تھا کہ جن خرگوشوں کا علاج کیا گیا تھا۔ ان میں سے بیشتر علاج کے دوران مر گئے۔ اس کے برعکس جنھیں بغیر علاج کے چھوڑ دیا گیا تھا ان میں سے اکثر زندہ تھے۔ اس طرح کے تجربات اس نے دیگر جانداروں کے ساتھ بھی کئے گئے اور آخر میں یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ہر جسم اس کا اہل ہے کہ وہ اپنے طور پر اور بہتر طور پر دشمن کا مقابلہ کر سکتا ہے۔

ہر انسان کی زندگی ایک زندگی ہی کی دین ہے۔ یہ زندگی حیات حیوانی کی شکل میں سارے وجود پر چھائی رہتی ہے۔ لیکن اس کا مرکز ایک ہوتا ہے اسے چاہے ذہن کا نام دیں یا روح کا یہ اپنے مرکز یعنی نیوکلیس یا محور سے تمام قوتوں مثلاً قوت گویائی، قوت سماعت، قوت برداشت اور قوت ہضم وغیرہ کو کنٹرول کرتی ہے۔ ان میں سے کسی بھی قوت کی خرابی یا ہم آہنگی میں بے ربطی کی وجہ سے اپنے مرکز میں بیٹھی یہ طاقت پریشان ہو جاتی ہے۔ اور اپنے طور پر اس خرابی سے نپٹنے کے لئے نبرد آزما ہو جاتی ہے۔ ایلوپیتھی طب میں اس بے چینی یا بے ربطی کا علاج علامتوں کو زائل کر کے کیا جاتا ہے۔ اس طرح اس مریض کی اذیت کم ہو جاتی ہے۔ لیکن وہ مرض کسی نہ کسی شکل موجود ہی رہتا ہے۔ جبکہ ہومیوپیتھی علامتوں کی روشنی میں اس مرکز یا روح کو تقویت پہنچا کر قوانین قدرت کے مطابق اس خرابی سے چھٹکارا دلاتی ہے۔ البتہ بسا اوقات اسباب کی نوعیت ایسی بھی ہوتی ہے جو کسی میکانکی ذرائع یا سرجری کے ذریعہ ہی دُور کئے جا سکتے ہیں۔

ہومیوپیتھی کی نظر میں اصل معالج خود قوت حیوانی ہی ہے لیکن اکثر و بیشتر ہومیوپیتھ بھی علامتوں کو زائل کر دینے کا مطلب علاج سمجھتے ہیں۔ دوسرے لفظوں میں گویا ہومیوپیتھک دواؤں سے ایلوپیتھک علاج کرتے ہیں۔ اس طرح سے بھی مرض اندر ہی اندر پیچیدگی اختیار کرتا رہتا ہے۔ اور اپنی آخری شکل ذیابیطس یا کینسر ایسی شکلوں میں نمودار ہوتا ہے۔

موجودہ زمانے میں زیادہ تر لوگ اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ انسانی ذہن نے ہر مشکل اور پیچیدہ بیماری کا حل تلاش کر لیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض ایجادات انسانی

صحت کے لئے بدرجہا بہتر ثابت ہوئی ہیں۔ لیکن بعض ایسی بھی ہیں کہ جن کے سبب سے بیماریوں کا مسئلہ اور پیچیدہ ہو گیا ہے۔ اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ جیسے جیسے ماہرین فن کی تعداد میں اضافہ ہوتا جاتا ہے امراض اور بھی پیچیدہ ہو گئے ہیں۔ پھر اکثر لوگوں کا خیال بھی یہی ہے کہ اگر کسی طرح ایسا مریض اچھا ہو گیا تو ڈاکٹر کا نام ہوتا ہے لیکن اگر مر گیا تو یہ الزام خدا کے سر تھوپ دیا جاتا ہے، کہ اس کی مرضی تھی!

آپ اپنے کنبہ اور احباب کی طبّی امداد کر سکتے ہیں

اکثر و بیشتر مجھ سے سوال کئے گئے کہ ایلوپیتھک اور ہومیوپیتھک علاج میں کون سا طریقۂ علاج بہتر ہے اور کیا ہندوستان میں ہومیوپیتھی کو تسلیم کر لیا گیا ہے؟ کچھ کا خیال یہ بھی ہے کہ راکٹ کے دور میں بھلا کھٹارے کا کیا کام! غرض یہ کہ جتنے منہ اتنی ہی باتیں!

اس تمہید سے میری مراد بس اتنی ہی ہے کہ لوگ خود اپنے تجربے کی بنیاد پر رائے قائم کریں۔ انگریزی کہاوت ہے کہ اگر پڈنگ کا ذائقہ جاننا ہو تو اسے کھا کر دیکھیں بعض چھوٹے بڑے امراض یا ہنگامی حالات میں بھی یا کہ جب چھوٹے موٹے امراض نے پیچیدگی اختیار کر لی ہو، اس وقت یا اس سے بدتر حالات میں بھی ہومیوپیتھک ادویات کس حد تک کامیاب ہیں اور کس تیزی اور نرمی کے ساتھ مریض کو اچھا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہیں اس بات کو آپ خود اپنے ا ل خیال پر تجربہ کرنے کے بعد جان جائیں گے۔ البتہ ہومیوپیتھی اور ایلوپیتھی کے سلسلے میں اتنا عرض کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ موجودہ زمانے کی ضروریات کا یہ تقاضا ہے کہ ہر دلیل کے لئے ثبوت مہیا کیا جائے اور یہ ایک کھلی حقیقت ہے کہ ایلوپیتھک معالجوں نے ہومیوپیتھی کی کھلے بندوں آزمائش کرنے سے انکار کر کے اپنے طریقۂ علاج کی کوئی بڑی خدمت نہیں کی ہے نہ ہی عام معالجوں کی شان کے ہی مطابق کام کیا ہے۔ یہ ان کی زبردست کمزوری ہے۔ ممکن ہے وہ اس قسم کی آزمائش کے نتیجے سے ڈرتے ہوں اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ انھیں ایک نہ ایک دن اس صداقت کا سامنا کرنا ہی پڑے گا۔ کسی غلطی یا خامی کا اعتراف کرنا اسے نظر انداز کرنے کی نسبت زیادہ دلیرانہ ہے، کیونکہ ایک بھول کو نظر انداز کرنے سے آگے چل کر اکثر زیادہ غلطیوں کا شکار ہونا پڑتا ہے۔ اور سب سے بڑی غلطی تو یہی ہے کہ مریض

معالج کے ہاتھوں مناسب اور صحیح علاج نہ کر کے اپنے قدرتی حق سے محروم ہو جاتا ہے۔

مجھ سے اکثر یہ سوال بھی کیا گیا کہ ایلوپیتھک معالجوں کے مقابلے میں ہومیوپیتھک معالج اقلیت میں ہیں لیکن اس کا یہ مطلب قطعی نہیں کہ ہومیوپیتھی کمزور ہے۔ دراصل ہومیوپیتھی کے سب سے بڑے دشمن خود وہ اناڑی قسم کے ہومیوپیتھ ہیں۔ جو عطائی قسم کی ہومیوپیتھی کرتے ہیں اور ڈاکٹر ہانی من کے اصولوں کی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ یا پھر یہ اصول ان کی سمجھ سے بالاتر ہیں۔ غلط طرح سے مریض کو آرام پہنچا کر اکثر مرض پیچیدہ ہو جاتا ہے۔

ایلوپیتھک دواساز ادارے اپنی اشاعت اور تشہیر پر جو خرچ کرتے ہیں وہ ایک کھلا راز ہے۔ ہومیوپیتھک دواسازی پر بھی اس کا اثر پڑا ہے اور یہ نقلی ہومیوپیتھی پر ان بھی چڑھ رہی ہے۔ ان کے مقابلے میں اصل ہومیوپیتھی موخرالذکر حقیقت کی زبردست چٹان پر کھڑی ہے۔ اور اسے وہاں سے ہٹانا آسان کام نہیں ہے۔ ہومیوپیتھک دواؤں کے حق میں سب سے بڑی بات یہ حقیقت ہے کہ ان کی آزمائش جانوروں یا بیماروں پر نہیں بلکہ تندرست انسانوں پر ہوئی ہے۔ سبھی اشخاص رضاکار تھے اور اس طرح انھوں نے جو کچھ بتلایا اور دیکھا وہ مریضوں کا علاج کرنے کی غرض سے مکمل طور پر مفید اور قابلِ اعتبار ہے۔

بائیکاٹ کے باوجود مقبول

عوام کو یہ بات بھی ضرور ذہن نشیں کر لینی چاہیئے کہ ایلوپیتھک معالج تقریباً دو صدیوں سے ہومیوپیتھی کا خاموشی کے ساتھ مگر نہایت باقاعدگی سے بائیکاٹ کرتے چلے آرہے ہیں۔ انھوں نے آج تک ہومیوپیتھی کی کھلے بندوں تعریف نہیں کی۔ خوبی یہ ہے کہ اس کے باوجود بھی ہومیوپیتھی کی مقبولیت بڑھتی جارہی ہے۔ اس مخالفت تضحیک، چشم پوشی، حقارت اور ملامت کے باوجود ہومیوپیتھی علاج کے میدان میں پیش پیش ہے میں خود کم و بیش سولہ ۱۶ برسوں تک ایلوپیتھ معالج کی حیثیت سے سرگرم رہا۔ اور ایک مدت تک ایلوپیتھک علم العلاج یعنی میڈیسن کے پروفیسر کی حیثیت سے بھی کام کرتا رہا۔ اور اس عرصے میں میں نے بھی ہومیوپیتھی اور ہومیوپیتھک معالجوں کو حقارت سے دیکھا۔ اپنے طالب علمی کے زمانے میں بھی اپنے اساتذہ کے رویئے میں یہی کچھ محسوس کیا۔

یہاں ایک بات بتلا دینا اشد ضروری سمجھتا ہوں کہ ہومیوپیتھک دوائیں انتہائی محفوظ

اور بے ضرر ہوتی ہیں اور ان سے کسی طرح کا نقصان بھی نہیں ہوتا لیکن اس سے مراد قطعی یہ نہیں ہے کہ دوا کے استعمال میں کوئی احتیاط نہیں برتی جائے دوسری بات یہ کہ آج مسئلہ یہ نہیں ہے کہ کون سی پیتھی اچھی ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ کون سا معالج اچھا ہے اور مریضوں میں بہرکیف یہ شعور پیدا ہو جانا چاہیئے کہ وہ اپنے معالجوں کو پہچان سکیں۔ آج اس مقدس پیشے نے تجارت کی شکل اختیار کرلی ہے۔ پھر ویسے لوگ بھی نہیں رہے جو صحت عامہ کے بنیادی اصولوں سے واقف ہوں کہ اگر بیمار پڑیں تو دھنیہ پودینہ جیسی چیزوں سے ٹھیک ہو جائیں۔ نہ ہی اب ویسے اطبا ہیں جو اس پیشے کو عبادت سمجھ کر انجام دیتے تھے اور نیم و ببول کی پتیوں تک سے بے شمار مریضوں کو اچھا کر دیتے تھے۔ آج طب کے نام پر گورکھ دھندوں کی فہرست بہت لمبی ہے۔ کس کس کا ذکر کروں۔

جہاں تک ہومیو پیتھک معالجوں کا سوال ہے تو ان کی اکثریت بھی دودھ کی دھلی نہیں ہے۔ ان میں بعض تو ایسے ہیں جو مکمل طور پر طب اور ہومیو پیتھی دونوں سے ناواقف ہیں اور بعض ایلوپیتھی کے انداز میں ہومیو پیتھی کرتے ہیں۔ مثلاً سر درد کی الگ دوا، پیٹ درد کی الگ اور نیند کے لئے الگ، بیچارہ مریض تو اندھیرے میں ہوتا ہے۔ وہ یہی سمجھتا ہے کہ اس کا ہومیو پیتھک علاج ہو رہا ہے۔

ہومیو پیتھی صرف یہی نہیں ہے کہ علامتوں کی روشنی میں دوا دی جائے بلکہ ہومیو پیتھی کا سب سے اہم اور مشکل مقام یہ ہے کہ دوا کب نہ دی جائے۔ کیوں کہ اس سائنس کا سب سے اہم اصول یہی ہے کہ دراصل قوت مدبرائے بدن ہی اصل معالج ہے لہذا بیماری کے چنگل میں جکڑی ہوئی روح کو آزاد کرانا ہی ہومیو پیتھ کا کام ہے۔ بعد میں یہی قوت اپنے طور پر بیماری سے نبرد آزما ہو جاتی ہے اور مریض شفا کی طرف گامزن ہو جاتا ہے۔ بسا اوقات کچھ مشکلات کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے۔ یا کہ پھر نہایت آسانی سے شفا کی منزل آجاتی ہے اور یہ سب مختلف طبیعتوں کے قدرتی میلان اور بیماری کی طاقت پر منحصر ہوتا ہے۔

(ڈاکٹر) مرزا انور بیگ

یکم نومبر ۸۷ء بمبئی

فہرست مضامین

ہومیوپیتھی کیا ہے؟

ہومیوپیتھی ایک قانون ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا قانون ۔یعنی قانونِ قدرت ! اس کا مشاہدہ سب سے پہلے ڈاکٹر ہانی من نے کیا تھا ۔ اور اس قانون یعنی زہر کا علاج زہر پر مبنی یہ طریقۂ علاج رائج کیا اور اسے ہومیوپیتھی یا علاج بالمثل کا نام دیا ۔ ہومیوپیتھی معلومات کا ایک ایسا سائنسی ذخیرہ ہے جو یہ بتلاتا ہے کہ دنیا کی ہر شے صحت مند انسان میں بیماری کی علامات پیدا کر سکتی ہے ۔ اور وہی شے کسی بیمار انسان میں ویسی ہی علامتوں کو دور کرنے کے لئے بطور دوا استعمال کی جا سکتی ہے ۔ یہ بالکل سیدھا سادہ اور آسان طریقہ ہے ۔ جسے سیکھا جا سکتا ہے ۔ جو لوگ ہومیوپیتھی کو غیر سائنسی سمجھ کر تنقید کرتے ہیں ان کو چاہیئے کہ وہ خود اُسے اپنے تجربے کی کسوٹی پر پرکھیں اور نتائج اخذ کریں ۔

جس طرح اندھیرے کمرے میں ماچس کی تیلی کی روشنی اس وقت غائب ہو جاتی ہے کہ جب بلب روشن ہو جاتا ہے ۔ ٹھیک اسی طرح کسی مریض میں بیماری کی علامتیں اس وقت غائب ہو جاتی ہیں جب اس مریض کو اس سے بھی زیادہ طاقتور لیکن ٹھیک ویسی ہی علامات پیدا کرنے والی کوئی دوا دی جائے ۔ اسے ایک مثال سے سمجھئے ۔ پہلے اپنی انگلی ماچس کی تیلی سے جلا لیجئے ۔ اگر آپ میں اتنی ہمّت ہے ۔ زیادہ سے زیادہ چھالہ پڑ جائیگا اور درد کی شِدّت سے آپ بے حال ہو جائیں گے ۔ درد کی ٹیس آپ کو بے قرار کر دیگی اب آپ ہومیوپیتھی کی ایک دوا کینتھرس کھا لیں ۔ یہ جان کر آپ کو ضرور حیرت ہوگی کہ دوسرے ہی لمحہ آپ کو اس درد سے نجات مِل جائے گی ۔ اور وہ چھالہ اور اس کا زخم بہت جلد اچھا ہو جائیگا ۔ اب آپ پوچھیں گے کہ یہ کینتھرس ہے کیا ؟ تو جواب ہے کہ یہ کینتھرس ایک زہریلی مکھی کا زہر ہے ۔ یہ مکھی اسپین میں پائی جاتی ہے ۔ اگر کسی کو کاٹ لے تو اس کا سارا بدن اس طرح جھلس جائیگا گویا آگ سے جل گیا ہو ۔ اس کے سارے بدن میں بے انتہا جلن ہوگی ، بڑے بڑے چھالے پڑ جائیں گے ۔ چہرہ سوج جائے گا اور دیگر اعضا بھی متاثر ہوں گے ۔ مثلاً سانس لینے میں تکلیف ہوگی اور پیشاب میں جلن ہوگی ۔

اب اسی طرح کا کوئی مریض جس میں آپ کو یہ تمام علامتیں نظر آئیں اسے کینتھرس دوا کی چند خوراکیں دے دیں یقین مانیئے وہ مریض چند خوراکوں میں ہی اچھا ہو جائے گا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوسکتا ہے کہ اس کی تمام علامتوں میں تیزی آجائے گی اور پھر وہ اچھا ہو جائے گا

اس زہر کو امریکہ کے ڈاکٹر ہیرنگ نے ہومیوپیتھی کی دوا کے طور پر شناخت کروایا وہ اپنے ہاتھوں سے اپنی انگلیاں جلا لیا کرتے تھے اور پھر اس دوا کو کھا کر گویا اس کے پر اثر ہونے کا جیتا جاگتا ثبوت فراہم کرتے تھے۔ ڈاکٹر ہیرنگ کا نام ہومیوپیتھی کی دنیا میں بڑے عزت اور احترام سے لیا جاتا ہے۔ آپ ڈاکٹر ہانی من کے ہونہار شاگرد تھے آپ نے بے شمار زہر ہومیوپیتھی کی دوا کے طور پر ایجاد کئے۔ آپ کی سب سے بڑی دریافت ہومیوپیتھی کی مشہور دوا لیکیسس ہے۔ یہ ایک خطرناک زہریلے سانپ کا زہر ہے۔ یہ جنوبی امریکہ کا مشہور سانپ ہے۔ مقامی لوگ تو اس کا نام سن کر ہی کانپ جاتے ہیں وہ اُسے سورد کوکو کے نام سے جانتے ہیں۔ ڈاکٹر ہیرنگ نے اس سُورد کوکُو کے زہر کو خود پیا اور دنیا کو اس کے طبّی خواص سے روشناس کروایا۔ ہومیوپیتھی کی اس دوا سے بہت سے کینسر کے امراض ٹھیک ہوئے۔ ایسے تھے ڈاکٹر ہانی من کے شاگرد۔ خود ڈاکٹر ہانی من نے لاتعداد تریاق اور زہر قاتل کھا کر دنیا کے لئے علاج تلاش کئے

پڑھنے کا شوق

ڈاکٹر ہانی من ۱۷۵۵ء میں جرمنی کے ایک شہر مائی سین میں پیدا ہوئے آپ کے والد اور چچا چینی مٹی کے برتن بنانے والی ایک فیکٹری میں ملازم تھے اور یہ ان کا خاندانی پیشہ تھا۔ ان کے والد چینی مٹی کے برتنوں میں نقش و نگار بنانے کے ماہر تھے۔ اور یہ چاہتے تھے کہ ان کا بیٹا بھی ویسا ہی رنگ ساز بنے لیکن ہانی من کو پڑھنے کا شوق تھا اور اس حد تک کہ اپنے ہاتھ سے مٹی کا چراغ بنا کر اس کی روشنی میں رات کو پڑھا کرتے تھے۔ آپ کم و بیش ایک درجن زبانوں پر عبور رکھتے تھے جن میں یونانی، ہبرو، عربی، لاطینی، اطالوی، فرانسیسی بجز جرمنی وغیرہ خاص ہیں۔ آپ علم طب اور کیمیا وغیرہ کے ماہر تھے۔ آپ نے ایم ڈی۔ کی ڈگری ۲۴ برس کی عمر میں لی اس کے بعد ایک حسین اور ہنر مند جرمن دوشیزہ سے شادی کی اور ایک

عرصہ تک ایک اسپتال میں سول سرجن کے عہدہ پر فائز رہے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے یہ عہدہ ترک کر دیا اور اپنی نجی پریکٹس کرنے لگے۔ لیکن رفتہ رفتہ وہ اس روایتی علاج یعنی ایلوپیتھی سے دل برداشتہ ہو گئے اور اس علاج کو بے فائدہ تصور کر کے اپنی پریکٹس ترک کر دی اور تنہائی میں بیٹھ کر علم کیمیا پر ریسرچ کرنے لگے اور بہت سی سائنس کی کتابوں کا ترجمہ کیا۔ وہ دور بڑا صبر آزما تھا۔ مایوسی کے عالم میں انھیں دنوں انھوں نے ناامید ہو کر یہ کہا تھا کہ طب میں کوئی بھی طریقۂ علاج ایک فرضی شے ہے۔ مرض کو دور کرنے کی صحیح دوا یا تو سرے سے ہے ہی نہیں یا ہونا ناممکن ہے۔ لیکن جس شخص کی قسمت میں طبّی دنیا میں ایک نیا دور لانا لکھا تھا اس کے دل میں یہ مشتبہ خیال کب تک جگہ پا سکتا تھا۔ کچھ ہی دنوں کے بعد اُن کا جان سے زیادہ عزیز بچہ بیمار پڑا۔ ایک تو بچے کا کرب اور بے چینی دوسرے مروّجہ علاج پر بے اعتقادی نیز ناداری اور تنگ دستی یہ تمام باتیں ایسی تھیں جو کسی بھی شخص کو مایوس کر سکتی تھیں۔ لیکن ڈاکٹر ہانی من صرف خدائے واحد کی ذات پر بھروسہ کر کے بیمار بچے کی چارپائی کے قریب بیٹھے رہے۔ وہ ایک عجیب و غریب سماں تھا اور اسی نیک ساعت میں یہ الہامِ خداوندی ہوا اور دل کے ایک کونے سے آواز آئی۔ کہ اے حکیم مطلق مرض دور کرنے کا کوئی سیدھا راستہ ضرور ہے۔ اس خیال کے آتے ہی ان کا دل منور ہو گیا انھیں یہ یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی پیاری مخلوق کی شفایابی کا کوئی درست طریقہ ضرور رکھ چھوڑا ہے یہ خیال کے آتے ہی وہ اس کی تلاش اور علاج معالجے کی اصلاح میں سرگرداں ہو گئے۔

اٹل سچائی ——— قدیم کتب کے مطالعے سے انہوں نے ایک لفظ سیملیا سیمیلی بس کیورنٹر ——— کی دریافت کی تھی۔ جس کا مفہوم ہے علاج بالمثل یا لائیک کیورس لائیک یعنی زہر کا علاج تریاق۔ کافی غور و خوض کے باوجود وہ اس لفظ کا مطلب واضح طور پر سمجھ نہ پائے تھے۔ لیکن غور و فکر کا سلسلہ جاری تھا۔ پھر انہی دنوں اتفاق سے انھوں نے کونین کھا لی اور اس کے بعد ان کو ملیریا جیسا بخار ہو گیا۔ پھر ان کو یہ سمجھنے میں دیر نہیں لگی کہ دراصل کونین ملیریا کو اس لئے

اچھا کر سکتی ہے کہ اس کونین سے اس طرح کا بخار بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں گویا انہوں نے سیمیلیا کا مفہوم سمجھ لیا تھا اس کے بعد کئی بار انھوں نے اس تجربے کو دہرایا۔ اور پھر رائے قائم کی۔ کئی برس کی تحقیقات۔ ہر قسم کی جانچ۔ سائنس کا مطالعہ اور متعدی زہریلی ادویات کے کھانے کے بعد وہ اس نتیجے پر پہنچے کہ لائیک کیورس لائیک ہی اٹل سچائی ہے اور اس کی بنیاد فرضی نہیں ہے۔ جس طرح سے عظیم سائنس داں نیوٹن نے شاخ سے گرتے ہوئے سیب کو دیکھ کر قوت کشش کا پتہ لگا لیا تھا ٹھیک اسی طرح ہانی من نے کونین کھا کر اس سوال کو حل کر لیا تھا۔ اور علاج بالمثل کا طریقہ دریافت کر کے طبی سائنس کو ایک عظیم تحفہ دیا ہے۔

کئی برسوں کی تلاش و تجربات کے بعد انھوں نے ایک مضمون لکھا جو اس وقت کے مشہور میڈیکل جریدے میں شائع ہوا۔ ان کے اس بالکل نئے خیال کی اشاعت ہوتے ہی چاروں طرف ایک ہلچل مچ گئی۔ سچائی کے دلدادہ بہت سے قابل ڈاکٹران کے شاگرد ہو گئے لیکن اس کے ساتھ ہی بہت سے خود غرض اور کج فہم ڈاکٹران کے مخالف بھی ہو گئے۔

ان کی دوسری اہم ایجاد یہ ہے کہ قلیل ترین دوا کی مقدار زیادہ بہتر طریقے پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اور اس سے جسم کو کوئی نقصان بھی نہیں ہوتا۔ لیکن ان کی سب سے بڑی ایجاد کہنہ امراض کی تشخیص اور ان کا علاج ہے انہوں نے کہنہ مرض کے تین مختلف اسباب بتائے ہیں۔ ان کے مطابق جو امراض ہمیں نظر آتے ہیں وہ دراصل انہی اسباب کی پیدا کردہ خرابیاں ہیں یہ اسباب دراصل وہ طاقتیں ہیں جو جسم کی روحانی طاقت کے خلاف کام کرتی ہیں گویا یہ کہ یہ شیطان ہیں کہ جو انسانی صحت کے خلاف کام کرتے ہیں اور ہر قسم کے بگاڑ کے ذمہ دار ہیں۔ حادثاتی خرابیوں کو وہ اس میں شامل نہیں کرتے۔

ہومیوپیتھی اور چار شیطان

ڈاکٹر ہانی من کے مطابق کہنہ بیماری کی اصل وجہ وہ غیبی طاقتیں ہیں جو زندگی کے خلاف صف آرا رہتی ہیں اور اس کی راہ میں حائل ہوتی ہیں جس طرح ہم زندگی یعنی روح کو کسی بھی ٹسٹ کے ذریعہ نہیں دیکھ سکتے اسی

طرح ان طاقتوں کو بھی نہیں دیکھ سکتے ۔البتہ جو کچھ بھی ہم دیکھتے ہیں اور ٹسٹ وایکسرے میں نظر آتا ہے وہ ان طاقتوں کی پیدا کردہ خرابیاں ہیں لہذا جو نظر آتا ہے وہ بیماری نہیں ہے بلکہ اس کا حاصل ضرب ہے۔

ڈاکٹر ہانی من نے ان کی تین واضح قسمیں بیان کی ہیں اور ان کو میازم کا نام دیا ۔گویا یہ تین شیطان ہی کہنہ امراض کا اصل سبب ہیں ۔ ان کی تفصیل اس طرح ہے۔

سورا یہ ازل ہی سے انسان کے ساتھ ہے اور بقیہ شیاطین کو اسی نے جنم دیا ہے یہ سب سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے ۔اس کی وجہ سے ہی انسانوں کی ایک عمر متعین ہوگئی ورنہ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسانوں کو بھی فرشتوں کی طرح کبھی طبعی موت نہ آتی اسی کی وجہ سے مادّہ فنا ہوتا ہے اور انسان اپنے اطراف کی ہر تبدیلی سے متاثر ہوتا ہے۔ چاہے یہ موسمی تبدیلیاں ہوں یا کسی زہریلی اشیاء کا اثر۔ جب تک یہ شیطان تھا اس وقت تک بیماریاں محض سطحی طور پر اثر انداز ہوا کرتی تھیں ۔جسم کے اندرونی اعضاء محفوظ رہتے تھے اور یہی وجہ تھی کہ انسانوں کی عمریں طویل ہوا کرتی تھیں ۔ یہ الگ بات ہے کہ کسی حادثے کا شکار ہو کر جلد مر گئے ہوں۔

یہ سورائی فساد یا شیطانِ اوّل سب سے زیادہ عذاب میں مبتلا کرتا ہے ۔اس کی وجہ سے خارش ایکزیمہ ،پھوڑے پھنسیاں ،بخار ،نزلہ زکام اور فصلی بخار وغیرہ ہوتے ہیں یعنی یہ وہ خرابیاں ہیں جو موسمی اور غذائی خرابیوں کی وجہ سے وجود میں آئیں ۔ پھر جیسے جیسے انسانوں نے اللہ تعالیٰ کی شریعت اور قوانین قدرت کی خلاف ورزیاں شروع کیں آرام طلب ہوئے اور عیاشی میں مبتلا ہوئے تو اس کے بعد بقیہ شیاطین نے جنم لیا ۔ سورا نے ان کو پنپنے اور پھلنے پھولنے میں مدد کی ۔

دوسرا شیطان سوزاکی فساد ہے یعنی سوزاکی مادّہ اس کو سائی کوسس ۔نام دیا۔ عیاشی اور ناپاک مباشرت کے نتیجہ میں سوزاک وجود میں آیا ۔ مروجہ علاج سے سوزاک بظاہر ٹھیک تو ہو جاتا ہے لیکن اندر ہی اس کا فساد پورے جسم میں سرایت کر جاتا ہے اور اس کا زہر نسل در نسل منتقل ہوتا رہتا ہے ۔ ان کے خون بھی ناپاک ہو جاتے ہیں ۔جن کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ سے جو امراض وجود میں آتے ہیں ،ان میں نقرس گٹھیا ،بلڈ پریشر

کے امراض اور دمہ وغیرہ ہیں۔ یہ ٹیومر یعنی رسولی بھی پیدا کرتا ہے اس شیطان نے انسانی زندگی کو نصف کر دیا ہے۔ مزے کی بات یہ ہے کہ جب یہ شیطان کسی شخص میں زیادہ طاقت ور ہوتا ہے تو اس کے نفس کو خوابِ خرگوش میں رکھتا ہے یعنی، بظاہر مریض کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ لیکن میڈیکل چیک اپ کے دوران پتہ لگتا ہے کہ معاملہ کافی بگڑ چکا ہے۔ ایسا مریض اپنی عمر کے پچاس اور ساٹھ سال کے درمیان ہی مر جاتا ہے۔ آپ نے اکثر لوگوں کی موت پر یہ کہتے سنا ہو گا کہ فلاں صاحب تو اچھے بھلے تھے اور کل ہی مجھے ملے تھے لیکن آج اچانک ان کا ہارٹ فیل ہو گیا۔

سوزاکی مادہ سورا کے فساد سے مل کر بہت تباہی لاتا ہے۔ مثلاً وجع المفاصل اور ذیابیطس شکری وغیرہ اور اس طرح اندر ہی اندر بارود کی سُرنگ بچھاتا ہے۔

تیسرا شیطان - آتشک اور اس کا زہر ہے۔ جب جنسی بے راہ روی حد سے آگے بڑھی تو سفلس کا جنم ہوا یہ بھی نسل در نسل چلا۔ اس کی وجہ سے اولاد لولی لنگڑی۔ بہری اور اندھی پیدا ہوتی ہے۔ آتشکی فساد سورائی مادے سے مل کر ٹی بی کا مرض پیدا کرتا ہے۔ کوڑھ اور ناسور وغیرہ کا سبب بھی یہی ہوتا ہے جب یہ زیادہ طاقت ور ہوتا ہے تو مریض کی راتوں کی نیند اُڑ جاتی ہے۔ ہڈیوں کے درد سے وہ رات بھر کروٹیں بدلتا ہے۔ اور بہت سے دماغی امراض کی وجہ بھی یہی آتشکی مادہ ہوتا ہے۔ اس کا مریض بھری جوانی میں یا تو خودکشی کر لیتا ہے۔ یا امراض قلب اور دوسرے پیچیدہ امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

ان تینوں شیطانوں سے مل کر ایک چوتھا شیطان پیدا ہوتا ہے یہ اتنا طاقتور ہوتا ہے کہ ہر طرح سے اپنی من مانی کرتا ہے اور حیات انسانی کو ہر طرح سے اپنی مٹھی میں رکھتا ہے یہ شیطان کینسر ہے۔ کینسر کے متعلق موجودہ ڈاکٹروں کا جو نظریہ ہے وہ آئے دن تبدیل ہوتا رہتا ہے اور جو نیا ہوتا ہے وہ کتنا صحیح ہے۔ وہ علاج کے نتائج سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کینسر کے علاج میں اب تک کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ البتہ ڈاکٹر ہانی من کا نظریہ جو دو سو سال پرانا ہے لیکن حقیقت سے کس قدر قریب ہے اس نظریے میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اور نہ ہی آئندہ ہو گی۔

یہ فن ہانی من کے حواریوں میں سینہ بہ سینہ چلا آرہا ہے۔ ان کی کتابوں میں زندہ ہے اور یہ خود اپنے آپ ایک بین ثبوت ہے کہ ان کے بتائے ہوئے طریقوں سے ایک ہونہار اور قابل ہومیو پیتھ کینسر کے مرض کو بھی قابو میں کرسکتا ہے۔ لیکن ان نظریات پر ایمان لانے سے پہلے عالم الغیب پر ایمان لانا ہوگا۔ اس عظیم اور واحد طاقت پر کہ جسے ہم خدا کہتے ہیں۔ ہومیو پیتھی شریعت کے تمام اصولوں کی پابند ہے۔ بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ اسلام کی سائنسی دلیل ہے۔

یہاں یہ بات اور کہنا چاہوں گا کہ محض ہومیو پیتھک ادویہ کھا لینے سے ہومیو پیتھک علاج نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے اصولوں کے مطابق علاج کیا جانا ہی ہومیو پیتھی ہے اور یہ مرحلہ صبر طلب ہے۔ اکثر لوگ کہتے ہیں کہ یہ علاج بہت سُست ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس سے زیادہ تیز کوئی دوسرا طریقہ ہو ہی نہیں سکتا۔ لیکن شرط یہی ہے کہ دوا — قانون بالمثل یعنی سیمیلیا کے تحت دی گئی ہو۔ چونکہ ہومیو پیتھی ایک قانون ہے۔ اس لئے کبھی فیل نہیں ہوتا۔ البتہ ہومیو پیتھ ضرور فیل ہو سکتا ہے۔ ہومیو پیتھی میں دو باتوں کی تشخیص کی جاتی ہے۔ ایک مرض کی دوسری دوا کی جبکہ ایلو پیتھی میں صرف مرض کی تشخیص ہوتی ہے علاج کے نام پر مریض کی اذیت کو ہی کم کیا جاتا ہے۔

آگے جن ابواب کا تذکرہ ہے ان میں عام بیماریوں کے لئے ہومیو پیتھک علاج تجویز کیا گیا ہے اور یہ کوشش کی گئی ہے کہ ایک عام آدمی بھی علامتوں کی روشنی میں صحیح دوا کا انتخاب کر سکے، جس کے بعد آپ خود بھی ایک ہومیو پیتھ بننا چاہیں گے اس سے پہلے کہ اس سلسلے میں آگے بڑھیں میں اپنے قارئین کو چند اہم مشورے دینا چاہوں گا جو کہ میرے استاد محترم جناب ڈاکٹر ای، جی کے مینن صاحب نے مجھے دیئے تھے پہلا یہ کہ ہومیو پیتھ بننا، لیکن خود اپنے لئے کبھی دوا تجویز نہ کرنا، دوسرا یہ کہ لائیک کیوس لائیک ہی بنیادی قانون ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا قانون شفا ہے۔ اس کی روشنی میں ہر قدم بڑھانا۔ تیسرا یہ کہ تم کیا ہو تمہیں معلوم ہونا چاہیئے۔ کوئی کتنے ہی نام بدل دے تم وہی رہوگے۔ چوتھا یہ کہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ تمہارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کیا فرق ہے۔

ڈاکٹر مینن کا شمار برصغیر کے عظیم ترین ہومیو پیتھ میں ہوتا ہے۔ سیکڑوں لاعلاج مریض آپ کے مخصوص علاج سے شفا پا چکے ہیں۔

آپ ڈاکٹر ہانی من کے صحیح ترجمان ہیں اور یہ میری خوش قسمتی ہے کہ مجھے اتنا عظیم گرو ملا ہے۔



ڈاکٹر مینن کے خیال کے مطابق
اگر کوئی شخص
آپ سے ناراض ہو جاتا ہے
یا مخاطب ہوتا ہے
اور آپ اس سے زیادہ اونچی
آواز میں اس سے مخاطب
ہوتے ہیں اور اس کا جواب
دیتے ہیں تو وہ
خاموش ہو جاتا ہے
یہ ہے مثال
علاج
بالمثل
کی

ایک ضروری بات

اس کتاب میں ان تمام چیدہ چیدہ بیماریوں اوران کے علاج کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جو عموماً عام ہیں ۔ اکثر و بیشتر قارئین نے انھیں بیماریوں کے متعلق مجھ سے سوالات کئے اور یہ کتاب انھیں کی ضروریات کو مدنظر رکھ کر لکھی گئی ہے ۔ اکثر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ یہ دوائیں کیمسٹ کی دکانوں میں دستیاب نہیں ہوتیں توان کو یہ جان لینا چاہیئے کہ یہ دوائیں ہومیپیتھک ہیں اور ہومیوپیتھک دوافروش کے یہاں دستیاب ہوتی ہیں - بعض ایسے بھی ہیں جو ہومیوپیتھی کا مذاق اڑاتے ہوئے، طنزیہ یہ کہتے ہیں کہ بھلا ایک قطرہ دوا سے کیونکر فائدہ ہوسکتا ہے ۔ توان کے لئے بس اتنا ہی کہہ دینا کافی ہوگا - کہ تجربہ یہ بتلاتا ہے کہ جو دوا زیادہ قلیل مقدار میں تقلیل یا کم سے کم کی جائے گی اس کی طاقت اسی قدر بڑھتی چلی جائے گی - مثال کے طور پر ویدک علاج میں سونے کا بھسم نہایت پر اثر دوا ہے ۔ کیونکہ سونا نہایت قلیل مقدار میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اور اس کی طاقت بڑھانے کے لئے بہت ہی زیادہ کھرل کیا جاتا ہے گویا اس طرح سونے کو ایٹمائز کیا جاتا ہے ۔ یہی بھسم جب ہومیوپیتھک دوا کی شکل میں تبدیل کیا جائے گا تواسے مزید تقلیل کیا جائے گا ۔ اور قلیل ترین کرتے ہوئے انتہائی کھرل کیا جائے گا۔ اس طرح گویا ہومیوپیتھک ادویہ ایٹامک یا نیوکلیر دوائیں ہیں ۔ کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہومیوپیتھک دوائیں محض ان پر عقیدہ رکھنے سے فائدہ کرتی ہیں تو انھوں نے کبھی اس بابت بھی غور کیا ہے کہ جو شیر خوار بچے ان ادویہ سے اچھے ہوتے ہیں ۔ کیا وہ بھی محض عقیدہ رکھنے کی بنا پر ہے؟ دراصل ایسے ہی لوگ ہیں جن کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ (ترجمہ) ہم نے ان کی گردنوں میں طوق ڈال رکھے ہیں اور وہ ٹھوڑیوں تک پھنسے ہوئے ہیں ۔ سو ان کے سر اُٹھے ہوئے ہیں اور ہم نے ان کے آگے بھی دیوار بنا دی ہے اور ان کے پیچھے بھی پھر اُن پر پردہ ڈال دیا تو یہ دیکھ نہیں سکتے ۔ (سورہ یٰسین)

ہومیوپیتھک طریقہ سے تیار کردہ تعقیل کی ہوئی ادویہ کے ذرات جب تقسیم کر دیئے جاتے ہیں تب ان دواؤں کی دفعیہ مرض کی طاقت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ یہ طاقت مریض کے جسم میں جاتے ہی بجلی کے مانند کام کرتی ہے۔ اور مریض کو اچھا ہونے میں بس اسی قدر وقت لگتا ہے۔ جس قدر کہ سوئچ کے آن کرنے پر بلب روشن ہو جاتا ہے اس میں کوئی مغالطہ آرائی نہیں ہے۔ بلکہ یہ حقیقت ہے آپ خود جان جائیں گے۔ جب علامتوں کی روشنی میں قانون بالمثل کے تحت کسی صحیح دوا کا انتخاب کریں گے اور اس کا نتیجہ دیکھ لیں گے۔ ہومیوپیتھک دوا کا ایک قطرہ مثل آب حیات مرتے ہوئے جسم میں ایک نئی روح پھونک دیتا ہے۔

ہومیوپیتھک ادویات مختلف شکلوں میں دستیاب ہیں۔ مثلاً ٹنکچر، یعنی سیال حالت میں، ٹرائیٹوریشن، یعنی سفوف اور گلوبیولز، یعنی گولیوں کی شکل میں۔ ان ادویات کو تیار کرنے میں ان اشیا کا استعمال ہوتا ہے جو بالکل کوری ہوتی ہیں یعنی ان میں دوائی کی اپنی کوئی خاصیت موجود نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ صرف دوا کے تیار کرنے میں مددگار ہوتی ہیں یہ اشیاء ہیں ریکٹیفائیڈ اسپرٹ، ڈسٹلڈ واٹر، ملک شوگر، اور گلوبیولز ٹبلٹس یعنی ٹکیاں وغیرہ ہومیوپیتھک ادویات کی تیاری میں جو شیشیاں کام آتی ہیں وہ بالکل کوری اور صاف ہونی چاہئیں۔

ہومیوپیتھک ادویات، جڑی، بوٹی، نباتات، معدنیات اور کئی اقسام کے جانوروں کے زہر اور کئی ایک امراض کے زہریلے مادّوں سے تیار کی جاتی ہیں۔ یہاں ان سب کے تیار کرنے کے طریقوں کو بتانا ضروری نہیں سمجھتا۔ البتہ مدر ٹنکچر اور سفوف بنانے کے طریقے کو ایک آدھ مثال دے کر بتاتا ہوں تاکہ قارئین کی دلچسپی رہے۔

مدر ٹنکچر یا عرق نکالنے کا طریقہ سیدھا سادہ ہے۔ اس پودے یا پھول کو یا اس کے پھل یا جڑ کو خوب اچھی طرح باریک کاٹ کر کوٹ لیتے ہیں پھر باریک کپڑے میں ڈال کر اس کا رس نچوڑ لیتے ہیں۔ جتنا رس ہوتا ہے اتنی ہی الکحل ملا کر بڑی تیزی سے بوتل کو ہلاتے ہیں۔ اور کارک بند کر کے ٹھنڈی اور اندھیری جگہ میں رکھ دیتے ہیں اس کے بعد اس کو چھان لیتے ہیں اور جو دوا تیار ہوتی ہے اسے مدر ٹنکچر کہتے ہیں۔ اور اس پودے

کے نام کے ساتھ اس میں انگریزی کا لفظ Q بنا دیتے ہیں۔ گویا یہ کیو کا نشان مدر ٹنکچر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اسے تقلیل کرتے ہیں۔ یعنی ڈائیلیوشنز کر کے مزید طاقتیں تیار کرتے ہیں، مثلاً ایک ایکس بنانے کے مذکورہ بالا مدر ٹنکچر کا ایک قطرہ اور نو قطرے ڈائیلوٹ الکوحل کے حساب سے ایک صاف ستھری کوری شیشی جو کہ ڈس انفیکٹ شدہ ہو میں ڈال کر آٹھ دس تھپکیاں زور سے دیتے ہیں، تاکہ دوا کے مخفی جوہر بیدار ہو جائیں۔ اس طرح جو دوا تیار ہو گی، وہ ۱x قوت کی ہو گی، اب اس کو ۲x بنانے کے لئے اس کا ایک قطرہ اور الکحل کے ۹ قطروں کے حساب سے وہ عمل دہرانے سے ۲x دوا بن جائے گی۔ اس طرح تین ایکس بنانے کے لئے دو ایکس قوت دوا کا ایک قطرہ لے لیں گے۔

جمادات یا معدنیات اور نمکیات سے تیار کی جاتی ہیں۔ انھیں سفوف کی شکل میں تیار کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر آپ کو خالص نمک یعنی نیٹرم میور کی ایک ایکس دوا بنانا ہے تو آپ پہلے خالص نمک ایک گرام لے لیں اور اس کو صاف ستھرے کھرل میں ڈال کر ایک بار باریک پیس لیں، پھر اس میں تین گرام ملک شوگر یعنی دودھ کی شکر ملائیں اور ہاتھی دانت یا سینگ کے بنے ہوئے چمچہ کے ساتھ اچھی طرح ملالیں اور ایک صاف ستھرے دستہ کے ساتھ اچھی طرح کھرل کریں اور پھر اچھی طرح گڈمڈ کرلیں اور پھر کھرل کریں اس کے بعد پھر اس میں اسی طرح دودھ کی شکر ملائیں اور کھرل کریں خوب اچھی طرح اس کے بعد پھر تیسری بار اسی طرح دودھ کی شکر ملائیں اور پھر کھرل کریں اب جو دوا تیار ہو گی وہ ایک ایکس ۱x نیٹرم میور ہو گی۔ اب اسے دو ایکس بنانا ہے تو اس کی ایک چٹکی میں بقیہ نو چٹکی دودھ کی شکر ملالیں اور اسی طرح اس عمل کو دہرائیں۔

ہومیوپیتھک دوائیں بنانے کا طریقہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے مشابہ ہے کہ اگر سفر پہ نکلو تو اپنے گھر کا پانی ساتھ لے کر نکلو اور جب وہ ختم ہونے لگے اور تھوڑا سا پانی باقی رہ جائے تو اس میں دوسرا پانی ملالو۔ پھر جب وہ بھی ختم ہونے لگے اور تھوڑا سا باقی رہے تو اس میں تیسری جگہ کا پانی ملالو، یہی عمل ہر بار کرو۔ اس طرح گویا ساری دنیا کا سفر تمام کر لینے کے بعد بھی دوران سفر تم اپنے گھر کا ہی پانی پیتے

رہوگے، اور اس طرح یہ پانی تم کو دوسرے پانیوں کے شر سے بھی محفوظ رکھے گا۔

ہومیو پیتھک دوائیں الگ الگ پوٹینسی یا طاقتوں میں استعمال کی جاتی ہیں۔ عام طور پر تیس 30، دو سو 200، ہزار 1M، دس ہزار 10M اور لاکھ CM طاقت میں استعمال ہوتی ہیں، اس کے علاوہ بالکل قلیل ترین قوت میں۔ جیساکہ اوپر بتایا گیا ہے مثلاً ایک ایکس وغیرہ یا ایک 1، دو 2، تین 3 وغیرہ، اس کے علاوہ بسا اوقات انتہائی اونچی قوت میں دوا استعمال ہوتی ہے۔ جیسے کروڑ، ارب، اور کھرب اس قوت کو ملی سیمل اسکیل کہتے ہیں۔ علاج عموماً تیس قوت سے شروع کرنا چاہیئے۔ اور جوں، جوں نچلی طاقتوں کا اثر زائل ہوتا چلا جائے۔ درجہ بدرجہ بلند اور زیادہ بلند پوٹینسی کی طرف جانا چاہیئے۔ بعض لوگ یک دم بلند پوٹنسیوں یعنی دس ایم، اور سی ایم وغیرہ کا استعمال شروع کر دیتے ہیں۔ یہ طریقہ صحیح نہیں ہے۔ بلکہ اس طرح کیس بگڑ جاتا ہے۔ البتہ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ کچھ دوائیں ایسی ہیں جو اونچی قوت میں بہتر نتائج لاتی ہیں اور کچھ نیچی قوت میں لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ پہلے مریض میں مجرّب علامتیں تلاش کی جائیں اور ان علامتوں کی روشنی میں جو دوا ذہن میں اُبھرے اسے ہومیو پیتھک میٹریا میڈیکا یعنی خواص ادویہ سے ایک نظر پڑھ لیں، اکثر لوگ کہتے ہیں کہ ہومیو پیتھک ڈاکٹر کتاب دیکھ کر دوا بتاتے ہیں جبکہ در اصل یہاں کتاب کا دیکھنا کچھ ایسا ہی ہے، جیساکہ ایلو پیتھی میں ٹیسٹ کی رپورٹ دیکھ کر مرض کی تشخیص کرنا۔ اور ہم پہلے ہی کہہ آئے ہیں۔ کہ ہومیو پیتھی میں ایک ساتھ دو باتوں کی تشخیص کی جاتی ہے۔ ایک مرض کی تشخیص اور دوسری اس مرض کی دوا کی تشخیص۔

میٹریا میڈیکا کا مطالعہ اس وجہ سے بھی ضروری ہوتا ہے کہ ہر دوا ایک مکمل شخصیت ہے۔ اور مکمل شخصیت سے مراد یہ ہے کہ جب ایک شخص بیمار ہوتا ہے تو سر سے لے کر پاؤں تک کسی ایک دوا کی علامات ہوتی ہیں۔ بالفاظ دیگر مریض کو صحت دلانے کے لئے کسی ایک ہی دوا کی ضرورت ہے۔ اور یہ دوا مجرب علامات کی روشنی میں تشخیص کی جا سکتی ہے۔ بعض اوقات غلط علاج سے مریض میں علامات کی ایک کھچڑی سی نظر آتی ہے جس کی وجہ بلاشبہ ایلو پیتھک اور دیگر ادویات کا استعمال ہے۔ جن کی وجہ سے قدرتی سادہ مرض

کے ساتھ دواؤں کے امراض مل کر ایک گورکھ دھندا سا بن جاتا ہے۔

ہومیوپیتھک علاج میں دوا کی خوراک زیادہ اہم معاملہ نہیں ہے۔ کیونکہ اگر دو گولیوں کی جگہ پر چار گولیاں یا ایک قطرہ کے بجائے دو قطرے دوا مریض کو کھلادیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ البتہ دو خوراک کے درمیان کا وقفہ، یا دوا دہرانا زیادہ اہم ہے۔ اور اس پہلو کی باریکیوں کو ٹھیک ٹھیک سمجھ لینا چاہیئے۔ کیونکہ بعض اوقات دوا کے دہرانے میں بنا بنایا کھیل بگڑ جاتا ہے۔ اس لئے اس بات کا دھیان رہے کہ جس وقت دوا عمل کرنا شروع کردے یعنی یہ کہ مریض کو فائدہ ہو رہا ہو تو دوا کو یا تو بند کر دینا چاہیئے۔ یا زیادہ دیر کے بعد دہرانا چاہیئے۔ جبکہ علامات طلب کر رہی ہوں۔ اس میں کسی وقت کی پابندی نہیں۔ مثلاً شدید حالتوں میں ہر پانچ دس منٹ کے وقفہ سے دوا دی جاسکتی ہے۔ یا ہر دو چار گھنٹہ سے اور پرانے امراض میں ہفتہ عشرہ یا ایک ماہ سے دوا دہرانی چاہیئے۔ لیکن ہر حال میں دوسری خوراک کیس کی چال پر منحصر کرتی ہے اور ہومیوپیتھی کا یہی پہلو مشکل ہے۔

آخر میں اس قدر اور کہنا چاہوں گا کہ جب ایک دوا کی ایک قوت عمل نہ کرے تو بجائے دوا بدلنے کے پہلے اس کی طاقت بدل کر دیکھ لینا چاہیئے کیونکہ اکثر دوا ایک قوت میں عمل نہیں کرتی تو دوسری میں عمل کر جاتی ہے۔



ایک اور ضروری بات !

بسا اوقات دوا دینے کے فوری بعد علامتوں میں شدت آجاتی ہے اور بظاہر یہ لگتا ہے کہ مرض بڑھ گیا ہے۔ مریض بے چین رہتا ہے۔ لیکن اس کی نبض پرسکون رہتی ہے اور اس کا مطلب ہے کہ مریض اچھا ہو رہا ہے۔ اور اس کی تمام تکلیفیں وقتی ہیں، جوکہ دوا کے مصنوعی اثر سے پیدا ہوئی ہیں اور قانون بالمثل کے تحت ان کے سامنے مرض کی طاقت فنا ہو جاتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ وہ علامتیں جو شدت اختیار کر چکی ہوتی ہیں یکے بعد دیگرے غائب ہو جاتی ہیں اور رفتہ رفتہ مریض کی بے چینی ختم ہو جاتی ہے۔ اور اس کے بعد وہ بالکل اچھا ہو جاتا ہے۔ اس طرح سے اچھا ہونا گویا سب سے افضل شمار ہوتا ہے۔ لیکن اکثر مریض اسے سمجھ نہیں پاتے اور آخر تک یہی سمجھتے ہیں کہ اس دوا سے انھیں نقصان ہوا تھا۔

بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ مریض کی بے چینی بتدریج بڑھتی ہی چلی جاتی ہے اور اس میں بہتری کے آثار نمایاں نہیں ہوتے اس کی نبض بھی پرسکون نہیں رہتی یا یہ کہ پھر دیگر علامتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کی دوا کی تشخیص صحیح نہیں تھی دوا دینے کے بعد کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مریض بظاہر بالکل ٹھیک ٹھاک نظر آتا ہے۔ لیکن کچھ عرصے کے بعد اس میں نئی علامتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ اس کا مطلب بھی یہی ہے کہ آپ نے دوا دینے میں غلطی کی ہے۔ لیکن اگر مریض کی پرانی دبی ہوئی بیماریاں ظاہر ہو رہی ہیں تب یہ سمجھنا چاہیئے کہ دوا صحیح ہے اور اس کا اثر صحیح سمت میں گامزن ہے۔ مثال کے طور پر دمہ کا ایک مریض اگر دمہ کے مرض سے چھٹکارا پا جاتا ہے۔ لیکن اس کے کچھ روز بعد جلدی امراض کی شکل میں دبا ہوا مرض ایگزیمہ ظاہر ہونے لگتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آپ کا وہ مریض شفا کی صحیح سمت پر گامزن ہے۔ اور اس کی یہ پرانی تکالیف آہستہ آہستہ اپنے طور پر ختم ہو جائیں گی۔ ایسی صورت میں آپ کو مریض کا حوصلہ بڑھانا چاہیئے اور اس کو یہ یقین دلانا چاہیئے کہ اس کی یہ پرانی شکائتیں جانے کے لئے نمودار ہوئی ہیں اور در اصل انھیں شکایتوں کے دب جانے کی وجہ سے اسے دمہ ہوا تھا۔

بعض اوقات ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جو دوا آپ نے دی ہے اس کے فوراً بعد مریض کی حالت میں قدرے بہتری آئی ہے لیکن اس کے کچھ عرصے بعد وہ دوبارہ اسی کیفیت میں گرفتار ہو جاتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو دوا دی ہے حالانکہ وہ صحیح ہے لیکن مرض کی طاقت دوا کی طاقت سے کہیں زیادہ ہے لہٰذا ایسی صورت میں آپ اس دوا کو اونچی طاقتوں میں دیں اور اونچی طاقتوں کا انتخاب آہستہ آہستہ اپنے تجربے کی بناء پر آپ سیکھ جائیں گے۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ دوا کا انتخاب صحیح ہے اس کی طاقت بھی صحیح لیکن پھر بھی مریض کی جملہ کیفیت میں کوئی تبدیلی رونما نہیں ہوتی اس کا مطلب یہ ہوا کہ مرض کے اصل اسباب، یعنی سورا، سفلس اور سائیکوسس میں سے کسی شیطان کی گرفت مضبوط ہے لہٰذا اس شیطان کی گرفت کو کمزور کرنے کے لئے قانون بالمثل کی روشنی میں اس شیطان کی دافع کوئی دوا دینی ہوگی اور یہ سب آپ اپنے مشاہدے سے سیکھ جائیں گے۔ آگے ان کا بیان آئے گا۔

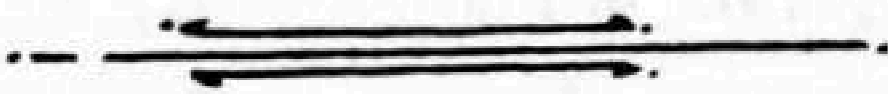
دراصل یہی وہ باریک باتیں ہیں جن کا جاننا انتہائی ضروری ہے اور یہی اس فن کے گُر ہیں۔ ہر فن میں گُر اور تال کا کھیل ہے۔ جو اس راز کو جان گیا فنکار بن گیا۔ جو محروم رہا وہ اناڑی ہے۔ ان معاملوں میں یہ علاج صبر طلب ہے۔ لیکن یہ مرحلہ مریض کے حق میں بہتر ثابت ہوتا ہے۔ اور بالآخر مکمل شفا پا جاتا ہے۔

شفا کا قانون تین باتوں پر مبنی ہے اوّل اگر بیماری اعضاءِ رئیسہ یعنی دل و جگر تک پہنچ چکی ہے تو پہلے ان اعضاء کو آزاد کیا جائے اس کے بعد بیماری کا زور دل سے دُور یعنی ہاتھ پاؤں یا جلدی سطح پر آجائے گا۔ اور رفتہ رفتہ وہ مرض یہاں سے بھی دفع ہو جائے گا۔ جب کہ علاج بالضد یا ایلوپیتھک طریقۂ علاج میں معمولی امراض کو درد کش دواؤں یا خارجی استعمال کی ادویہ سے کچھ ایام کے لئے دبا دیا جاتا ہے۔ اور مریض کو بظاہر آرام نظر آتا ہے۔ لیکن کئی سالوں بعد دوسرا مہلک مرض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور مریض ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت ہو جاتا ہے۔ اور وہ بھی کافی تکلیف اور اذیت برداشت کرنے کے بعد۔

شفا کا دوسرا قانون یہ ہے کہ جب پیچیدہ امراض کمزور پڑتے ہیں تو پرانی دبی ہوئی بیماریاں ظاہر ہونے لگتی ہیں۔ جیسے بڑے شیطان کی موجودگی میں چھوٹے موٹے شیاطین

خاموش رہتے ہیں ۔ تیسرا قانون جب بیماری کا حملہ اوپری حصہ میں ہوا ہو تو شفا کی صورت اوپر سے نیچے کی طرف گامزن ہوگی ۔ مثال کے طور پر ایک مریض اپنے ٹخنے کے درد کے لئے کسی ڈاکٹر سے رجوع کرتا ہے اور وہ ڈاکٹر درد کش دواؤں سے اس کا ٹخنہ ٹھیک کر دیتا ہے مریض خوش ہے وہ بظاہر تو اچھا ہو جاتا ہے ۔ لیکن دوسرے سال اس کا گھٹنا درد کرنے لگتا ہے یعنی درد اب ٹخنے میں نہیں بلکہ گھٹنے میں ہونے لگتا ہے ۔ یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مریض اصل ٹخنے کے درد سے اچھا نہیں ہوا تھا بلکہ اس کے مرض کی جڑیں مضبوط ہو گئی ہیں چنانچہ ایک سال کے عرصے میں اس کے ٹخنے کے مرض نے گھٹنے تک کی مسافت طے کر لی ہے اور مرض کا حملہ نیچے سے اوپر کی طرف ہے اور عین ممکن ہے کہ کئی سالوں بعد وہ دل تک پہنچ جائے جب کہ سر درد میں مبتلا کوئی مریض اگر ہومیوپیتھک علاج سے پرانے درد سے نجات پا لیتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد اس کے ٹخنے میں درد ہونے لگتا ہے ۔ یہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ مرض کمزور پڑ رہا ہے ۔ اور مریض شفا کی طرف گامزن ہے ۔ کیونکہ مرض کا رجحان اوپر سے نیچے کی طرف ہے ۔ ایسی حالت میں اس مریض کو اپنے ٹخنے کا درد برداشت کرنا ہوگا ۔ کیونکہ کچھ عرصہ بعد یہ مرض یہاں سے بھی دفع ہو جائے گا ۔

شفا کا چوتھا قانون جب مرض اندر سے باہر کی طرف گامزن ہو یعنی پیچیدہ مرض کمزور ہو کے پھوڑے پھنسیوں یا جلدی امراض کی شکل میں باہری سطح پر نمودار ہو اور بہر حال جب ان زہریلے مادّوں کا جسم سے اخراج ہوتا ہے تو مریض کو کچھ تکلیف اٹھانی ہی پڑتی ہے بعض اوقات یہ اخراج اسہال کی شکل میں بھی ہو سکتا ہے ۔



تیمارداری

تیمارداری سے مراد مریض کی دیکھ بھال ہے ۔ اس کے علاوہ ہنگامی حالات میں اس کی مدد کرنا اور اس کے لئے جدید طریقوں کا استعمال بھی شامل ہے ۔ اس سلسلے میں طبیب کا اولین فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ مریض کے دل میں یہ امید پیدا کردے کہ وہ اچھا ہو جائے گا ۔ اس کی اذیت کو کم کرنے کے لئے ہر ممکن تدابیر کرے ۔ اس کی حوصلہ افزائی اور بہتر دیکھ بھال، یہ وہ باتیں ہیں جو مریض کی صحتیابی کے لئے نہ صرف یہ کہ ضروری ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات وہ صرف انہی تدابیر کے ذریعہ قدرتی طور پر از خود صحت یاب بھی ہو جاتا ہے ۔

بیمار کی اذیت ایک عارضی مرحلہ ہے جو کسی سبب اس کی حیاتی قوت کی راہ میں حائل کسی ار طچین کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے اگر حیاتی قوت اپنی ہر ممکن کوشش سے راہ میں حائل اس روڑے کو دور کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو وہ مریض بغیر دوا کے اپنے آپ اچھا ہو جاتا ہے بسا اوقات حیاتی قوت کی مدد کے لئے دوا درکار ہوتی ہے یا پھر کسی تدبیر یا سرجری کی ضرورت پیش آسکتی ہے یہی وہ اساسی اصول ہیں جو کہ ہر میپتھی (طریقہ علاج) میں یکساں طور پر تسلیم کئے جاتے ہیں ۔ ہر میپتھی میں عام معالجہ کی بنیادیں انھیں قوانین پر قائم ہیں ۔

عام حالات میں بیمار شخص کو ایسی جگہ رکھنا چاہیئے جہاں تازہ ہوا کا خاطر خواہ گذر ہو سکے ۔ بیمار کا بستر بدلتے رہنا چاہیئے اور صفائی کے عام اصولوں کا پورا پورا خیال رکھنا چاہیئے ۔ بیمار کو بلانا یا اس سے کام کروانا ۔ بلانا ۔ یا اس کے نزدیک شور و غل کرنا مناسب نہیں ہے دوران مرض وہ حسب خواہش جس طرح پڑے رہنا پسند کرے اسی طرح پڑے رہنے دینا چاہیئے ۔ اس کی زبان اور دانتوں کو صاف کرتے رہنا چاہیئے ۔ اس کی غذا کے معاملے میں علاج کے عام اصول اور طریقے اپنا چاہیئے ۔ بعض اوقات بیمار شخص کو ہذیان ہو جایا کرتا ہے اور وہ باہر بھاگنے کی کوشش کرتا ہے لہذا مریض کی ہر وقت خبرگیری اور حفاظت بڑی ضروری ہے ۔

ہنگامی حالات میں مثلاً اسہال یا ڈائریا کی صورت میں مریض کو ڈی ہائیڈریشن ہو گیا ہو یا کسی حادثے کی بناء پر بہت زیادہ خون ضائع ہو جانے کی وجہ سے اس پر غشی طاری ہو تو ایسی صورت

میں اسے گلوکوز اور خون درکار ہے۔ اسی طرح ایک فریکچر کے مریض کو دوا سے زیادہ پلاسٹر کی ضرورت ہے یہ وہ باتیں ہیں جو علاج معالجے کے عام اصولوں پر مبنی ہیں اور ان طریقوں کو اپنانے سے کسی مخصوص پیتھی کی چھاپ نہیں لگ جاتی۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مریض کو اگر گلوکوز چڑھایا گیا ہے تو وہ ایلوپیتھک علاج ہے! جبکہ درحقیقت یہ سب طریقے مثلاً خون چڑھانا یا مریض کے زخموں کی پٹی کرنا۔ حسب ضرورت آکسیجن کا استعمال کرنا۔ فریکچر کے لئے پلاسٹر باندھنا یا بخار کی شدت کو کم کرنے کے لئے برف یا نمک کے پانی کی پٹیاں رکھنا وغیرہ وغیرہ تیمارداری کے مختلف پہلو ہیں اور اکثر مریض محض تیمارداری کے ان اصولوں سے ہی اچھے ہوتے ہیں۔ باقی ماندہ کام جسم میں موجود قوت حیات اپنے طور پر خود کر لیتی ہے۔

اس سلسلے میں اتنا اور کہنا چاہوں گا کہ ہومیوپیتھک علاج ان اساسی اصولوں کے علاوہ اس قوتِ حیات اور قوانین قدرت کی منشا کے عین مطابق ہی ہوتا ہے۔ کیونکہ قدرت کے ان قوانین کے بغیر طبابت کا علم ادھورا ہے۔ ان کے بغیر فن علاج کی غرض پوری نہیں ہو سکتی اور نہ ہی وہ نتائج حاصل ہو سکتے ہیں جنھیں شفا کا نام دیا جائے۔

یہ اہم بات ایلوپیتھی طب کے حاملین کے یہاں شاذ و نادر ہی نظر آتی ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ معالجات کا انحصار محض تجربے اور آزمائش پر ہے۔ یعنی علاج کا انحصار کا ملًا ان معلومات پر ہے جو بیماروں پر دوا کے استعمال کے بعد معلوم ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شب و روز نئی نئی دواؤں کی ایجاد اور نئے نئے رجحانات ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں اور پرانی تھیوری رد کر دی جاتی ہے۔ ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی کے درمیان ایک وسیع خلیج یہیں سے حائل ہوتی ہے ایلوپیتھی قدرت کے بنیادی اصول و قوانین کی منکر ہے اور ہومیوپیتھی انہیں بنیادی اصولوں کے وجود کا کھلم کھلا اعلان کرتی ہے سائنس کے ان دونوں زاویوں کی مزید وضاحت کے لئے دونوں طریقۂ کار فرق سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ ایلوپیتھ ڈاکٹر صرف جسم انسانی میں پیدا شدہ مرضیاتی نتائج و عواقب کے مشاہدے تک ہی اپنی سعیٔ علم و عمل کو محدود رکھتا ہے یعنی اس کی تمام تر توجہ کا مرکز جسم انسانی میں خلیوں کی تبدیلیاں اور دیگر طبی تحقیق تک محدود ہوتا ہے لیکن ہومیوپیتھی کی نگاہ ان مادیاتی نتائج سے بہت پرے دیکھتی ہے اور ان امور کا مشاہدہ کرتی ہے۔ جن کا وجود ان مادی اثرات کے وجود سے بہت پہلے رونما ہو چکا ہوتا ہے۔ انسانی جسم کے اندر خلیوں کی تبدیلیاں دراصل انہی اسباب کا نتیجہ

ہوتی ہیں جو پہلے اس مریض کے اندر رونما ہو چکے ہوتے ہیں یعنی مریض دراصل وہ شخص ہوتا ہے جو اس کے جسم کے اندر ہوتا ہے نہ کہ اس کے جسم کی وہ ٹوٹ پھوٹ جو اس بیماری کے نتیجے میں واقع ہوئی ہے ایلوپیتھک دوائیں اپنی مادی اور کثیف حالت میں بیمار کو شفا نہیں دے سکتیں ان سے صرف وقتی طور پر ہی فائدہ ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایلوپیتھک علاج صرف جسمانی حدود تک ہی قائم رہتا ہے اور اس سے مریض کو صرف وقتاً فوقتاً ہی آرام پہنچایا جا سکتا ہے جب کہ ہومیوپیتھک دوائیں اپنے روحانی حدود میں اثر انداز ہوتی ہیں یہ دوائیں پیٹ یا خون میں جذب نہیں ہوتیں بلکہ سیدھے اس شخص پر اثر انداز ہوتی ہیں جس کا اصل وجود روحانی ہے اور جو عارضی طور پر اس مادی جسم میں موجود ہے پھر اس کے بعد وہ شخص یعنی قوت حیات یا روح اپنے مکان کی ٹوٹ پھوٹ کو اپنے طور پر درست کر لیتی ہے اور یہی مکمل شفا ہے۔ یعنی ہومیوپیتھک دواؤں کا دائرہ عمل بالکل مختلف ہے اگر دوران علاج مریض وقتاً فوقتاً اپنی کسی تکلیف کے لئے ایلوپیتھک دوا کا استعمال کر بھی لیتا ہے تو اس سے ہومیوپیتھک دواؤں کے اثر پر کوئی فرق نہیں پڑتا یہی وجہ ہے کہ ہومیو پیتھی کے امام ڈاکٹر کینٹ کا کہنا ہے کہ غلط طرح سے ہومیوپیتھک دواؤں کے ذریعے عارضی سکون پہنچانے سے تو یہ بہتر ہے کہ اس مریض کو وقتی طور پر کوئی ایلوپیتھک دوا دے دی جائے۔ لہٰذا یہ خیال قطعی غلط ہے کہ ہومیوپیتھک علاج کے دوران کوئی دیگر دوا دیہ کا استعمال ہرگز نہ کرایا جائے جو لوگ یہ سمجھتے ہیں وہ دراصل ہومیوپیتھی سے پوری طرح واقف نہیں ہیں البتہ یہ بات بھی درست ہے کہ جب کوئی ہومیوپیتھک دوا کے نتیجے میں مرض اور مریض میں کشمکش جاری ہو تو اس وقت کسی دوسری دوا کا ہرگز ہرگز استعمال نہ کیا جائے چاہے مریض کتنی ہی تکلیف میں کیوں نہ مبتلا ہو۔ یہ مرحلہ عارضی ہوتا ہے اور اس کے بعد ہی شفا کا راستہ کھلتا ہے

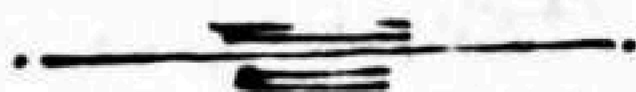
ہر قابل شفا مرض اپنی علامت کے ذریعے معالج کو اپنے آپ سے متعارف کرواتا ہے جبکہ لاعلاج امراض میں ان علامات کی انتہائی کمی ہوتی ہے۔ البتہ ٹسٹ وغیرہ کی رپورٹوں میں ہر طرف بگاڑ نمایاں نظر آتا ہے۔ لیکن خود مریض کے اندر کوئی ذہنی یا محسوسات کی نادر علامتیں نہیں ہوتیں اور یہی وہ حالت ہے جبکہ مریض لاعلاج ہوتا ہے اور مریض موت کی طرف بتدریج بڑھ رہا ہوتا ہے لہٰذا ایسے مریض کا علاج یہ ہوگا کہ تیمارداری اور دواؤں سے اس کی اذیت کم کی جائے۔ ایسی صورت میں بھی مریض کی اذیت کم کرنے کے لئے ہومیوپیتھک

دوائیں ایلوپیتھک دواؤں سے کہیں زیادہ اثرانداز ہوتی ہیں ۔

وہ تمام امراض جن میں شفاپذیری کی صلاحیت پائی جاتی ہے ان میں بہت ساری علامات ہوتی ہیں اور انھیں علامات کے ذریعہ وہ اپنی ہستی کا پتہ دیتے ہیں جس کی وجہ سے معالج کو قوتِ حیات یا باطنی انسان میں بہت جلد ہونے والے بگاڑ اور اضمحلال کا پتہ لگ جاتا ہے اور اس طرح خطرے کی صورت لاحق ہونے سے قبل ہی اس کا علاج کیا جا سکتا ہے

ڈاکٹر کینٹ مزید فرماتے ہیں کہ اس وقت جبکہ نوع انسانی جہالت یا مادّہ پرستی کے دلدل میں پھنسی ہوئی ہے یہ کہنا بنجر زمین میں تخم ریزی کے مترادف ہوگا کہ در اصل روح انسانی ہی اس زبان کا اظہار کرتی ہے جس کے ذریعہ مرض پر قابو پایا جا سکتا ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ پہلے اسے سمجھا جائے اور اس طرح حقیقتِ مرض سے آگاہ ہوا جائے لیکن جو لوگ بصیرت کی صلاحیتوں سے عاری ہیں وہ ہر اس شے سے منکر ہیں جو زمان و مکان کی حدود میں نہیں جانچی جا سکتی ۔ آئے دن بیماریوں کی نئی نئی تصاویر اور مرقعے بناتے رہتے ہیں اور یہ لوگ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ کوئی تجربے کار معالج یا ذہین ڈاکٹر ان کا مطالعہ و مشاہدہ کر کے ان کا مفہوم سمجھ سکے اور سمجھا سکے جبکہ در اصل ان معنوں میں بھی یہ سب بہتر طور پر ہومیوپیتھک اصولوں و قوانین کے تحت ہی ممکن ہے ۔ انہی اصولوں و قوانین کی روشنی میں انسان اپنے اندر وہ صلاحیتیں و استعداد پیدا کر سکتا ہے کہ وہ علامات کی نہایت مفید اور اہم زبان کو سن اور سمجھ سکے ۔

ڈاکٹر ہانی من کا خالقِ حقیقی پر اعتقاد وہ سبب تھا جس نے انھیں انسان بنا دیا اور اسی اعتقاد کے وجدان نے انھیں قدرتی اصول اور قوانینِ صحت و شفا کے مشاہدے اور مطالعے اور ادراک و فہم کی قابلیت بخشی ۔



ایک بیماری، دواؤں کا بیجا استعمال

دورِ حاضر میں ایک طرف تو بیماریوں کے اصل وجوہ اور ان کے علاج میں ناکامی کے اسباب پر تحقیق کا سلسلہ جاری ہے اور دوسری طرف عوام میں اپنا علاج خود کر لینے کا مرض بڑھتا جا رہا ہے۔

یورپ میں جب کوئی اپنی بیماری کا تذکرہ کرتا ہے تو اسے کسی ماہر ڈاکٹر سے رجوع ہونے کا مشورہ دیا جاتا ہے اس کے برعکس ہمارے یہاں ہر دوسرا شخص فوراً ہی کوئی دوا تجویز کر دیتا ہے اس ضمن میں پڑوسیوں سے لے کر دوست احباب، چپراسی، آفیسر، پڑھے لکھے، ان پڑھ، غرض کہ ہر طبقے کے لوگ شامل ہیں۔ ان کی وجہ سے معمولی قسم کی بیماریاں بھی پیچیدگی اختیار کر لیتی ہیں

بیماریوں کا عام سبب تقریباً ۹۰ فیصد تعدیہ یعنی انفیکشن ہوتا ہے مگر اس انفیکشن کے متعلق اتنی غلط فہمیاں ہیں کہ لوگ معمولی سردی زکام کو بھی تعدیہ سمجھ لیتے ہیں اور اکثر مریض ڈاکٹر کے مشورہ کے بغیر ہی مانعات تعدیہ (اینٹی بائیٹک) کی کئی خوراکیں استعمال کر چکے ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ انھوں نے بیشتر ڈاکٹروں کے نسخوں میں اینٹی بائیٹک ضرور لکھا دیکھا ہے۔

اکثر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر عطائی قسم کا معالج مرض کو ٹھیک کرنے کی فکر میں بلا ضرورت ایک اینٹی بائیٹک دیتا ہے تو ہمارے تعلیم یافتہ اور مستند ڈاکٹر صاحبان بے ضرورت دو یا تین اینٹی بائیٹک ایک ساتھ دینے میں ذرا بھی نہیں ہچکچاتے، امریکہ ایسے ترقی یافتہ ممالک میں اس وقت تک اینٹی بائیٹک کا استعمال شروع نہیں کیا جاتا جب تک کہ خون کی باقاعدہ جانچ سے اس بات کی تصدیق نہ ہو جائے۔ کہ مرض کا سبب تعدیہ ہے یہی وجہ ہے کہ پورے امریکہ میں جتنی اینٹی بائٹک دوائیں ایک سال میں استعمال ہوتی ہیں اتنی تو بمبئی کے لوگ ایک دن میں استعمال کر جاتے ہیں۔

بلاضرورت ان دواؤں کا استعمال جراثیم کی قوت بڑھا دیتا ہے۔ اور پھر یہ دوائیں ان جرثومہ پر بے اثر ہو جاتی ہیں اس بے دریغ استعمال کا سب سے پہلا غلط اثر آنتوں میں موجود مفید جراثیم پر پڑتا ہے۔ اور یہ قدرتی نعمت ضائع ہونے لگتی ہے۔ جس کی وجہ سے مضر جراثیم اعضائے بدن پر اپنا اثر مرتب کر کے مختلف بیماریوں کا سبب بنتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ٹیریا یا فلو کا مریض ڈائریا سے مر تا ہے دواؤں کے بیجا استعمال سے آنتوں کے علاوہ دوسرے اعضا بھی متاثر ہوتے ہیں۔

آج کل خون کی طرح گردوں کے عطیے کی زبردست تبلیغ کی جاتی ہے بفرض محال اگر گردوں کی تبدیلی کا عمل جراحی کامیاب ہو بھی جائے تو کامیابی کی یہ مدت بہت مختصر ہوتی ہے اور ممکن کا یہ گردہ بھی انھیں اسباب کی بناء پر خراب ہو سکتا ہے جن اسباب کی وجہ سے پہلے خراب ہوا تھا۔

کارٹیکو اسٹرائیڈ گروپ کی دوائیں جیسے ڈیکاڈران یا پٹنسول وغیرہ جان بچانے والی دوائیں کہی جاتی ہیں۔ ان دواؤں سے نزع کے عالم میں بہتری کی امید ہوتی ہے۔ عام طور پر ان دواؤں کا استعمال بھی بڑی بے دردی سے کیا جاتا ہے۔ مثلاً سردی زکام سے لے کر جمڑی کے بیشتر امراض اور الرجی، دمہ وجع مفاصل وغیرہ میں عطائیوں سے لے کر ماہرین فن تک سبھی جلد تر فائدہ پہنچانے اور اپنی دکان چمکانے کے لئے بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔ بسا اوقات مریض اپنی مرضی سے استعمال کرنے لگتا ہے۔

ابتدا میں ان دواؤں سے غلط استعمال کے باوجود کافی فائدہ نظر آتا ہے۔ مگر عواقب بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ خاص بات یہ ہے کہ ان دواؤں کا استعمال اتنا خطرناک نہیں ہوتا جتنا کہ ان دواؤں کا استعمال کرنا اور ترک کرنا۔ یا پھر بار بار ڈاکٹر تبدیل کرنا بھی مضر ثابت ہوتا ہے۔ اس بے احتیاطی اور اندھا دھند استعمال کے نتیجے میں موٹاپا، ذیابیطس اور بلڈ پریشر کی بیماریاں دامن گیر ہوتی ہیں۔

اخلاقی پستیوں کے سبب جنسی بے راہ روی نے سوزاک کے اوسط کو بڑھا دیا ہے بسا اوقات علاج کے بعد بھی یہ مرض مکمل طور پر دفع نہیں ہوتا اور ۲ سال بعد بھی نقرس یا جوڑوں کے درد کی شکل میں نمودار ہوتا ہے۔ جوڑوں کا درد کم کرنے والی دواؤں کے مسلسل اور بے جا استعمال سے پیٹ کی تیزابیت بڑھ جاتی ہے۔ اور جس کے نتیجے میں السر کی بیماری لاحق ہو جاتی ہے۔

دو دہائی قبل امریکی دوشیزائیں اپنے سینے کے ابھار کو نمایاں رکھنے کے لئے ہارمون کا استعمال کرتی تھیں نتیجہ یہ ہوا کہ آج ان میں سے بیشتر کو اس عضو کے سرطان کی شکایت ہے۔

ہمارے یہاں کی سیدھی سادی لڑکیاں بھی ہارمون کے استعمال کی علت میں مبتلا ہیں مثلاً گھر میں کوئی شادی ہو یا اور کسی بھی قسم کی مذہبی تقریب یہ لڑ... ہارمون کی گولیوں کے استعمال سے قدرتی دوران طمث یعنی ماہواری کو آگے پیچھے کر لیتی ہیں۔ یہ نسخہ انھیں رشتہ داروں، سہیلیوں یا پھر فیملی ڈاکٹر سے مل جاتا ہے جس کے نتیجہ میں دوران طمث کی بے قاعدگی لاحق ہو جاتی ہے۔ جسے باقاعدہ کرنے کے لئے پھر انھیں ہارمون کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ اور یہ لا متناہی سلسلہ چل نکلتا ہے۔

فیملی پلاننگ، جنسی آزادی اور بعض اوقات حمل کے ڈر سے بھی لڑکیاں یہ دوائیاں استعمال کرتی ہیں

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ قبل از وقت ہی یاسہ ہو جاتی ہیں یعنی دوران طمث بند ہو جاتا ہے۔ قدرتی طور پر یاسہ ۴۲ سال سے ۴۸ سال کی عمر میں ہوتا ہے۔ مگر اب اس کی علامات ۳۲ سال کی عمر میں ہی نظر آنے لگتی ہیں۔ کبھی کبھی ورم رحم اور سرطان رحم کی ابتداء کا سبب بھی یہی ہارمون بنتے ہیں۔ بمبئی شہر کا اگر جائزہ لیا جائے تو ۳۰ سے ۴۵ سال کی عمر کی عورتوں کی اچھی خاصی تعداد ایسی نظر آئے گی جن کے رحم آپریشن کے ذریعہ نکال دئے گئے ہیں۔

۳۰ سے ۴۰ سال کی عمر کی عورتوں میں موٹاپا اور ہائی بلڈ پریشر (فشار الدم قوی) کا سبب بھی زیادہ تر یہی ہارمون بنتے ہیں۔ اگلے زمانے کے لوگ ۱۰۰ سال سے زیادہ زندہ رہتے تھے ۶۰ سال کی عمر میں پاٹھا کہا جاتا تھا ۵۵ سے ۶۰ سال کے لوگ ادھیڑ اور ۴۵ اور ۵۰ والے یقیناً جوان کہے جانے کے مستحق ہوں گے۔ آج معاملہ اس کے برعکس ہے بہت کم لوگوں کی بڑھاپے سے ملاقات ہوتی ہے۔

اس سلسلے میں ہومیوپیتھک ادویات کا استعمال بھی کچھ کم نقصان دہ نہیں ہے وہ اس لئے کہ ہومیوپیتھک معالج اکثر وبیشتر عطائی قسم کے ڈاکٹر ہوتے جو کہ بس اتنا جانتے ہیں کہ فلاں علامت کے لئے فلاں دوا لیکن مرض کی نوعیت سے ان کی معلومات صفر ہوتی ہے نہ ہی وہ بیماری کی گہرائی کا پتہ لگا پاتے ہیں اور نہ دواؤں کے صحیح استعمال سے واقف ہوتے ہیں بار بار دواؤں کے بدلنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ حیاتی قوت گمراہ ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں کافی نقصان ہوتا ہے۔

یہ سوچنا کہ ہومیوپیتھک ادویات سے کوئی نقصان نہیں ہوتا محض ایک خوش فہمی ہے۔ کچھ عرصہ قبل بمبئی شہر کے نامور ڈاکٹروں کی ایک پر تکلف محفل میں مشہور ومعروف ڈاکٹر شرد شاہ نے قصداً ہم سے کسی میڈیکل جریدے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا تھا کہ ہومیوپیتھی ادویہ سے لبلبہ PANCREAS کی سوجن ہوتی ہے۔ لبلبہ معدے کی پشت پر ایک بڑا غدود ہوتا ہے اور کھانا ہضم کرنے میں مدد دیتا ہے اس کی خرابی سے ذیابیطس کا مرض ہوتا ہے۔ غرض یہ کہ انتہائی مفید عضو ہے اگر کسی وجہ سے اس میں سوجن واقع ہو جائے تو سمجھئے کہ مریض کا ٹکٹ کٹ گیا کیونکہ اس قدر شدید درد ہوتا ہے کہ مریض چند لمحوں ہی میں نزع کے عالم میں پہنچ جاتا ہے اور اس کا بچنا مشکل ہوتا ہے۔

مروجہ علاج کی صورت یہی ہے کہ مریض کی اذیت کو کم کیا جائے۔ خوش قسمتی سے لاکھوں میں کوئی ایک بچ بھی جاتا ہے۔

ڈاکٹر شاہ پیٹ کے امراض کے ماہر ہیں اور ان کا شمار بڑے بڑے ماہرین فن میں ہوتا ہے

جس لہجے میں انھوں نے یہ بات کہی تھی اسی انداز میں ہم نے بھی یہ سوال کیا کہ کیا ایلوپیتھی میں پلیلے کی سوجن کا علاج ہے؟ ظاہر ہے اس کا جواب "نہ" میں تھا۔ لیکن ہم نے کہا کہ ہومیوپیتھی اس مرض کا علاج کر سکتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ہم کو کچھ ایسے دیکھا گویا ہمارے سر پہ سینگ اُگ آئی ہو۔ ہم نے ہنستے ہوئے اپنے کلام کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے ان سے کہا کہ حضرت ابھی ابھی آپ ہی نے کہا ہے کہ ہومیوپیتھک! ادویہ سے لبلبہ کی سوجن ہو تی ہے بس جو دوا اس مرض کو پیدا کر سکتی ہے وہی اس کا علاج بھی کر سکتی ہے۔ یہی قانون بالمثل یعنی ہومیوپیتھی ہے۔

غالباً ڈاکٹر صاحب ہمارے اس ریمارک کو سمجھ نہیں سکے کیونکہ ہومیو پیتھی کے تعلق سے ان، کی معلومات کچھ نہیں ہیں۔ دوسرے یہ کہ جب کبھی ایلوپیتھی کے جنرلز ہومیوپیتھی پہ کوئی تبصرہ کرتے ہیں تو پہلے ہی تعصب کی عینک لگائے ہوتے ہیں۔

اب رہا یہ سوال کہ ہومیوپیتھک ادویہ بالکل بے ضرر ہوتی ہیں یا ان سے کوئی نقصان بھی ہو سکتا ہے؟ اس سلسلہ میں صرف اتنا کہوں گا کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ان ادویہ سے کوئی نقصان نہیں ہوتا تو پھر انھیں یہ امید بھی نہیں رکھنی چاہیئے کہ ان سے کوئی مرض اچھا ہوتا ہوگا۔ ہومیوپیتھک ادویہ اگرچہ پیچیدہ امراض میں مبتلا مریضوں کو شفا پہنچا سکتی ہیں۔ تو ان کے غلط استعمال سے کوئی مریض مر بھی سکتا ہے

البتہ صحت مند انسانوں میں ان کے غلط استعمال سے بھی کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ ہومیوپیتھک دواؤں کا تجربہ صحت مند انسانوں میں کیا جاتا ہے۔ جو رضاکارانہ طور پر اپنی خدمات پیش کرتے ہیں اور کوئی بھی ہومیوپیتھک سائنس داں اپنے تجربے کے دوران اس حد تک نہیں جاتا کہ اس شخص کا کوئی عضو متاثر ہو سکے۔ ہومیوپیتھی کا سب سے بڑا المیہ عطائی قسم کے ہومیوپیتھ ہیں جنھیں طب کی سطحی معلومات بھی نہیں ہوتی اور وہ محض ہومیوپیتھک ادویات کے بارے میں معمولی جانکاری رکھتے ہیں اور چند علامتوں کے سہارے علاج کرتے ہیں۔

دوسری طرف سند یافتہ ہومیوپیتھک ڈاکٹروں کی اکثریت بھی ایسے ڈاکٹروں پر مشتمل ہوتی ہے جنھیں ہومیو پیتھی کے اصول خاک سمجھ میں آتے ہیں۔ لہٰذا وہ بھی دیگر نیم حکیموں کی طرح ایلوپیتھ بن جاتے ہیں۔ جس طرح ایلوپیتھک دواؤں سے مریض کی اذیت کم کرنا آسان ہے اور اس میں کچھ خاص مہارت کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک دوا فروش بھی ایلوپیتھک معالج بن جاتا ہے یا ایک اسکول ماسٹر یا گھڑی ساز تک ہومیوپیتھ ہو جاتا ہے۔ مریض بے چارہ اندھیرے میں ہوتا ہے اور

اپنی اذیت کو دور کرنے کے چکر میں بعض اوقات عمر بھر کا روگ لے لیتا ہے لیکن ایسے ہی نیم حکیم چاہے وہ ایلوپیتھ ہوں یا ہومیوپیتھ عوام میں مقبول ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ عوام کی اکثریت یہ چاہتی ہے کہ ابھی فائدہ ہو بعد میں دیکھا جائے گا۔ اور پھر بعد میں ہوتا یہ ہے کہ کسی کا گردہ خراب ہوتا ہے یا کسی کا جگر سڑ جاتا ہے۔

ایلوپیتھک ادویہ کے غلط اور بے جا استعمال کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں ان سے عوام کی کی ایک بڑی اکثریت واقف ہے لیکن ہومیوپیتھک ادویات بھی کیا گُل کھلا سکتی ہیں اس سے لوگ ابھی تک ناواقف ہیں۔

کچھ دنوں پہلے ایک انگریزی اخبار میں ایک ہومیوپیتھک معالج کا بیان تھا جو اتفاق سے اپنے طریقۂ کار میں مقناطیس کا استعمال بھی کرتا ہے۔ اس نے لکھا تھا کہ میری ایک مریضہ نے اس بناء پر ہومیوپیتھک دوا کھانے سے انکار کر دیا تھا کہ ان دواؤں سے ٹی بی کا مرض اُبھر جاتا ہے۔ خود اس کے ساتھ یہ ہو چکا تھا۔ وہ ڈاکٹر اپنی اس مریضہ کو ان دواؤں کے بے ضرر ہونے کا یقین نہ دلا سکا۔ اس نے آگے لکھا تھا کہ وہ مریضہ حق بجانب تھی فرق صرف اتنا ہے کہ اسے کسی نیم ہومیوپیتھ سے سابقہ پڑا ہوگا۔

ہومیوپیتھی کی ایک دوا ہے سائلیشیۂ جو کہ در اصل خاک کے ذرات کی روح ہے اس کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ ٹی بی کے مرض کو اچھا کر سکتی ہے لیکن اس کا بے جا استعمال دبے ہوئے دق کو ابھار بھی سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ایک قابل ہومیوپیتھ ڈاکٹر اس کے استعمال میں بڑی احتیاط برتتا ہے۔ لیکن ایک اناڑی۔ ہومیوپیتھ اتنا ہی جانتا ہے کہ اس دوا سے فلاں مرض اچھا ہو جاتا ہے۔

کتنی معصوم لڑکیاں ایسی ہیں جو اپنے مہانسوں کے لئے اس دوا کا استعمال کرتی ہیں اور ایسے نیم ہومیوپیتھوں کی بھی کمی نہیں ہے جو اس کا مہینوں استعمال کراتے ہیں۔ اب اگر کوئی مریضہ اپنے مہانسوں کے اچھا ہو جانے کے بعد دوبارہ دق میں گرفتار ہوتی ہے تو کیا یہ علاج ہوا۔؟

یہی وجہ ہے کہ ہومیوپیتھی کے عظیم مرتبہ اور اس کے امام امریکہ کے مشہور ڈاکٹر کینٹ نے کہا تھا کہ میں کسی اناڑی ہومیوپیتھ سے علاج کروانے کے بجائے ایسے حبشیوں کے درمیان رہنا پسند کروں گا جن کے ہاتھ میں کھلے ہوئے خنجر ہوں گے۔

ہومیوپیتھی کی ایک اور دوا ہے سیپیہ یہ وہ شاخ مچھلی سے دستیاب ہوتی ہے اور سیلان الرحم کے لئے ہر اناڑی ہومیوپیتھ بے دریغ استعمال کرتا ہے۔ چاہے اس مریضہ میں اس دوا کی دوسری علامتیں بھلے ہی نہ ہوں عطائی معالج تو بس اتنا جانتے ہیں کہ سیلان الرحم اس دوا کی خاص علامت ہے اور اس ایک علامت کی روشنی

میں مہینوں اس دوا کا استعمال کرواتے ہیں۔ اس لئے ہوتا یہ ہے کہ بظاہر فائدہ نظر آتا ہے اور مریضہ خوش ہوتی ہے کہ اس کا مرض جاتا رہا۔ لیکن یہ خوشی زیادہ دنوں برقرار نہیں رہتی کیونکہ اندر ہی اندر کوئی دوسری خرابی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس طرح کا علاج ہومیوپیتھی کے اصولوں کے بالکل خلاف ہے لیکن یہی زیادہ مقبولِ عام ہے کیونکہ ابتداءً علامتوں کے زائل ہو جانے کو کامیاب علاج سمجھا جاتا ہے یہ دنیا کی ریت ہے۔ اس طرح ہومیوپیتھی میں بے شمار ادویات ہیں جن کا اندھا دھند استعمال ہوتا ہے لیکن میں یہاں صرف ایسی ہی دواؤں کا تذکرہ کر رہا ہوں جو بہت زیادہ عام ہیں۔

مثلاً کیکٹس CACTUS یعنی ناگ پھنی آریوید میں اس کیکٹس سے ایک مشہور دوا تیار ہوتی ہے اسے کماری آسو کہتے ہیں اور یہ سیلان الرحم یعنی سفید پانی کے اخراج کو روکنے کے لئے رام بان سمجھی جاتی ہے لیکن اس کیکٹس کی روح سے ہومیوپیتھی میں جو دوا تیار ہوتی ہے وہ دل کے امراض میں کام آتی ہے لیکن عطائی قسم کے ہومیوپیتھ ہر دل کے مرض میں اس کا استعمال کرلتے ہیں۔

اس طرح رُہوس ٹوکس RHUSTOX نامی دوا کا بھی استعمال ہوتا ہے۔ بعض ایلوپیتھک معالج بھی اسے اپنے نسخوں میں لکھتے ہیں۔ اس سے جوڑوں اور گردن کے دردوں میں آرام ملتا ہے لیکن اس کا مستقل استعمال دوسری کئی خرابیوں کا باعث بن جاتا ہے۔ بیچارہ مریض محض درد سے نجات پالنے کے لئے اس کا استعمال کرتا رہتا ہے۔

الفالفہ:- ALFALFA جو کہ ٹانک کی شکل میں دستیاب ہوتی ہے اس کا استعمال بھی بہت زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس کا استعمال ہومیوپیتھک معالجوں سے کہیں زیادہ ایلوپیتھی کے ڈاکٹر کرنے لگے ہیں۔ بیشتر دل کے امراض کے ماہرین ڈاکٹروں کے نسخوں میں یہ دوا ہوتی ہے اس سے مریضوں کو تھوڑی توانائی محسوس ہوتی ہے۔ اور ان کا ہاضمہ درست رہتا ہے۔ لیکن اس سے بھوک بھی زیادہ لگتی ہے۔ اور وزن بڑھتا ہے۔ زیادہ وزن دل کے مریضوں کے لئے نقصان دہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ جب ایلوپیتھی کے وہ ڈاکٹر جو ہومیوپیتھک ادویہ کے متعلق کچھ نہیں جانتے تو پھر ان کا استعمال کیوں کراتے ہیں؟ محض اس لئے کہ اس سے دل کے مریض کو کچھ راحت ملتی ہے۔ اس طرح سے تو یہ ہومیوپیتھی پر ظلم ہے۔

جلدی امراض کے بعض بڑے ماہرین ہومیوپیتھک دوا تھوجا کا بے جا استعمال کرتے ہیں۔ اس سے مسّے خشک ہو کر گر جاتے ہیں لیکن یہ عمل مریض کے لئے مشکلیں پیدا کر سکتا ہے اسی طرح بالوں کی ٹانک میں آرنیکا کا استعمال ہوتا ہے۔ اور بہت سے پیٹنٹ نسخے ہیں جن کا اصل ہومیوپیتھی سے دور کا بھی واسطہ نہیں

فرسٹ ایڈ

ایک محترمہ کا یہ سوال تھا کہ براہ کرم ہومیوپیتھی میں فرسٹ ایڈ کی دوائیں بتائیں مثلاً اگر شدید درد ہو، اچانک بخار آجائے۔ جسم کے کسی حصہ کے کٹ جانے سے خون بہہ رہا ہو۔ سخت چوٹ آجائے یا اچانک دست ہونا شروع ہوجائیں۔ وغیرہ وغیرہ

فرسٹ ایڈ کا اطلاق عام طور سے ان حالات میں ہوتا ہے جب کہ کوئی حادثہ پیش آجائے جس کے نتیجے میں چوٹ آجائے۔ فریکچر ہوجائے یا جلنے کی وجہ سے زخم آجائے۔ یا مریض نزع کے عالم میں ہو۔ اور ڈاکٹری امداد کے پہنچنے میں دیر ہو۔ وغیرہ، لیکن ان محترمہ نے غالباً ان تمام بیماریوں کا علاج جاننا چاہا تھا جو عام طور سے رونما ہوتی ہیں۔ اور ایک عام آدمی کو آئے دن ان سے سابقہ پڑتا رہتا ہے۔ مثلاً سر کا درد، بخار، اور دست وغیرہ۔

ان محترمہ کا نام مسز نجمہ شیخ ہے اور ان کا تعلق بمبئی کی ایک ادبی ریسرچ لائبریری سے ہے جہاں کہ وہ لائبریرین کے عہدہ پر فائز ہیں۔ فرسٹ ایڈ کے لفظی معنی کے چکر میں نہ پڑتے ہوئے ان محترمہ کے سوال کا جواب دیا تھا۔ اور اسی جواب کو کچھ ترمیم و اضافے کے ساتھ نقل کئے دیتا ہوں۔ کیونکہ بہرحال کچھ مسائل ایسے ہیں جن کا فوری طور پر حل ضروری ہے۔ وہ مسئلہ ہنگامی حالات میں رونما ہوا ہو۔ یا عام حالات میں۔ مثلاً اگر کوئی شخص کسی حادثے کی وجہ سے شدید زخمی ہوا ہو، یا اس کے ہاتھ پیر کا فریکچر ہوگیا ہے۔ تو ضروری ہے کہ پہلے اس مریض کے زخموں کی مرہم پٹی کی جائے اور اس کے لئے اینٹی سپٹک تدابیر اپنائی جائیں۔ خون کا اخراج اگر زیادہ ہو رہا ہے تو پریشر یا پٹی کی مدد سے اسے روکا جاسکتا ہے۔ اگر فریکچر ہوگیا ہے تو اس حصہ کو اسپلنٹ کے سہارے باندھ دیا جائے۔ اور اس اسپلنٹ کے لئے کارڈ بورڈ کا ایک ٹکڑا بھی استعمال میں لایا جاسکتا ہے۔ اگر مریض جاں کنی کی حالت میں ہو اور اس پر غشی طاری ہو رہی ہو تو اسے ہومیوپیتھی کی دوا ریسکیو ریمیڈی کے چند قطرے مریض کی ہتھیلی یا پاؤں کے تلوؤں میں لگا کر ملیں۔ اور ہر دو چار منٹ سے یہ عمل دہراتے جائیں۔ اس دوا کے چند قطرے قدرے پانی میں ملا کر اس کے ہونٹ و زبان کو تر کرتے رہیں۔ اگر پانی میں ڈوبنے کے بعد مریض کی ایسی حالت ہوئی ہے۔ تب بھی یہ دوا اُسے ہوش میں لانے کے لئے کارگر ہوگی۔ البتہ اس مریض کے ساتھ

یہ تدبیر اور کریں کہ اسے پیٹ کے بل لٹا دیں اور اوپر سے دباؤ ڈالیں۔ تاکہ پیٹ میں بھرا ہوا پانی باہر آجائے۔

اگر مرگی کے دوروں کی وجہ سے کوئی شخص بے ہوش ہو گیا ہے یا اس پر دورے کا حملہ ہوا ہے تب بھی یہ دوا پُراثر ثابت ہوگی۔ مرگی کے دوروں کے دوران ریسکیو ریمیڈی کے علاوہ کیمفر یعنی کافور بھی کافی پُراثر دوا ہے بالخصوص جبکہ مریض کا جسم بالکل سرد ہو جائے اور قوتِ حیات ختم معلوم دے۔ یہ شدید ضعف عام طور پر ابتدائی ہیضہ، نمونیہ کے آخری درجہ، برانکائٹس کے آخری درجہ، آپریشن کے بعد، دانے دار بخاروں، مثلاً خسرہ، چیچک، وغیرہ میں دانوں کے دب جانے، شدید چوٹ لگنے، سانپ کے کاٹنے، اور لو لگنے وغیرہ پر پیدا ہوتا ہے۔ چوٹ لگنے کے فوراً بعد قوت کو بحال کرنے کے لئے کیمفر بہترین دوا ہے۔ آپریشن کے بعد اگر ٹمپریچر گر جائے تو کیمفر ایک ایکس ۱× کی تین خوراکیں ہر پندرہ منٹ بعد دیں۔ مرگی کے دورہ کو دور کرنے کے لئے تین یا تیس قوت میں استعمال کریں۔ کیمفر سردی سے ٹھٹھرے ہوئے اشخاص کو فوراً گرم کرتی ہے اس کا استعمال مدر ٹنکچر یا تیس اور اس سے اونچی قوت میں کیا جاتا ہے۔

کیمفر کی سب سے اہم علامت یہ ہے کہ تمام جسم ہاتھ لگانے سے سرد مگر مریض اوپر سے کپڑا لینا برداشت نہیں کرتا۔

چوٹ لگنے پر فرسٹ ایڈ دوائیں

آرنیکا۔ خصوصاً جب یہ موذی چوٹ ہو۔ یعنی چوٹ تو سخت ہو لیکن خون نہ نکلے، یا جس کے نتیجہ میں رگڑ یا خراش آجائے۔ یا سوجن آجائے۔ یا نیل پڑ جائے ان جملہ صورتوں میں آرنیکا انتہائی زوردار دوا ہے۔ اسے دو سو قوت میں استعمال کیا جائے اور ہر دو سے چار گھنٹہ پر۔ اس طرح دو تین خوراکوں سے ہی افاقہ ہونا شروع ہو جائے گا۔ بعد ازاں مریض آہستہ آہستہ بالکل اچھا ہو جائے گا۔ اس دوا کی خاص علامت یہ ہے، کمزوری، تکان، کچلے جانے کا احساس اور یہ مصدقہ اور آزمودہ علامت ہے۔ چوٹ کے پرانے اور نئے اثر و نتیجے۔ خصوصاً جسم پر کوئی چیز گرنے سے چوٹ آئی یا جسم کسی شے سے ٹکرا جائے اور چوٹ لگنے سے اخراج خون ہو یا نہ ہو۔ آرنیکا سے بہتر کوئی دوا نہیں۔ مجھے یاد آرہا ہے اس وقت کا زمانہ قریب پندرہ سولہ برس پہلے کا جبکہ میں سرجیکل رجسٹرار کے طور پر بچوں کے وارڈ میں کام کرتا تھا۔ کتنے بچے جو بھاگتے ہوئے موٹر گاڑیوں سے

ٹڑ اگر زخمی ہو جاتے تھے اور خاص طور پر نیو ائیر نائٹ New year Night میں ایسی ایمرجنسیاں اکثر و بیشتر آیا کرتی تھیں، وہ بچے روڈ کراس کرتے ہوئے تیز رفتار کاروں کی زد میں آجاتے تھے بظاہر انھیں چوٹ کا نشان نہیں ہوتا تھا لیکن شدید ٹکر کی وجہ سے وہ بیہوش ہوتے تھے اور کئی کئی دن بیہوش رہتے تھے، ان دنوں میں آرنیکا کے اس جادو سے ناواقف تھا۔ اور نہ ہی ہومیوپیتھی کے متعلق کچھ جانتا تھا ورنہ شاندار دم توڑتے ہوئے بچوں میں سے کئی کو بچا سکتا تھا۔ آرنیکا کی سب سے اہم علامت یہ ہے کہ مریض جہاں کہیں بھی لیٹتا ہے وہ جگہ اسے سخت محسوس ہوتی ہے۔

اگر مریض کسی اونچائی سے گر کر زخمی ہوا ہے اور سر میں شدید اندرونی چوٹ آئی ہے اور وہ بیہوش ہو چکا ہے۔ تو اس وقت اس دوا کے ساتھ نائٹرم سلف ہر پندرہ منٹ اور آدھے گھنٹے کے وقفے سے بدل بدل کر دینا چاہیئے۔ اور شدید حالتوں میں ہزار قوت یا دس ہزار قوتوں تک میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔ پہلے آرنیکا ایک ہزار قوت اس کے آدھے گھنٹے کے بعد نیٹرم سلف ہزار قوت — اس طرح یہ دوائیں بدل بدل کر گولیوں کی شکل میں مریض کی زبان کے نیچے رکھنی چاہیئے۔ لیکن اگر دوا تازہ بنی ہوئی ہے۔ تو محض سونگھا دینے پر بھی اثر کرے گی۔ مریض اگر بے ہوش ہے تو چند گولیاں پانی میں ملا کر اس پانی کو اپنی انگلیوں میں سے کر مریض کی زبان یا ہونٹوں کے اندرونی حصے پر لگائیں — تھوڑے تھوڑے وقفے سے۔

۲۔ ہائپریکم ۔ اگر آپ کسی پر تکلف پارٹی میں جا رہے ہوں۔ اور لوٹتے وقت میزبان سے مصافحہ کرتے ہوئے اپنی کار میں بیٹھ رہے ہوں اور بے خیالی میں آپ کی انگلی یا انگوٹھا کار کے دروازے میں آجائے۔ یا ناخن بری طرح زخمی ہو جائے۔ یا کچل جائے اور پارٹی کا سارا مزہ کرکرا ہو جائے۔ یا آپ کا بچہ کھیلتا ہوا دروازے کی دراز میں انگلی کو زخمی کرلے اور درد کی شدت سے بے حال ہو رہا ہو اس دوا کی ایک خوراک چند ہی سکنڈ بعد ہی درد سے نجات دلا دے گی۔ یہ دوا خاص طور سے ان حالتوں میں بھی مفید ہے۔ جبکہ زخم، کیل، کانٹا، پن وغیرہ چبھنے سے یا چوہے کے کاٹنے سے ہوا ہو۔ اور خصوصیت کے ساتھ اس وقت جبکہ زخم نسوں کے مرکز پر آیا ہو یعنی اگر انگلی میں زخم ہو لیکن اس کی جھنجھناہٹ اوپر ہاتھ اور بازو تک محسوس ہو رہی ہو۔ آپ خود ہی دیکھ لیں گے کہ اس دوا کی چند خوراکیں اور بہت ہی قلیل عرصے میں آپ کو بالکل آرام پہنچا دیں گی۔ یہ ہائپریکم کا کمال ہے اور ہومیوپیتھی دواؤں کی بالادستی اور افادیت دوسرے طریقۂ علاج پر۔

ایسا شخص جسے ٹیٹنس ہوگیا ہو اور ڈاکٹروں نے امید چھوڑ دی ہو، ممکن ہے یہ ہائپریکم ایسے مریض کو بھی موت کے شکنجے سے نکال لے۔ خوراک تیس یا دو سو قوت میں شدید حالتوں میں ہر پندرہ منٹ یا آدھے گھنٹے کے وقفے سے دی جائے، ورنہ ہر دو گھنٹے پر۔ کچھ ہی خوراکوں میں آرام ہوجائے گا۔

(۳) اگر تیز دھار چیز سے زخم آیا ہو تو سٹے فس اگریا مفید ہے۔ اگر خون کا اخراج زیادہ ہو رہا ہو تو ہیمامیلس دو سو قوت میں ساتھ دی جائے۔ ہر پندرہ منٹ یا دو گھنٹے کے وقفہ سے اور آرام ہل جانے کی صورت میں دوا بند کردی جائے۔ اگر مریض بہت بے چین ہے۔ اور اچھل کود کر رہا ہے۔ اور درد کی شدت سے نڈھال ہو جاتا ہو۔ لیکن کچھ دیر کے بعد پھر بے چین ہو کر یہاں وہاں گھومنے لگتا ہو۔ اور خون بند نہ ہو رہا ہو۔ تو (۴) ایکونائیٹ مفید ہے۔ اسے تیس قوت میں ہر آدھے گھنٹے سے تین چار خوراک میں آرام آجائے گا۔

(۵) کیلینڈولا۔ زخم خوردہ جگہ پر اس دوا کے مرہم سے پٹی کی جائے، یا اس کا مدر ٹنکچر چند قطرے تھوڑے سے نیم گرم پانی میں ملا کر زخم دھویا جائے۔ اس دوا سے زخم جلد بھر جاتا ہے اور خون بھی رک جاتا ہے۔ دانت نکلوانے کی وجہ سے مسوڑھا سوج گیا ہو۔ تب بھی اس دوا کو مدر ٹنکچر، اور ساتھ میں ہائپریکم کو بھی مدر ٹنکچر میں چند قطرے نیم گرم پانی میں ملا کر کلی کریں۔ بہت جلد فائدہ ہوگا۔

٦ لیڈم۔ بطور اینٹی سپٹک احتیاطاً استعمال ہوتی ہے اور جہاں کالے اور نیلے داغ جو کہ چوٹ کا نتیجہ ہو۔ خوراک دو سو قوت، اور دو یا تین خوراک دو سو قوت اور دو یا تین خوراک عموماً اسے آرنیکا کے ساتھ دیا جاتا ہے۔

جل جانا

آپ میں سے اکثر نے یہ ضرور دیکھا ہوگا کہ اگر کسی تجربہ کار باورچی کا ہاتھ جل جائے تو وہ اپنا جلا ہوا ہاتھ آگ کے قریب لے جاکر اسے سینکتا ہے۔ اس عمل سے اگرچہ اس کی تکلیف میں تھوڑا اضافہ ضرور ہوجاتا ہے۔ لیکن تھوڑی ہی دیر بعد اسے سکون مل جاتا ہے۔ کیونکہ درد اور جلن دونوں جاتے رہتے ہیں۔ اور یہ اس باورچی نے اپنے تجربے کی بنا پر سیکھا ہے اور اس بات کو وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ اس طرح جلے ہوئے ہاتھ کو آرام مل جاتا ہے۔ بہ الفاظ دیگر اس کا یہ عمل گویا علاج بالمثل یعنی ہومیوپیتھی کی ایک دلیل ہے۔

اسی طرح لاکھ کا سامان تیار کرنے والے کاریگر جب کام کے دوران گرم وارنش سے جل جاتے ہیں تو جلے ہوئے حصے پر اسپرٹ اور تارپین کا تیل لگا لیتے ہیں۔ اور اس طریقے سے وہ چند گھنٹوں میں ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ اس کے برخلاف اگر جلے ہوئے حصے پر ٹھنڈک پیدا کرنے والا کوئی مرہم لگائیں تو بہت جلد آبلا پڑ جاتا ہے اور پھر وہ زخم مہینوں اچھا نہیں ہوتا۔ یہی بات جلے ہوئے حصے کو فوراً ٹھنڈے پانی سے دھو لینے کی وجہ سے بھی پیدا ہوتی ہے بلکہ اس طرح سے تو حالت اور زیادہ بگڑ جاتی ہے۔

چنانچہ اگر معمولی سی جگہ جلی ہو تو عضو کو آگ کے قریب رکھیں اس طرح سے آبلے نہیں پڑیں گے اس کے برعکس جلے ہوئے عضو کو ہرگز ہرگز ٹھنڈے پانی میں یا دیگر ٹھنڈی اشیاء میں نہ ڈالیں۔ ورنہ آبلے پڑ جائیں گے۔ اور وہ زخم کئی دنوں بعد اچھا ہوگا۔ اگر جگہ زیادہ جلی ہوئی ہے تو آگ سے سینکنا بعض اوقات ممکن نہیں ہوتا۔ کیونکہ ہر جگہ پر برابر تپش نہیں پہنچائی جا سکتی اور بچوں کے سلسلے میں تو یہ عمل زیادہ ہی تکلیف دہ ہے۔ اس طرح سے اگر تمام جلد ہی جل چکی ہو یا چہرہ جل گیا ہو تو یہ عمل نہیں کیا جاسکتا۔ ایسی حالت میں مریض کو گرم کمبل اوڑھا دیں۔ اور گرم پانی پلائیں تاکہ جسم میں گرمی پیدا ہو۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل ہومیوپیتھک ادویات میں علامتوں کے اعتبار سے دوا کا انتخاب کریں۔ یہ دوائیں اسپتال میں داخل ان مایوس کن مریضوں کو بھی دی جاسکتی ہیں کہ جن کے زخم کافی عرصے بعد بھی مندمل نہیں ہو پائے ہوں اور جن کے اچھا ہونے کی کوئی امید نظر نہ آتی ہو ـــ

یاد رہے کہ اگر جسم کا زیادہ حصّہ جل جائے تو اکثر موت ہو جاتی ہے اور اس کا تجربہ اُن ڈاکٹروں کو بخوبی ہوگا جو جلے ہوئے مریضوں کے وارڈ میں کام کرتے ہیں۔

ایلوپیتھک طریقہ علاج میں جن ادویات کا استعمال ہوتا ہے ان میں اکثر خارجی استعمال کی دوائیں جیسے مرہم یا لوشن وغیرہ ہیں اس کے علاوہ اینٹی بائیٹک اور درد کش ادویات کی اچھی خاصی مقدار دی جاتی ہے۔ الٹراوائیلٹ شعاعیں اور دھوپ سے سینکائی بھی علاج کا ایک اہم حصّہ ہیں۔ نیز گلوکوز اور پلازمہ ٹرانزفیوزن کا استعمال ہوتا ہے۔ اور اس طرح مریض کو اچھا ہونے تک کافی عرصہ اسپتال میں رہنا پڑتا ہے۔

۱۔ **کینتھرس**۔ یہ بطور مجرّب استعمال کی جا سکتی ہے۔ فوری طور پر جلے ہوئے حصّے میں اس دوا کا استعمال کریں۔ اسے مدر ٹنکچر میں لیں۔ اور اس کے آٹھ دس قطرے آدھے گلاس پانی میں ڈالیں پھر اس پانی میں ایک ململ کا کپڑا یا روئی بھگا کر جلے ہوئے حصّہ پر لگائیں یا کپڑے کو تر کر کے زخم کے اوپر رکھ دیں۔ شدید ترین کیسوں میں بھی کامیابی سے استعمال کر سکتے ہیں۔

اس دوا کو دیگر قوتوں (پاور) میں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً تین ایکس ۳x یا تین ۳، چھ ایکس یا چھ اور تیس ۳۰ قوت۔ اگر آگ سے جلنے کی وجہ سے معمولی زخم آیا ہو یا گرم پانی و بھاپ سے جل گیا ہو۔ تو اس دوا کا فوری استعمال چھالا تک پڑنے نہیں دیتا یا آبلہ پڑ چکا ہے تو پھوٹنے سے پہلے ہی خشک ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر آبلہ پڑ چکا ہے اور اس میں پانی بھر چکا ہے تو ایک اسٹرلائنزڈ نیڈل (پہلے ہی سے گرم پانی میں اچھی طرح اُبالی ہوئی سوئی) سے اس چھالے کو پھوڑیں۔ اور پھر کینتھرس تین ایکس ٹنکچر کے چند قطرے پانی میں ڈال کر اس زخم کو دھوئیں اور کینتھرس مرہم یا کیلنڈولا مرہم سے ڈریسنگ کریں۔ ایلوپیتھک دوا سوفرامائیسین سے بھی ڈریسنگ کی جا سکتی ہے۔

اگر کافی جلا ہوا مریض کئی دنوں سے اسپتال میں زیر علاج ہے اور شاک میں ہے۔ جلے ہوئے حصّوں سے نکلنے والا زہریلا مواد اس کے گردوں کو متاثر کر چکا ہے۔ جس کی وجہ سے پیشاب کم آتا ہے۔ یا بہت زیادہ خلش کے ساتھ آتا ہے۔ سانس لینے میں دقت ہوتی ہے۔ کیونکہ پھیپھڑوں میں بھی سوجن آگئی ہے۔ اور یہ مریض آکسیجن گیس اور گلوکوز پر ٹکا ہوا ہے۔ ایسے مریض کو بھی کینتھرس کی چند خوراکیں موت کے شکنجے سے نکال لیں گی۔ خوراک تیس پاور میں چار سے چھ گولیاں صبح دوپہر شام دوا کا استعمال دو تین روز سے زیادہ نہ کیا جائے۔ بسا اوقات دوا کی دو خوراکوں سے ہی بہتری کے

آثار نمایاں ہوجاتے ہیں اور بہتری کے آثار نمایاں ہوتے ہی دوا کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔

اگر جسم کا بیشتر حصہ جل چکا ہو تو ایک ٹب پانی میں مدر ٹنکچر یا ۱۲ ایکس ٹنکچر پانی کی مناسبت سے ملائیں اور اس حصّہ کو پانی میں ڈبا کر رکھیں یا اس پانی سے نہلائیں ایسا روزانہ کریں اس عمل سے خراب سے خراب زخم بھی جلدی اچھے ہوجاتے ہیں۔

۲۔ **ایکونائیٹ** اگر جلنے کی وجہ سے بخار ہوگیا ہے تو اس کو ایکونائیٹ تیس کا استعمال کرائیں

۳۔ **کیمولا**:۔ اگر زیادہ جل جانے سے تشنج پیدا ہوجائے تو کیمولا پادر ۳۰ کا استعمال کریں

۴۔ **کلکیریا کارب**:۔ اگر جلنے کے بعد تمام ہاتھ پاؤں اور تمام جسم بہت سوج جائے تو اس دوا کا استعمال کریں۔

۵۔ **آرسنک البم** اگر جلے ہوئے حِصّے کو گرمی سے آرام آئے تو آرسنک مفید ہے۔ پادر ۳۰ اور صرف دو خوراک دوا۔

اگر زخم سے خراب بو آنے لگے اور ایسا محسوس ہو کہ وہ حِصّہ سڑ جائیگا ایسی حالت میں بھی آرسنک بہت مفید دوا ہوگی۔

۶۔ **سیکیل کار**۔ اگر جلے حِصّے میں گرمی سے تکلیف بڑھے تو دوا ہوگی سیکیل کار قوت ۳۰

۷۔ **کاسٹکم** اگر جلا ہوا زخم بہت پرانا ہو اور کسی طرح سے بھرتا نہ ہو تو کاسٹکم سے فائدہ ہوگا۔ پادر ۳۰ اور دو یا چار خوراک دوا۔

۸۔ **ہائپیریکم**۔ اگر انگلیوں میں ناخن کے پاس جلنے کا زخم آیا ہو۔ اور بہت ہی زیادہ تکلیف ہو، مریض اچھل کود کر رہا ہو اور بہت زیادہ چڑچڑا ہو یا بہت ہی ڈرپوک یا حساس ہو تو اس کے لئے دوا ہے ہائپیریکم۔ ہائپیریکم مدر ٹنکچر میں جلے ہوئے زخم پر قدرے پانی کے ساتھ ملا کر لگانے یا دھونے سے آرام آجاتا ہے۔ اگر درد بہت ہی زیادہ اوپر کی طرف نسوں کے ذریعہ کھنچ رہا ہو۔ اور مریض شدید درد میں مبتلا ہوگیا ہو۔ ٹھنڈی ہوا یا ٹھنڈے پانی میں رکھنے سے آرام آتا ہو تو بھی ہائپیریکم دوا ہے۔ ایسی صورت میں دوا کا استعمال اونچی قوت میں کرایا جائے مثلاً دوسو یا ایک ہزار (ایک ایم)

۹۔ اگر مریض شدید ہذیان کی سی کیفیت میں مبتلا ہوگیا ہو۔ تو اسے سٹرامونیم دیں۔ پادر ۳۰

۱۰۔ **کاربوویج**۔ اگر قوت حیات بالکل کمزور ہو چکی ہو تمام جسم ٹھنڈا ہو لیکن مریض اندر جلن

محسوس کرے تب کاربوویج سے فائدہ ہوگا۔ کاربوویج کے مریض کو پنکھے سے آرام ملتا ہے۔ اس دوا کو تیس اور دو سو قوت میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور چند روز تک اس کا استعمال کریں۔

۱۱۔ **ارٹیکایورنیس**۔ اگر جلے ہوئے حصے اور تمام جلد میں خراش دار کانٹوں کی سی چبھن یا درد کا احساس ہو اور بہت زیادہ شدت سے ہوتا ہو تو اس دوا سے فائدہ ہوگا۔ اسے مدر ٹنکچر میں لیں اور اس کے چند قطرے ایک کپ پانی میں ملا کر لگائیں یا ایک قطرہ ایک چمچ پانی کے ساتھ ملا کر پلائیں۔ دن میں تین مرتبہ

۱۲۔ **پیٹرولیم**۔ اگر جلے ہوئے حصے کے زخم کی جلد میں دراڑیں پڑ گئی ہوں۔ جن سے خون رستا ہو اور بہت ہی زیادہ سوزش اور تکلیف ہوتی ہو تو پٹرولیم سے فائدہ ہوگا پاور تیس

۱۳۔ **پیپرمنٹ آئل**۔ جلی ہوئی جگہ پر لگانے سے درد کو فوراً آرام آجاتا ہے۔

طبِ نبوی ؐ

اطبا کا یہ مشہور مقولہ ہے کہ پرہیز اور غذا
سے جب تک مرض کا دفاع ممکن ہو
اسمیں علاج بالادویہ کی طرف
توجہ نہ کرنی چاہیئے

موچ آنا

موچ آنے پر یا اس کے بعد اس حصہ کی مالش کرنا درست نہیں ہے اس طرح موچ کی جگہ زیادہ سوجن آجاتی ہے ۔ اور پھر اس کے ٹھیک ہونے میں اور زیادہ وقت لگتا ہے البتہ موچ والے حصے کو سینکنے سے آرام ہو جاتا ہے ۔ اس کے لئے ہلدی اور پیاز کی پلٹس بنا کر گرم گرم سینکنے سے تکلیف فوراً رفع ہو جاتی ہے ۔ اس کے بعد موچ والے حصہ کو کریپ بینڈیج یعنی تناؤ دار پٹی سے لپیٹ دینا چاہیئے اس طرح اس جوڑ کو آرام ملتا ہے اور پھر حرکت سے تکلیف میں اضافہ نہیں ہوتا ۔ بلاناغہ قریب دو ہفتے اس کے استعمال سے موچ کی تکلیف بالکل ہی جاتی رہتی ہے ۔ درد کش انگریزی ادویات کا استعمال دو چار روز تک تو مناسب ہے لیکن ان دواؤں کا مسلسل استعمال صحت کے لئے مضر ہے ۔

ہومیوپیتھک ادویات کی بالا دستی یہاں بھی تسلیم کرنا پڑے گی اگر مناسب دوا کا بر وقت استعمال کرا لیا جائے تو دو چار روز ہی میں وہ مریض اپنا کام کاج کرنے لگے گا ۔ علامتوں کے اعتبار سے دواؤں کی تشخیص آپ اس طرح کر سکتے ہیں ۔ مثلاً اگر سوزش اور سوجن پیدا ہونے سے پہلے کیس آپ کے پاس پہنچ جائے تو ٹھنڈے پانی میں آرنیکا مدر ٹنکچر کے چند قطرے ملائیں اور اس میں رومال تر کر کے موچ والے حصے میں رکھیں اور تھوڑی دیر کے بعد بدلتے رہیں لیکن اگر سوجن واقع ہو چکی ہے تب بجائے ٹھنڈے پانی کے گرم پانی میں آرنیکا ملائیں ۔

آرنیکا تمام قسم کی موچ میں پہلے نمبر کی دوا ہے ۔ خاص علامت سوجن اور نیل پڑ جانا ۔ اسے تیس نمبر کی گولیوں اور تیس طاقت میں چار چار گھنٹے کے وقفے سے کھلائیں ۔ چند خوراکوں میں آرام آجائے گا ۔ اگر ضرب شدید ہے تو دو سو قوت میں استعمال کریں ۔

اگر بوجھ اٹھانے سے موچ آئی ہو یا صبح بستر سے اٹھتے وقت کوئی حصہ لچک گیا ہو یا سرد اور مرطوب موسم کی وجہ سے درد میں اضافہ ہوا ہو تو رسٹاکس دیں طاقت ۳۰ ۔ اکثر اوقات موچ کے کیسوں میں آرنیکا کے بعد رسٹاکس کی ضرورت پڑتی ہے یا جہاں آرنیکا کام نہ کرے وہاں رسٹاکس دیں ۔ اسی طرح اگر شدید ضرب کی وجہ سے ہڈی کو چوٹ پہنچی ہو تو روٹا کا استعمال کریں ۔ طاقت ۳۰ ۔ اگر موچ کے بعد شدید بخار، شدید بےچینی اور ناقابل برداشت درد ہو تو ایکونائٹ سے فائدہ ہوگا ۔ طاقت ۳۰ اور ہر دو یا چار گھنٹے کے بعد ۔

آنکھ آنا ۔ آشوبِ چشم

بمبئی کے مجید خان صاحب نے سوال کیا تھا کہ آشوبِ چشم کا علاج بتائیں؟ دراصل یہ خان صاحب ہمارے دوست ہیں جو ایک مشہور فوٹوگرافر بھی ہیں بڑے ہی زبردست قسم کی فوٹوگرافی کرتے ہیں اکثر خود کو خطرے میں ڈالکر فنی بلندیوں کو چھو چکے ہیں۔ بمبئی ہائی کے اوپر ہوا میں اڑتے ہوئے ہیلی کاپٹر پر سے تقریباً لٹکتے ہوئے اپنے کیمرے کی آنکھ سے دریا کی لہریں گننا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ لیکن خان صاحب کے لئے یہ بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ ان کی اس عکاسی کے بہت بڑے بڑے اور خوبصورت نمونے بڑے سرکاری دفاتر میں قیمتی فریم کئے ہوئے بڑی احتیاط سے سجائے گئے ہیں۔ خان صاحب کی آنکھیں ہر وقت نئے زاویے تلاش کرتی رہتی ہیں غالباً یہی وجہ ہے کہ وہ اکثر آشوبِ چشم میں مبتلا رہتے تھے اس کے لئے کچھ مخصوص قسم کے آئی ڈراپ استعمال کرتے رہتے تھے ویسے بھی آشوبِ چشم کی یہ بیماری آجکل سردی زکام کی طرح آئے دن ہونے لگی ہے اس کا بہترین علاج تو وہ گھریلو علاج ہے جو اکثر دادی مائیں جانتی ہیں۔ یعنی تھوڑے سے نیم گرم پانی میں تھوڑا سا نمک ڈال کر آنکھوں کو سینکیں۔ اور زیادہ صحت بخش غذا کھائیں دو چار روز میں اپنے آپ اچھے ہو جائیں گے۔ یا کہ پھر گلاب کا عرق آنکھوں میں ڈالیں۔ چند قطرے صبح و شام کافی فائدہ ہوتا ہے۔ گلاب میں یہ خاصیت ہے کہ وہ دوں کے درد کو اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔

تازہ گلاب کا پھول اگر دونوں آنکھوں پر رکھ کر سویا جائے تو دوسرے روز صبح آنکھوں کی تمام سوزش جاتی رہے گی یہ بزرگوں کا بنایا ہوا نسخہ ہے۔

ہومیوپیتھک ادویات میں آنکھوں کی تازہ سوزش کے لئے پہلی دوا خاص طور سے اس وقت جبکہ سرد خشک ہوا لگنے سے آشوبِ چشم ہوا ہو۔ شدید بے چینی اس کی خاص الخاص علامت ہے۔ بعض اوقات ضرب لگنا یا آنکھ میں کچرا چلا جانا، یا آپریشن کے بعد پپوٹو کے نیچے

ریت کے ذرے معلوم ہونا یا آنکھ سے کچرا نکال دینے کے باوجود اس احساس کا باقی رہنا کہ وہ چیز ابھی نہیں نکلی ہے اور مریض بے چین رہتا ہے۔ ان جملہ صورتوں میں ایکونائٹ کی دو ایک خوراک سے ہی فوراً آرام آجاتا ہے۔ لیکن اگر بیرونی ضرب لگنے سے درد اور دکھن ہوئی ہے تو آرنیکا۔

آشوب چشم میں روشنی بالکل ناقابل برداشت ہو۔ آنکھیں بہت سرخ ہوں۔ طبیعت بوجھل ہو تو دوا ہے بیلاڈونا۔ اس دوا کی خاص علامت یہ ہے کہ سوزش ایکدم واقع ہوتی ہے۔ اس مرض میں ایک اہم دوا یوفریشیا ہے۔ یوفریشیا کی اہم علامات یہ ہیں کہ آنکھوں سے گاڑھا اور تیزابی پانی بکثرت اور لگاتار خارج ہوتا ہے جس کی وجہ سے گال چھلے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ عموماً آشوب چشم کے ساتھ نزلہ کی کیفیت بھی ہوتی ہے۔ ناک سے پتلا پانی بھی آتا ہے۔ یوفریشیا ہومیوپیتھک آئی ڈراپ میں بھی اکثر استعمال ہوتی ہے۔ آنکھوں میں اگر بہت زیادہ سوزش اور جلن ہو۔ جیسے کوئی کانٹے چبھو رہا ہو۔ پلکوں میں سوجن۔ روشنی بالکل برداشت نہ ہو۔ پیاس کم ہو تو دوا ہوگی ایپس۔ آشوب چشم کی وجہ سے آنکھوں میں کیچڑ بہتا ہو۔ سوزش ہو۔ آدھی رات کے بعد تکلیف زیادہ ہو۔ بے چینی ہو۔ پیاس زیادہ لگتی ہو تو اس مریض کے لئے دوا ہوگی — رہسٹاکس۔

آنکھوں سے اگر گندی رطوبت، پلکوں میں سوزش اور زخم کی وجہ سے ہو اور یہ رطوبت اتنی زیادہ ہو کر پانی کے حلقوں سے نظر بھی دھندلی پڑ جائے۔ ٹھنڈے پانی سے دھونے سے کسی قدر آرام آتا ہو۔ صبح سو کر اٹھنے کے وقت اس گندی رطوبت یا کیچڑ کی وجہ سے پلکیں تک نہ کھل سکیں تو ان صورتوں میں ارجنٹم نائٹریکم سے فائدہ ہوتا ہے۔ تمام دوائیں ۳۰ نمبر قوت میں استعمال کی جائیں۔ اور ۳۰ یا ۴۰ نمبر بلز۔ دو چار گولیاں ایک ساتھ منہ میں ڈالیں اور پیپرمنٹ گولیوں کی طرح چوس کر کھائیں۔ گولیوں کو ہاتھ نہ لگائیں۔ ہر دو چار گھنٹے سے ایک خوراک لیں۔ آرام ملنے کی صورت میں دوا بند کر دیں۔ اکثر دو تین خوراکوں میں ہی آرام مل جاتا ہے۔

آنکھوں کی پرانی سوزش کے لئے کلکیریا کارب، گریفائٹس۔ پلسٹیلا وغیرہ ہیں۔ جو اپنی

علامتوں کے اعتبار سے پہچانی جاسکتی ہیں۔ مثلاً خنازیری مزاج والے بچے جن کے گلے کے غدود بڑھے ہوں اور سر پر پسینہ آئے۔ آنکھ کے کیچڑ کی وجہ سے رات سوتے وقت پلکیں چپک جاتی ہوں تو کلکیریا کارب دھیان میں رکھیں۔ جبکہ گریفائٹس کے مریض میں کان کے پیچھے ایسی ابھاریں یا دراڑیں پڑجاتی ہیں۔ جن سے لیسدار چپک جانے والا مادہ نکلتا ہے۔ گریفائٹس کے مریض کو بلب کی روشنی قطعاً برداشت نہیں ہوتی۔ آنکھیں لیسدار مادّے کی وجہ سے بار۔بار چپک جاتی ہیں۔ پلسٹیلا کے مریض میں آنکھ میں کیچڑ زرد رنگ کا اور شام کے وقت تکلیف بڑھ جاتی ہے عموماً یہ دوا نرم مزاج والے مریضوں کی ہے۔

ایک قدرتی مرض دوسرے مشابہ قدرتی مرض کو اس وقت دور کرتا ہے جبکہ وہ اس سے زیادہ طاقتور ہو اور ایک ادویاتی مرض یعنی دواؤں کے ذریعے پیدا کی گئیں مصنوعی علامتیں اس قدرتی مرض کو اس وقت دور کرتی ہیں جب وہ اس سے زیادہ طاقتور ہوتی ہیں۔

(ڈاکٹر ہانی من)

بخار اور ہومیوپیتھی

عام خیال یہ ہے کہ بخار کے معاملے میں ہومیوپیتھی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے اس سلسلے میں کچھ روشنی ڈالنے سے پہلے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ بخار کے متعلق کچھ کہا جائے

ہمارے جسم کا درجۂ حرارت عام طور سے ۹۸.۶ ڈگری فارن ہیٹ کے قریب رہتا ہے۔ لیکن صبح وشام نیز کام اور آرام کے مختلف اوقات میں ایک ڈگری کے قریب کم یا زیادہ ہوجاتا ہے۔ یہ درجہ حرارت دراصل ایک قانون کے تحت چلتا ہے جس کا نظام دماغ کے ایک مخصوص حصہ کے سپرد ہوتا ہے جسے ہائپوتھیلیمس کہتے ہیں۔ بخار آنے یا جسمانی درجہ حرارت چڑھنے کی وجہ عموماً تعدیہ یعنی انفیکشن، الرجی چوٹ، ڈر، خوف، میٹا بولک سے ریلی، کولیپن یا وجع المفاصل وغیرہ بیماریاں ہوتی ہیں۔ آج یہ ثابت ہوچکا ہے کہ بخار کے رہنے سے جسمانی ساخت کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا الا یہ کہ بخار کی وجہ کسی مخصوص حصہ کا تعدیہ ہو۔ مثلاً دماغی بخار وغیرہ میں ۱۰۵ ڈگری فارن ہائٹ یا اس سے زائد بخار کچھ گھنٹوں برقرار رہتا ہے تو دماغ کے کچھ حصوں کے مفلوج ہوجانے کا خدشہ رہتا ہے۔

تعدیہ یا الرجی کے سبب جب بخار آتا ہے تو ہاتھ پاؤں یا کمر کے گوشت میں کپکپی آتی ہے جس کا مقصد گوشت کے خلیات کو آپس میں رگڑ کر حرارت پیدا کرنا ہوتا ہے اس دوران جلدی حصوں میں خون کا سیلان کم ہوجاتا ہے تاکہ بدن کی گرمی ضائع نہ ہوسکے اس دوران سردی لگنے سے مریض لحاف یا کمبل وغیرہ لپیٹ کر رکھتا ہے اس وجہ سے جسمانی حرارت محفوظ رہتی ہے۔ دراصل قدرتی قانون کا منشا بھی یہی رہتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ حرارت جسم کے اندر پیدا ہو تاکہ اس حرارت سے بخار کے اسباب کو ضائع کیا جاسکے۔ بخار کا زور جب ٹوٹتا ہے تو مریض کو گرمی لگنے لگتی ہے اور پسینہ نکل آتا ہے مریض لحاف وغیرہ الگ کردیتا ہے دوسرے لفظوں میں جسم اپنا مقصد پورا کرلینے کے بعد زائد حرارت خارج کردیتا ہے۔

ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم بخار کو بیماری سے کہیں زیادہ اہمیت دیتے ہیں اس لئے اگر کسی کو بخار آجائے تو اسے فوراً کم کرنے کی تدابیر کرتے ہیں۔ مختلف امراض سے بچنے کے لئے ڈاکٹر ٹیکے لگوانے کی تبلیغ کرتے ہیں لیکن ساتھ ہی بخار اتارنے کی ادویات کی فہرست بھی والدین کو دے

دیتے ہیں یا پھر کوئی پڑوسی نسخہ بتا دیتا ہے نیتجتہً اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت بننے کے عمل میں رکاوٹ ہوتی ہے کیونکہ بخار ہی یہ علامت ہے کہ جسم اس بیماری کے خلاف قوت بڑھانے میں منہمک ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ٹیکہ لگوانے کے بعد بھی بیماریاں اثر انداز ہوتی ہیں

حال ہی میں امریکہ کے تین ڈاکٹروں نے مشترکہ تجربات کئے پہلا تجربہ مچھلیوں کے ساتھ کیا گیا۔ مچھلیوں میں بخار کے اسباب پیدا کئے گئے پھر ان میں سے چند کو ٹھنڈے پانی میں چھوڑ دیا گیا۔ باقی کو نیم گرم پانی میں چھوڑ دیا گیا اس مشاہدے سے معلوم ہوا کہ جنہیں ٹھنڈے پانی میں چھوڑا گیا تھا وہ سب کی سب مردہ نکلیں۔ اس کے برعکس جنہیں نیم گرم پانی میں چھوڑا گیا تھا وہ زندہ تھیں۔ دوسرا تجربہ چھپکلیوں کے ساتھ کیا گیا ان میں بیماری کے اسباب پیدا کئے گئے اور بخار آنے کی صورت میں کچھ ایسے خانوں میں منتقل کیا گیا جن کا درجۂ حرارت سرد تھا اور کچھ کو ایسے خانوں میں رکھا گیا جو گرم تھے۔ بعد ازاں یہ دیکھا گیا کہ ٹھنڈے خانوں میں رکھی ہوئی بیشتر چھپکلیاں مردہ تھیں اور گرم خانوں میں زندہ تھیں۔ اسی طرح کے تجربے خرگوشوں کے ساتھ کئے گئے اور دیکھا گیا کہ جن کا بخار دواؤں کے ذریعہ اتارا گیا ان میں زیادہ تر مر گئے اور جنکو ایسے چھوڑ دیا گیا تھا ان میں بیشتر زندہ تھے۔

بابائے طب بقراط نے تقریباً ڈھائی تین ہزار سال پہلے یہ بات کہی تھی کہ بخار دراصل اسی حی و قیوم کی عنایت کردہ نعمت ہے جسے ہم خدا کہتے ہیں اس کے سبب سے بخار کے اسباب بخار کی گرمی سے پگھل جاتے ہیں اور جسم کے باقی اعضاء اپنے دشمن سے محفوظ رہتے ہیں۔ ۱۷ ویں صدی کا ایک انگریز طبیب ڈاکٹر تھامس سڈنہم جو ایلوپیتھی کا عظیم ستون مانا جاتا ہے بقراط کے انہیں الفاظ کو اس طرح دہراتا ہے کہ بخار دراصل اس بالا و برتر بادشاہ حقیقی کی طرف سے انسانوں کو دیا ہوا ایک انجن ہے جو اپنی آگ میں اپنے دشمن کو راکھ کر دیتا ہے اس طرح صحت بیماری پر فتحیاب ہو جاتی ہے۔

ماضی قریب میں کچھ ڈاکٹروں نے غالباً بقراط کے انہیں الفاظ کی روشنی میں کینسر اور ذیابطیس جیسی ہزار کن بیماریوں کے علاج کے لئے مریض میں بخار کے اسباب پیدا کر کے علاج کے نئے طریقے کی ایجاد کی ہے۔ اس سائنسی دریافت کی روشنی میں کیا یہ سوال نہیں اٹھتا کہ اگر آپ بخار میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو محض آرام کی خاطر آپ بخار کو ضائع کر دیں گے کیونکہ اسے کم کرنے کے طریقوں سے آپ اور آپ کے ڈاکٹر بخوبی واقف ہیں یا اس صورتحال سے اپنے طور پر نپٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عنایت کردہ جسمانی مشنری کو آزمائیں گے۔ پہلی صورت میں آپکو دوبارہ اس مرض میں لاحق ہونے کا اندیشہ برقرار رہے گا اور آپ کی صحت گرتی رہے گی جبکہ دوسری صورت میں آپ کا جسم بیماری کے خلاف اپنی

طاقت اور زیادہ مستحکم کرے گا۔

ایلوپیتھی کا سانحہ سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ چند مفاد پرست ڈاکٹروں اور ادویات بنانے والی کمپنیوں نے اس فن کو کاروباری شکل دے دی ہے اور ان بزرگوں کی محنتوں پر پانی پھیر دیا ہے جنھوں نے عوام کی زندگی کو بہتر بنانے اور بیماری سے پاک رکھنے کے لئے اپنی زندگیاں اپنے آپ پر تنگ کرلی تھیں۔ آج عالم یہ ہے کہ ایلوپیتھی کی دواؤں سے کھلواڑ کرنے والے نیم حکیم یا عطائی قسم کے معالجوں کی تعداد مریضوں کی تعداد سے کسی قدر زیادہ ہے۔

ہومیوپیتھی کا فلسفہ، قانون قدرت کی پیروی کرتا ہے۔ یہاں مرض کے اسباب پر پہلے ہی غور کرلیا جاتا ہے۔ بعد ازاں علامتوں کے ذریعہ پہچانا جاتا ہے کہ مریض کو کون سی دوا درکار ہے۔ لیکن یہ بھی درست ہے کہ اناڑی قسم کے یا نیم حکیم ہومیوپیتھی محض چند علامتوں کی بنیاد پر دوائیں تجویز کردیتے ہیں اس کا نتیجہ ایلوپیتھی کی طرح کچھ مدت کے لئے فائدہ کی شکل میں نظر تو آتا ہے لیکن مرض کی گرہ اور مضبوط ہوجاتی ہے۔ ایلوپیتھی میں بخار کو کم کرنے کے لئے میٹاسن، کروسن یا اسپرین جیسی دواؤں کا استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات پریڈنی سولون، یا ڈیکاڈران جیسی نقصان دہ دواؤں کا بھی سہارا لیا جاتا ہے۔ اکثر مریض اس دوران یا تو قدرتی طور پر اچھے ہوجاتے ہیں یا کہ مرض کوئی پیچیدہ شکل اختیار کرلیتا ہے۔ مثلاً بخار کے مسلسل دبائے جانے کی صورت میں اندرونی اعضاء متاثر ہوتے ہیں اور نمونیہ یا پولیو وغیرہ کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں اگر اس دوران بچہ کو ہومیوپیتھی کی دوا برائیونیا، انٹیم ٹارٹ یا پلسٹلا وغیرہ سیملیہ کے عین مطابق دی جائیں تو بچہ نمونیہ یا پولیو کی گرفت سے آزاد ہوجائے گا۔ اور اسے خسرہ یا چکن پوکس ظاہر ہوجائے گا۔ پھر رفتہ رفتہ قدرتی قوانین سے اس بچے کا بخار اور سردی زکام کی علامتیں کم ہوجائیں گی اور وہ مکمل صحت یاب ہوجائے گا۔

موسم کے رد و بدل کے ساتھ اگر اچانک سرد ہوائیں چلنے لگیں تو موسم کی اس اچانک تبدیلی سے جسم اثر انداز ہوتا ہے اور بہتوں کو بخار آجاتا ہے۔ ایسی صورت میں ہومیوپیتھی کی دوا ایکونائیٹ کافی ہے۔

اگر بادل گھر آئیں اور برسات شروع ہوگئی ہے تو سردی زکام کی علامتوں کے ساتھ بخار آجاتا ہے۔ ایسی صورت میں ڈلکامارا بڑی کارآمد ثابت ہوتی ہے۔ جولائی اگست کے مہینوں میں بارش ہونے اور دھوپ نکل آنے کی صورت میں دن و رات کا درجۂ حرارت یکلخت بدلتا ہے۔

اس سبب سے کئی لوگوں کو سردی زکام یا فلو وانفلوئنزا کی علامتیں ظاہر ہوتی ہیں ان مریضوں کے لئے ایلیم سیپا، یوفریشیہ، یا ای پٹوریم پرفولیٹم وغیرہ درکار ہوں گی۔ اس موسم میں مچھروں کی افزائش زیادہ ہو جانے سے ملیریائی بخار بھی ہوتے ہیں۔ اس کے لئے سیپیہ دامیکا وغیرہ کافی ہیں۔ اگر کونین کھا کھا کر مریض کی حالت بد سے بدتر ہو گئی ہے تو اسے ای پیکیک درکار ہوگی۔ غرض کہ جس قدر اسباب اسی قدر دوائیں کس کس کا ذکر کروں ہزاروں دوائیں ہیں جو کہ ہومیوپیتھی کے ذخیرہ میں محفوظ ہیں۔

تیز بخار کے ساتھ اکثر بچوں کو فٹ آتے ہیں اس کے علاوہ کچھ بیماریاں ایسی بھی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے فٹ آسکتے ہیں۔ مثلاً پولیو، چیکن پوکس انیکیفلائٹس مینن جائٹس، ملیریا والنفائیل گیسٹرو اینٹرائٹس وغیرہ ایلوپیتھی طریقۂ علاج میں اس طرح کے مریض کو اسپتال میں داخل کر دیا جاتا ہے مرض کی نوعیت معلوم کرنے کے لئے مختلف ٹسٹ کروائے جاتے ہیں اور ریڑھ کی ہڈیوں کے درمیان مخصوص جگہ سے دماغ کا پانی نکال کر ٹسٹ کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات شاک سے بچہ مر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بچے اس لئے نہیں پیدا کئے کہ انھیں اس طرح دردناک مراحل سے گزارا جائے۔ ہومیوپیتھی میں بے شمار دوائیں ہیں جو ایسے موقعوں پر صحیح طور پر کی جائیں۔ تو بیماری کے جنگل سے نکال سکتی ہیں مثال کے طور پر ایک کھیلتا ہوا بچہ اچانک بخار میں گرفتار ہو جاتا ہے اس کا بخار تیز ہو جاتا ہے۔ بچہ سست ہو جاتا ہے۔ اس کا سر جل رہا ہے۔ چہرہ سرخ ہو رہا ہے لیکن ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہیں۔ بخار کی تیزی جیسے جیسے بڑھتی ہے بچہ غفلت میں کچھ بولنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن بے ہوش ہو جاتا ہے۔ اس کا سر ایک طرف ڈھلک جاتا ہے۔ اسے جھٹکے آنے لگتے ہیں ایلوپیتھی میں ایسے موقع پر پیرال ڈی ہائیڈ کا انجکشن دیا جاتا ہے اور بخار کم کرنے کی تدابیر کی جاتی ہیں۔ بعد ازاں بخار کے اسباب پر غور کیا جاتا ہے۔ لیکن اس موقع پر ہومیوپیتھی کی دوا بیلاڈونا دی جائے تو بچہ چند ساعت بعد دوبارہ اپنے کھیل میں مصروف ہو جائے گا۔ ایک دوسرا بچہ ہے جسے بخار کی وجہ سے فٹ تو آ رہے ہیں۔ لیکن اس کا ذہن ہوشیار ہے اسے ٹھنڈ لگ رہی ہے۔ وہ کانپ رہا ہے۔ بہت چڑچڑا رہا ہے۔ غصہ میں چیختا چلاتا ہے۔ اس کا ہاضمہ بھی خراب ہے۔ فٹ کے دوران اس کا پیشاب خطا ہو گیا ہے۔ یہ کس دامیکا کا کیس ہے۔ ایک تیسرا بخار کی شدت سے دوچار ہے اس کا سر چکرا رہا ہے۔ اسے بہت گرمی لگ رہی ہے روتا چلاتا ہے۔ اس کے اعصاب جواب دے رہے ہیں اسے گھر اُٹھتا دکھائی دے رہا ہے۔ آنکھیں کھلی ہیں ذہنی شعور کم ہو گیا ہے غفلت

میں الٹی سیدھی باتیں کرتا ہے وہ خود نہیں سمجھ پا رہا ہے کہ اسے کیا ہوگیا ہے۔ زیادہ سوتا ہے لیکن سونے کے دوران بخار کی شدت اور تیز ہو جاتی ہے اسے فٹ آجاتے ہیں۔ آنکھوں کی پتلیوں میں بھی لرزہ ہے۔ الٹی اور قبض کی بھی شکایت ہے بخار ۱۰۶ یا ۱۰۷ ڈگری تک پہنچ گیا ہے لیکن جب بخار کم ہو جاتا ہے تو اسے سردی بھی لگتی ہے۔ دیگر جانچ اور ایکسرے وغیرہ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ اس بچے کو اینکیفلائیٹس یا دماغ کا ملیریا ہے۔ یہ بچہ موت کے زیادہ قریب ہے لیکن اسی بچہ کو ہومیوپیتھی کی دوا اوپیئم کی صرف ایک خوراک مل جائے گی تو انشاء اللہ بچہ دوسرے لمحہ ہی صحیح ہو جائے گا۔

اوپیئم یعنی افیون کے تعلق سے ایلوپیتھی کی معلومات بس اسی قدر ہیں کہ اسے درد کھانسی یا ڈائریا کی دواؤں میں استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن ہومیوپیتھی میں اس افیون کی روح سے اینکیفلائیٹس ایسی خطرناک بیماریوں کا بھی علاج کیا جا سکتا ہے۔ ہومیوپیتھی کی سبھی دوائیں مادے کی روحانی شکل ہوتی ہیں فساد زدہ علاقوں میں بخار کے مریض جن کے عزیز ان کی آنکھوں کے سامنے مارے گئے، تباہ و برباد ہو گئے ایسے مریضوں کو اگنیشیہ کی دوا دی جائے تو بخار کے علاوہ دوسری تکالیف سے بھی چھٹکارا پائیں گے۔

اپنی بیس سالہ طبی زندگی میں بخار کا ایک انوکھا اور اپنی نوعیت کا واحد کیس کا تذکرہ کروں گا۔ جسے میں نے ہومیوپیتھی کی دوا سے ٹھیک کیا تھا۔ یہ کیس ایک ۸۰ سالہ بوڑھی مریضہ کا تھا۔ اسے بخار تھا لیکن وہ ایک سمت ٹکٹکی باندھے مسلسل ہنسے جا رہی تھی۔ اسے دیواروں سے برسات ہوتی نظر آرہی تھی اور لحاف کے اندر چوہے اور بلیوں کی سرسراہٹ محسوس ہو رہی تھی۔ کچھ دن پہلے وہ اپنے ایک لڑکے کو لگاتار یاد کر رہی تھی جو کہ اس سے دور غیر ممالک میں تھا لوگوں نے سمجھا کہ بڑھیا کا دماغ چل گیا ہے اگر اسے بخار نہ ہوتا تو ڈاکٹر بلانے کی ضرورت بھی نہ سمجھی جاتی بڑھیا کے علاج کی ایک شکل تو یہ تھی کہ اسے دماغی سکون کے لئے کچھ دوائیں دی جاتیں اور بخار کا نسخہ لکھ دیا جاتا بعد ازاں بخار کے اسباب پر غور کیا جاتا لیکن میں نے ہومیوپیتھی کی ایک دوا کنابس انڈیکا کی علامتیں دیکھیں اور اس دوا کنابس انڈیکا یعنی بھنگ ۱۲ قوت کی دو خوراکیں دیں جس کے بعد مریضہ کا ذہن نارمل ہو گیا اور اس کا بخار بھی جاتا رہا۔ بعض لوگ ہومیوپیتھی کے نتائج سن کر ہنس دیتے ہیں اس پر یقین دہ [illegible] لاتے ہیں جو اس مرحلے سے گزرتے ہیں۔

اس ضمن میں عام اور روزمرہ کے بخاروں کا تذکرہ کیا جانا انتہائی ضروری ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایکونائٹ ہر بخار کے شروع میں دی جا سکتی ہے۔ اس دوا کی اہم علامات شدید بے چینی اور گھبراہٹ دماغی تشویش اور موت کا خوف اور شدید پیاس، بخار کی ابتدا اکثر سرد و خشک ہوا لگنے سے ہوتی ہے اس کے علاوہ دوسری ادویات کا ذکر مندرجہ ذیل ہے۔

جیلسیمیم:۔ اس دوا کو بخار کے شروع میں اکثر ضرورت پڑتی ہے اس کی اہم علامات سستی اور غنودگی ہیں اور اس کے مریض کو پیاس قطعی نہیں لگتی۔ اکثر بچوں میں اس کی علامات پائی جاتی ہیں۔

فیرم فاس بخار کے لئے اہم دوا ہے، اس کی خاص علامت ہے کہ نہ تو اس میں ایکونائٹ کی طرح اضطراب ہوتا ہے اور نہ ہی جیلسیمیم کی مانند غنودگی ہوتی ہے۔

بیلاڈونا۔ اس کی تصویر نہایت جلد پہچانی جا سکتی ہے اس کی اہم علامات یہ ہیں۔ کہ سر گرم۔ آنکھیں سرخ اور شدید دھڑکن، پاؤں ٹھنڈے یہ علامات اکثر بچوں اور پر خون افراد میں ملتی ہیں۔

برائیونا۔ یہ بھی روزمرہ کی دوا ہے اس کی خاص الخاص علامت یہ ہے کہ حرکت کرنے کو قطعی طبیعت نہیں چاہتی اور مریض یہ چاہتا ہے کہ اسے کوئی بھی اور کسی طرح بھی نہ چھیڑے کیونکہ وہ چپ پڑا رہنا چاہتا ہے اس مریض کو قبض کی شکایت رہتی ہے۔ اور اس کی زبان سفید رہتی ہے اور اسے حرکت کرنے سے انتہائی تکلیف ہوتی ہے۔ اور یہی علامت برائیونیا کے مریض کی خاص علامت ہے۔

رسٹاکس: یہ برائیونا کے بالکل اُلٹ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ برائیونا کا مریض جس قدر حرکت سے نفرت کرتا ہے اسی قدر راسٹاکس کا مریض حرکت سے آرام پاتا ہے لہذا اس کا مریض کروٹیں بدلتا رہتا ہے۔

مرک سال پسینہ کھل کر آتا چلا جائے لیکن بخار اور دیگر علامات کم ہونے کا نام نہ لیں اور منہ سے رال یعنی پانی بہتا ہو۔ اس کے برعکس پلسٹیلا کے مریض میں پیاس ندارد رہتا ہے اور اس کا منہ خشک رہتا ہے اور بخار عموماً شام کے وقت آتا ہے۔ اس کے علاوہ بخار کے لئے سیکڑوں دوائیں ہیں جو ذرا ذرا سے فرق سے بدل جاتی ہیں۔

بامبے فیور (انفلوئنزا)

انفلوئنزا کو بامبے فیور اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ مرض خاص طور سے بمبئی میں زیادہ ہوتا ہے بالخصوص ان لوگوں کو جو تازہ تازہ بمبئی آتے ہیں۔ یہ زیادہ تر بارش کے دنوں میں جولائی اگست کے مہینے میں ہوتا ہے کیونکہ بارش کی وجہ سے گندگی بڑھ جاتی ہے۔ پھر ویسے بھی بمبئی میں گندگی زیادہ ہی نظر آتی ہے۔ جابجا گٹر کے ڈھکن کھلے ہوتے ہیں۔ یا گندہ پانی سڑکوں پر بہتا رہتا ہے یا فٹ پاتھوں پر جما رہتا ہے۔ اس گندے پانی میں مچھر پیدا ہوتے ہیں۔ اور جب یہ مچھر کمزور جسم اور کمزور طبیعت والے اشخاص کو کاٹتے ہیں تو یہ زہریلا مادہ جو کہ انفلوئنزا کا سبب ہوتا ہے اُن کے خون میں سرایت کر جاتا ہے۔ بمبئی کے اکثر لوگ اس زہر کے عادی ہو چکے ہیں۔ اس لئے ان کو انفلوئنزا کا عارضہ لاحق نہیں ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص نیا بمبئی آتا ہے وہ اس کے شکنجے میں ضرور جکڑا جاتا ہے

انفلوئنزا کو ہڈی توڑ بخار بھی کہتے ہیں کیونکہ بخار کے دوران اکثر جوڑوں میں شدید درد ہوتا ہے انفلوئنزا کو کچھ لوگ فلو بھی کہتے ہیں۔ یہ ایک وبائی نزلہ ہے جو عام طور پر کمزور جسم اور کمزور طبیعت والے اشخاص کو ہوا کرتا ہے۔ اس کی تمام علامتیں عام زکام سے ملتی جلتی ہیں۔ البتہ فرق صرف اس قدر ہے کہ اس میں عام جسمانی کمزوری بہت زیادہ ہوتی ہے۔ کمر کا درد عام اعضاء میں درد اور اس کے ساتھ نزلہ زکام کی ساری علامات اسمیں پائی جاتی ہیں اس کا حملہ ایکدم واقع ہوتا ہے اور تمام بدن میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ چھینکیں آتی ہیں۔ کھانسی ہوتی ہے۔ اور تیز بخار ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مریض بہت زیادہ نقاہت محسوس کرتا ہے۔ علاج معالجے کے باوجود مریض کو پورے طور پر صحت مند ہونے کے لئے کم از کم ایک ہفتہ ضرور لگ جاتا ہے

ایلوپیتھک علاج میں درد اور زکام کش گولیوں کے علاوہ اینٹی بائٹک کا بھی استعمال ہوتا ہے لیکن ہومیوپیتھک علاج میں علامتوں کے اعتبار سے ایک وقت میں صرف ایک ہی دوا اور اگر دوا کا انتخاب صحیح ہو تو مریض دوسرے ہی روز صحت یاب ہو جاتا ہے ہم یہاں انھیں دواؤں کا تذکرہ کریں گے جیسے

جیلسیمیم : اس دوا کی خاص الخاص علامت یہ ہے کہ عام جسمانی نقاہت شروع سے غالب

ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ مریض کے پپوٹے بھی بھاری ہوتے ہیں اس لئے وہ زیادہ دیر کسی طرف نہیں دیکھ سکتا اور آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ اسے پیاس بالکل نہیں لگتی۔ دھوپ اور موسم گرما میں لگنے والی ٹوں میں اس کی علامتیں دیکھنے کو ملتی ہیں۔ بخار کے دوران بچے کو گرنے کا خوف لاحق رہتا ہے وہ جب اپنی ماں کی گود میں ہوتا ہے تو اسے زور سے پکڑے رہتا ہے۔ بخار کے ساتھ عموماً جاڑا بھی لگتا ہے اور جاڑا پیٹھ میں تیزی کے ساتھ لہر کی طرح اٹھتا ہے اس دوا میں خاص بات جو یاد رکھنے کی ہے کہ بخار یا جاڑے کے دوران مریض کو قطعی پیاس نہیں لگتی۔ اور حرکت کرنا بھی پسند نہیں کرتا۔

رہٹاکس اس کے مریضوں کے تمام جسم میں بہت زیادہ درد ہوتا ہے اور وہ کروٹ پر کروٹ بدلتا رہتا ہے کیونکہ اس طرح اسے قدرے آرام ملتا ہے رات کے وقت درد اور بھی زیادہ ہوتا ہے

یوپیٹوریم پرفولیٹم۔ اس دوا کی خاص الخاص علامت، جوڑوں میں شدید درد۔ ایسا محسوس ہو کہ جوڑ جوڑ ٹوٹ جائے گا اور ٹھنڈی لگ کر تیز بخار۔ مریضوں کو جاڑے کے آخر پر کڑوی قے ہوتی ہے۔ پانی پینے سے جاڑا بڑھتا ہے۔ لیکن جاڑے کے دوران بخار کی حالت میں مریض کو بہت زیادہ پیاس محسوس ہوتی ہے۔

ڈلکا مارا مرطوب موسم میں اگر انفلوئنزا ہوا ہو تو یہ دوا زیادہ مفید ہے۔

آرسنک البم اس دوا کی دو علامتیں بہت نمایاں ہیں۔ اول بار بار پیاس لگنا۔ لیکن مریض مشکل سے ایک آدھ گھونٹ ہی پانی پی سکتا ہے۔ دوئم بہت زیادہ گھبراہٹ اور بے چینی۔ اس دوا کا مریض کمزوری بہت زیادہ محسوس کرتا ہے لیکن اس کمزوری اور نقاہت کی حالت میں بھی حرکت کرتا ہے کیونکہ اسے گھبراہٹ ہوتی ہے اور یہ گھبراہٹ چھاتی اور دماغ میں پائی جاتی ہے۔

یوفریشیا۔ بخار کم لیکن نزلے کی کیفیت زیادہ۔ اور یہ نزلہ آنکھ اور ناک دونوں سے بہتا رہتا ہے۔ کثیر مقدار میں تیز سوزش پیدا کرنے والے آنسو۔ آنکھوں سے ہر وقت پانی بہے اور صبح کے وقت چپک جائے۔ آنکھوں کے کنارے متورم ہو جائیں۔ اور جلنے لگیں۔ صبح کے وقت کثیر تعداد میں بہنے والا نزلہ شدید کھانسی اور زیادہ بلغم کے ساتھ۔

دوائیں ۳۰ یا ۲۰۰ طاقتوں میں ہر چار گھنٹے کے بعد۔ دو چار خوراکوں میں ہی آرام مل جائے گا آرام مل جانے کی صورت میں دوا کا استعمال بند کر دیں اور پھر حسب ضرورت دوا دہرائیں۔

ملیریا

پچھلے بیس برسوں سے ہمارے ڈاکٹر صاحبان کا یہ عام خیال ہے کہ ملیریا پر قابو پالیا گیا ہے لہٰذا موسمی بخار اب جو ہوتا ہے اسے کسی اور نام سے منسوب کر دیا جاتا ہے۔ دوسری طرف یہ بات بھی صحیح ہے کہ اب اس موسمی بخار نے اپنی شکل یکسر بدل دی ہے اب وہ روائیتی قسم کا ملیریا دیکھنے میں نہیں آتا اور نہ ہی اب اس بخار کے مریضوں میں ملیریا کا کیڑا نظر آتا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ ڈاکٹر صاحبان یہ سوچنے پر حق بجانب ہیں کہ انھوں نے ملیریا پر فتح پالی ہے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ملیریا اب بھی موجود ہے البتہ اب یہ وبائی شکل میں نہیں ہوتا اور جو ہوتا ہے اس کی شکل روائتی ملیریا سے مختلف ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ اب اس کے مریضوں میں کونین اثر نہیں کرتی۔

کچھ روز قبل ناسک کے سولہ سالہ خالد نے بڑی پردرد تحریر میں ہمیں ایک خط لکھا تھا اس نے لکھا تھا کہ انکل میرے بین کی سیاہی کو میری ماں کے آنسو سمجھنا اس کا مسئلہ یہ تھا کہ گزشتہ بقرعید میں اس نے کھانے پینے کے معاملے میں بڑی بد احتیاطی کی تھی جس کے نتیجے میں اس کا پیٹ خراب ہو گیا تھا پھر اس کو جاڑا دے کر تیز بخار آگیا جس کے لئے اس نے کونین کی گولی کھائی اس روز تو بخار اتر گیا لیکن اس کے دو روز بعد پھر بخار آگیا اس نے پھر کونین کی گولی کھائی لیکن اس بار کونین سے بخار قابو میں نہ آیا بلکہ کھانسی بھی شروع ہو گئی اور کھانسی کے بعد خون آیا جس کے بعد انھیں اسپتال میں داخل ہونا پڑا۔ کئی مہینوں بعد کچھ ٹھیک ہوئے لیکن بخار نے پیچھا نہیں چھوڑا۔ ڈاکٹروں نے ہر طرح ملیریا ٹسٹ کیا لیکن رپورٹ سے کچھ بھی اندازہ نہیں لگا سکے انھیں اب بھی کونین کی گولیاں کھانی پڑتی ہیں۔ لیکن بخار اور دیگر علامتیں وقفے وقفے سے اب بھی ابھرتی ہیں اور تقریباً ایک سال سے زیادہ کا عرصہ گذر جانے کے بعد بھی ان کا یہ ملیریا ٹھیک نہ ہو سکا۔ اس سلسلے میں انھوں نے بمبئی اور پونا کے مشہور ڈاکٹروں سے بھی رابطہ قائم کیا لیکن کسی نے یہ نہیں بتایا کہ آخر ان کو ہوا کیا ہے۔

ایلوپیتھک علاج میں ملیریا کے لئے کونین کا استعمال عام ہے اور اس کونین کا اس قدر زیادہ استعمال ہوا ہے کہ ملیریا اپنی اصلی شکل میں پہچانا نہیں جاتا کیونکہ کونین کے استعمال

سے ملیریا کی علامتیں دب جاتی ہیں اس لئے اکثر مریض اسی کو اپنا مداوا سمجھنے لگتے ہیں۔ حالانکہ اگر مریض پر یہ حقیقت واضح ہو جائے کہ کونین کے ذریعہ مرض دبا دینے سے اسے کیا کیا کفارہ ادا کرنا پڑ سکتا ہے اور کتنے مختلف اقسام کے زندگی بھر قائم رہنے والے روگ حاصل ہوں گے تو وہ یقیناً کونین کے علاج کو پسند نہیں کرے گا۔ ماسٹر خالد کا کیس یہاں مثال کے طور پر پیش کیا گیا۔

خالد کی بیماری کی اصل حقیقت یہ ہے کہ سارا معاملہ کھانے پینے کی بداحتیاطی کی وجہ سے شروع ہوا اور جو بخار آیا اس کے لئے ملیریا کی دوائیں دی گئیں۔ جس کی وجہ سے مزید پیچیدگیاں بڑھیں۔ ان جملہ کیفیات کی روشنی میں خالد کے لئے اپیکاک نامی دوا تجویز کی گئی خالد اس دوا سے اچھا ہوا یا نہیں ہمیں اس کا علم نہیں لیکن ہم اپنے قارئین کو اس اپیکاک کا استعمال ضرور بتائیں گے تاکہ آپ خود اس حقیقت سے واقف ہو سکیں۔

یقین مانیئے آپ ملیریا بخار کے ہر کیس میں کامیاب ہوں گے۔ بشرطیکہ اس کیس میں اس دوا کی علامتیں ہوں۔

اپیکاک اس دوا کی اہم خصوصیات: کھانے پینے کی بداحتیاطی کی وجہ سے مرض کا آغاز۔ وقفے وقفے سے علامتوں کا ابھرنا اور سب سے بڑی اور اہم بات یہ کہ روایتی علاج یعنی ایلوپیتھی میں کونین کا غلط استعمال۔ کونین کے غلط استعمال سے پیچیدگیوں کا پیدا ہونا۔ اپی کاک کونین کا زبردست توڑ ہے۔ کونین کے بداثرت کو ضائع کرتی ہے اور ساتھ ہی بعض اوقات اسی دوا سے ملیریا ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اس کی اپنی خاص علامات مستقل متلی، قے اور زبان کا سفید ہو جانا۔

نیٹرم میور بخار کی تیزی میں شدید سر کا درد بخار میں پیاس زیادہ۔ جاڑا کا دورہ صبح دس بجے اور گیارہ بجے کے درمیان اور یہی اس کی چوٹی کی علامت ہے۔ پسینہ کے بعد تمام تکالیف میں آرام۔ اس دوا کے استعمال میں ایک خاص بات جو یاد رکھنے کی ہے کہ اس کو ہمیشہ دورہ گزر جانے کے بعد دیں ورنہ نقصان ہوگا۔

نکس وامیکا بخار کے دوران جسم سے ذرا بھی کپڑا ہٹانے سے سردی محسوس ہو اور یہی اس کی خاص علامت ہے۔ مریض کپڑا خوب اچھی طرح لپیٹ لپیٹنے کی کوشش کرتا ہے۔

جیلسیمیم بچوں میں اس دوا کی اکثر علامات ملتی ہیں۔ بچہ غنودگی کی حالت میں چپ چاپ پڑا رہتا ہے اور سردی سے اس قدر کانپتا ہے کہ اسے تھامنا پڑتا ہے دورے کا عارضہ قریب دوپہر کے آس پاس۔

آرسنک مرض کا دورہ ۱۲ اور ۲ بجے دن کے وقت یا رات اور ۲ بجے کے درمیان۔ بخار کے دوران انتہائی بے چینی۔ تھوڑی تھوڑی دیر سے پیاس۔ بخار کے بعد انتہائی کمزوری پرانے ملیریا کے کیسوں میں اکثر اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ اور اس وقت پیاس کی علامت تقریباً غائب ہو چکی ہوتی ہے۔ مریض انتہائی لاغری کی حالت میں ہوتا ہے۔ پاؤں کے اوپر یا آنکھوں کے نیچے سوجن پیدا ہو جاتی ہے۔

چائنا یعنی کونین اس دوا کی خاص علامت سردی شروع ہونے سے پہلے پیاس۔ لیکن جاڑہ جب شروع ہو جائے تو پیاس ختم۔ جاڑہ کے دوران یعنی دورے کے وقت بھی پیاس نہیں ہوتی۔ لیکن دورہ ختم ہوتے ہی پھر پیاس غائب۔ یعنی جونہی حرارت کا درجہ ختم ہونے لگتا ہے اور پسینہ کا درجہ شروع ہوتا ہے تو پھر شدید پیاس شروع ہو جاتی ہے۔ چائنا یعنی کونین کے بخار میں ملیریا کے تینوں درجے یعنی سردی۔ بخار اور پسینہ واضح طور پر نمایاں ہوتے ہیں اور ملیریا بخار پہلے وقتوں میں زیادہ تر اسی شکل کا ہوتا تھا لیکن کونین کے بیجا استعمال سے یہ علامتیں ضائع ہو گئیں اور ملیریا کی شکل بگڑ گئی اب ملیریا کی یہ واضح صورت شاذ و نادر ہی نظر آتی لہٰذا چائنا کی ضرورت اب نہیں پڑتی چونکہ اس طرح کا بخار اب نظر نہیں آتا اس لئے ایلوپیتھی ڈاکٹر اس مغالطے میں مبتلا ہیں کہ انھوں نے ملیریا پر قابو پا لیا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے اور یہ بات ہومیوپیتھی سے ثابت ہو چکی ہے کہ ملیریا اب بھی موجود ہے البتہ اب اس کی علامتیں الگ ہیں اور یہی وجہ ہے کہ اب کونین کام نہیں کرتی

یوپیٹوریم پرفولیٹم ہڈیوں میں شدید درد۔ لرزہ کے بعد صفراوی، یعنی کڑوی قے صبح کے وقت ان علامات میں تیزی۔

پلسٹیلہ شام چار بجے کے قریب بخار ہونا۔ پیاس بالکل نہیں۔ زبان سفید۔ عموماً معدہ کی خرابی سے بیمار پڑنا

رہسٹاکس جاڑا کے وقت کھانسی۔ بے آرامی، کروٹیں بدلتے رہنا۔ بخار کے دوران تپ اچھلنا

سردی زکام

اچھے اور قابل ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اگر سردی اور زکام کا علاج نہ کروایا جائے تو یہ مرض سات روز میں اچھا ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر علاج کروایا جائے تو اچھا ہونے میں ایک ہفتہ لگتا ہے۔ اب آپ خود سمجھ دار ہیں۔ رہا علاج کروانا یا نہ کروانا تو اس تعلق سے ہم اپنی رائے محفوظ رکھتے ہیں۔ البتہ اتنا ضرور بتلائے دیتے ہیں کہ جب ہم خود اس میں مبتلا ہوتے ہیں تو کوئی دوا نہیں کھاتے۔

اب آیئے ایک نظر ہومیوپیتھک ادویات پر بھی ڈال لی جائے کہ یہ کہاں تک پر اثر ہیں ۔ علامتوں کے اعتبار سے دوائیں ہم بتا دیتے ہیں باقی فیصلہ آپ خود کریں۔ جن دواؤں کا پہلے ذکر کروں گا وہ دوائیں خاص طور سے موسم سرما کے زکام میں مفید ہوتی ہیں۔ ہومیوپیتھی میں موسم کے اعتبار سے بھی دواؤں کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

۱۔ ایکونائیٹ۔ جب سرد اور خشک ہوا کے باعث یکایک زکام ہو جائے اور لرزہ کے ساتھ بخار ہو جائے۔ ناک میں خشکی یا جھنجھناہٹ کا احساس ہو اور قدرے بے چینی ہو۔ آنکھوں میں جلن اور سانسیں گرم ہوں۔ بار بار چھینک آتی ہو اور سر بھاری ہو اور زکام کے ساتھ کھانسی بھی ہو خوراک تیس قوت میں۔ ہر دو سے چار گھنٹے بعد اور تین سے چار خوراک بس۔ آپ ایک روز اور بعض اوقات ایک ہی خوراک میں اچھے ہو جائیں گے۔

۲۔ رومیکس۔ اگر سرد ہواؤں کی وجہ سے کھانسی ہوگئی ہو تو یہ دوا خاص اثر دار ہے۔ خوراک تیس قوت میں دن میں تین یا چار بار تا چار روز تک

۳۔ فیرم فاس جبکہ آناً فاناً علامات بہت شدید نہ ہوگئی ہوں اور کوئی تشویش بھی موجود نہ ہو۔ خوراک چھ ایکس ہر چار گھنٹے سے تین چار روز تک۔

۴۔ آرسینی کم موسم سرما کے زکام میں یہ دوا خاص مفید ہے جبکہ پتلا پانی نتھنوں سے گرتا ہو جس کی وجہ سے اوپر والا ہونٹ جلتا ہوا محسوس ہو۔ اور باوجود پانی گرنے کے بھی ناک بند ہو اور پیشانی میں دھیما دھیما درد ہوتا ہو۔ چھینکیں آتی ہوں اور روشنی سے نفرت ہو۔ خوراک تیس قوت میں۔ اور صرف دو خوراک، بارہ گھنٹے کے وقفہ سے دو خوراک سے زیادہ دوا نہ کھائیں

۵۔ **ایمونیم کارب**۔ ناک خشک لیکن بند ہو اور رات میں زیادہ پریشان کرتی ہو۔ یہاں تک کہ منہ کھول کر سانس لینی پڑتی ہو۔ تنفس میں بھی تنگی ہو اور ہر بار سردی کے موسم میں ایسا ہوتا ہو تو یہ دوا خاص ہے۔ خوراک تیس قوت میں دن میں دو یا تین بار اور ایک ہی روز دوا کا استعمال کیا جائے بعض اوقات علامتیں بڑھ سکتی ہیں۔ لیکن گھبرانے کی بات نہیں اپنے طور پر کم ہو جائیں گی۔

۶۔ **ہیپر سلف** اگر ٹھنڈی ہوا لگ کر یا ٹھنڈا پینے کے بعد ناک سے پانی بہتا ہو گلے اور حلق میں خلش ہو گویا چھڑیاں سی پھنسی ہوں اور نگلنے میں تکلیف ہوتی ہو۔ چھینک آتی ہو اوّل پانی جیسی رطوبت کا اخراج لیکن بعد ازاں گاڑھا اور پیلا اخراج ہوتا ہو۔ اور ہاتھ یا پیر لحاف سے نکالنے میں تکلیف زیادہ بڑھ جاتی ہو۔ خوراک تیس قوت میں ہر چار گھنٹے سے تین چار روز تک دوا کا استعمال کیا جائے۔

۷۔ **نکس وامیکا**۔ اگر ناک بند ہو اور بوجھ سا معلوم ہوتا ہو۔ نزلہ بالکل نہ گرتا ہو۔ سر بھی درد کرتا ہو گرم کرے میں تکلیف اور کھلی ہوا میں آرام معلوم ہوتا ہو۔ خوراک تیس قوت میں۔ چار چار گھنٹے پر تین سے چار خوراک

۸۔ **پلسیٹیلا** سونگھنے کی طاقت زائل، رطوبت گاڑھی اور بدبودار یعنی جب نزلہ پک گیا ہو۔ کان اور سر کے اطراف میں تیز درد ہو۔ سر بھاری اور کسی چیز کا ذائقہ نہ محسوس ہوتا ہو اور شام کے وقت طبیعت زیادہ بوجھل ہو جاتی ہو۔ لیکن کھلی ہوا میں زیادہ راحت محسوس ہو۔ خوراک تیس قوت میں دن میں تین مرتبہ تین چار روز تک۔

۹۔ **کاربوویج**۔ جب نزلہ رک گیا ہو۔ سر درد ہو چھینکیں آتی ہوں۔ پیٹ بھی خراب ہو۔ خوراک تیس قوت میں دن میں تین تین چار روز تک

۱۰۔ **ایلیم سیپا** زکام کی بہترین ادویات میں سے ایک ہے علامات حسب ذیل ہیں رطوبت بکثرت، پتلی اور تیز نکلتی ہو۔ اور ساتھ ہی ناک اور آنکھ میں جلن سی ہوتی ہو۔ آنکھیں سرخ ہوں اور روشنی برداشت نہ کر سکتی ہوں اور کنارے جلتے ہوں۔ نتھنوں سے پتلا پانی متواتر بہتا ہو جو کہ جلتا ہوا سا لگے۔ اور ساتھ ہی لگاتار چھینکیں آتی ہوں اس دوا کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ جب مریض کھلی ہوا میں جاتا ہے تو نزلہ بند ہو جاتا ہے لیکن جب کمرہ میں واپس آتا ہے تو پھر

نزلہ بہنا شروع ہو جاتا ہے۔ یہ دوا ابتدا میں دینا زیادہ مفید ہوتی ہے اور اگر نزلہ کے ساتھ گلا پھی کھانسی بھی ہو تو یہ اور بھی زیادہ موثر ہے۔

موسم سرما اور موسم گرما میں ہونے والے زکام کی دواؤں میں مندرجہ ذیل خاص ہیں۔

ڈلکامارا۔ یہ دوا اس موسم کی خاص دوا ہے کہ جب ایک دم گرمی سے سردی ہو جائے۔ تیز اور سرد مرطوب ہوائیں چلیں موسم بھیگا بھیگا ہو تو یہ دوا آپ کی اہم ساتھی ہے۔ ہر اس تکلیف کے لئے جو اس موسم میں پیدا ہوئی ہو۔ یا اس میں شدت اختیار ہو جائے۔

آپ میں سے بہت سے ایسے افراد ہوں گے جو سرد مرطوب ہوا لگنے سے بہت سی قسم کی زکامی، یا نزلاتی تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یا بلغمی و خنازیری مزاج والے وہ افراد جن کی طبیعت بے چین و چڑچڑی ہوتی ہے اور جنھیں بکثرت زرد رنگ کی بلغم پیدا ہوتی ہے، اور خارج ہوتی ہے۔ یہ دوا ایسے تمام افراد کے لئے بیحد مفید ہے۔

ایسے موسم میں سردی زکام کی وبا گویا عام ہو جاتی ہے۔ ایلوپیتھی میں ایسی بے شمار دوائیں ہیں جو ان نزلاتی تکلیف میں دی جاتی ہیں یہ مختلف کمپنیوں کی تیار کردہ الگ الگ دوائیں ہیں۔ اور سب کمپنیاں اپنا الگ الگ راگ الاپتی ہیں کہ ان کی دوا سب سے پر اثر ہے جبکہ حقیقتاً ہر کمپنی کا نسخہ تقریباً ایک سا ہوتا ہے۔ اور اس میں عموماً اہم تین دوائیں ہوتی ہیں۔ ایک جو نزلاتی رطوبت کے اخراج کو روکتی ہے۔ دوسرے خون میں شامل الرجی کو دفع کرتی ہے اور تیسری دوا، درد اور بخار کے لئے اس طرح گویا ہر علامت کے لئے الگ الگ دوا ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں علامتوں کو ضائع کر کے علاج کیا جاتا ہے۔ جب کہ ہومیوپیتھک علاج میں ان ہی علامتوں کے سہارے مرض کو ضائع کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہومیوپیتھک علاج کے بعد پھر ایسے ہی حالات میں مریض دوبارا بیمار نہیں پڑتا۔ آپ خود اپنے تئیں اس دوا کا ٹسٹ کر سکتے ہیں۔ اگر اس بھیگے ہوئے موسم میں آپ بیمار ہو گئے ہیں آپ کو اچانک سردی زکام ہو گیا ہے۔ ناک سے رطوبت کا اخراج زیادہ ہے۔ یا کہ چھوٹے بچوں کو یہ تکلیف ہو۔ اور اس کے ساتھ ڈائیریا بھی ہو گیا ہو — تو اس ڈلکامارا کی چند خوراکیں فوراً ان تمام تکالیف سے آرام پہنچا ئیں گی۔ آپ ان تمام باتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں اور ان کے مطابق ہی دوا کا استعمال کریں یقین مانیے کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔

ڈلکامارا کی تمام علامتیں سرد مرطوب موسم یا ایک دم گرمی سے سردی ہو جانے سے نمودار ہوتی ہیں یا ان میں تیزی آتی ہے۔ جب کہ گرم موسم میں حالت بہتر رہتی ہے۔ یعنی مریض ٹھنڈ لگنے سے بیمار ہوتا ہے، جبکہ موسم ایک دم گرم و خشک سے سرد و مرطوب ہو جائے۔ جنوب سے سرد ہوائیں چلیں موسم ابر آلود ہو اور بارش ہو جائے جب کہ دن گرم اور راتیں ٹھنڈی ہوں تو گرم سے سرد ہونے سے قولنج مثلاً سرد ہوا یا سرد پانی کے زیر اثر زبان اور جبڑے اکڑ جاتے ہیں۔ پیٹ میں اینٹھن جیسے ابھی دست آئے گا زرد رنگ کے پانی جیسے پتلے دست، ہر بار دست آنے سے پہلے پیٹ میں مروڑ یا سردی لگنے کے باعث آئی ہیچش۔ نزلے و زکام کی بیشتر علامتیں جن میں رطوبت بکثرت خارج ہوتی ہو۔ اور جو سرد مرطوب موسم کی وجہ سے ہوا ہو۔ یا سرد و مرطوب ہوا کے باعث غدود متورم ہوتے ہوں یا پرانا درد اُبھر آیا ہو۔ مثال کے طور پر سردی لگنے کے بعد گردن اکڑ جاتی ہے۔ گلا بگڑ جاتا ہے اس میں زخم بن جاتے ہیں زبان اور جبڑے بھی اکڑ جاتے ہیں۔ ہاتھ پاؤں میں اکڑن آ جاتی ہے۔ گلے کی سردی نیچے کی طرف بڑھتی ہے اور ہوا کی باریک نالیوں و پھیپھڑوں کو متاثر کرتی ہے اس کے نتیجے کے طور پر کھانسی آتی ہے اور خون ملی کف بھی بکثرت آ جاتی ہے مگر اسے تھوکنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کف آسانی سے خارج نہیں ہوتی۔ اس طرح ہوا کی نالیوں اور پھیپھڑوں کے مفلوج ہونے کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔

ان جملہ باتوں کے علاوہ اور بھی کئی باتیں ہیں جنھیں یاد رکھنا چاہیئے۔ اس کا اثر مثانہ پر بھی ہوتا ہے۔ سرد مرطوب موسم میں بار بار پیشاب آ رہا ہو۔ بچوں میں ٹھنڈے پانی میں ننگے پاؤں گھومنے سے خود بخود پیشاب نکل آئے۔

سردی سے پسینہ دب جانے پر سوجن یا فالج کا اثر ہو گیا ہو لیکن سب سے اہم اور خاص بات جو یاد رکھنے کی ہے وہ یہی کہ ڈلکامارا میں سرد مرطوب یعنی ابر آلود موسم میں تکالیف کا بڑھنا اور ان سب کیلئے یہ دوا بہت مفید ہے۔ ایک اور بات نوٹ کر لیں کہ سرد و نمدار موسم میں دمہ کی کیفیت پیدا کرنے کا رجحان ایک اور دوا میں بھی پایا جاتا ہے۔ جس کا ذکر دمہ کے علاج میں کیا جا چکا ہے اس دوا کا نام یاد کیجئے وہ ہے نیٹرم سلف۔ اس طرح اس موسم میں بلغمی کھانسی، دمہ اور چھاتی میں کف کی گھڑ گھڑاہٹ کے لئے ان دونوں دواؤں میں سے کسی ایک کو چننا پڑتا ہے۔ اور دونوں میں کیا فرق ہے وہ دمہ کے کالم میں نیٹرم سلف کے بارے میں پڑھ کر ذہن نشیں کر لیجئے۔

دوا کا استعمال تیس قوت میں اور تیس نمبر کی گولیوں میں کریں چار سے چھ خوراک، ایک خوراک میں ۲ گولیاں

سردی زکام ونزلاتی کیفیت میں اکثر وبیشتر جن دواؤں کا استعمال ہوتا ہے ان میں یوفریشیا بھی خاص دوا ہے۔ اہم علامت ناک سے نکلنے والی زکامی رطوبت، سادہ پانی جیسی، لیکن آنکھوں سے خارشدار۔

اس کے علاوہ نیٹرم میور بھی خاص دوا ہے۔ جبکہ ناک سے اور آنکھوں سے پانی اور زکام، شروع ہونے سے قبل چھینکیں آتی ہوں، بائیو کیمک ادویات میں فیرم فاس، کالی میور، اور نیٹرم میور کا مرکب مفید ہوتا ہے۔ موسم گرما میں زکام کے لئے خاص دوا جیلسیمیم ہے۔

شہر برہان پور کے مشہور ومعروف حکیم مولانا صدیق اپنے وقت کے طبیب حاذق تھے۔ آپ حکیم اجمل خان کے شاگرد تھے۔

ایک بار کا واقعہ ہے کہ آپ کے پاس ایک مریض آیا وہ بہت غریب تھا اُسے بخار تھا اور بخار کی وجہ یہ تھی کہ وہ رات بارش میں بھیگ گیا تھا۔ اس کے گھر کی چھت شکستہ تھی۔ لہٰذا بارش کا پانی نیچے ٹپکتا تھا اور چونکہ اس کے پاس ایک ہی قمیص تھی اس لئے وہ کپڑے نہیں بدل سکا۔

حکیم صاحب نے جو دوا اسے پینے کے لئے دی اور جس سے وہ بالکل اچھا ہو گیا وہ بارش ہی کا پانی تھا۔ یہ پانی برسات کے موسم میں نیساں کے مہینے میں ہونے والی برسات کا صاف وشفاف پانی ہوتا ہے۔ اکثر حکیم اور وید اسے جمع کر کے رکھتے ہیں۔ اس میں شفا ہے۔

وہ شخص بارش کے پانی میں بھیگنے کی وجہ سے بیمار ہوا تھا لیکن اسی بارش کے پانی نے اُسے اچھا بھی کر دیا۔

یہ ایک مثال ہے علاج بالمثل کی۔

کھانسی

کھانسی بذات خود کوئی مرض نہیں ہے بلکہ یہ کسی دیگر مرض کی علامت ہے۔ اگر کوئی مریض یہ کہے کہ مجھے کھانسی کے لئے کوئی ہومیوپیتھک دوائی بتائی جائے تو ہمارا جواب نہیں میں ہوگا۔ کیونکہ صرف ایک علامت پر کوئی دوا نہیں بتائی جا سکتی۔ آجکل ایلوپیتھک ادویات کی طرح ہومیوپیتھک دواؤں کے بھی کچھ کف سیرپ ملتے ہیں۔ لیکن اس طرح سیرپ کا استعمال کوئی ہومیوپیتھک علاج نہیں ہے۔ البتہ اگر مریض میں کھانسی کے ساتھ دیگر علامتیں بھی نمایاں ہوں تو آپ ان جملہ کیفیتوں کو دیکھتے ہوئے کسی مناسب دوا کا انتخاب کر سکتے ہیں جس کے بعد وہ مریض اس دوا کی ایک دو خوراک ہی سے اچھا ہو جائے گا۔ مثلاً اگر سرد خشک ہوا لگنے سے کھانسی کی شکایت پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ بخار بھی ہے۔ اور مریض میں بے چینی کی علامتیں پائی جاتی ہیں۔ اسے بار بار پیاس بھی محسوس ہوتی ہے تو دوا ہوگی ایکونائیٹ ایکونائیٹ کے مریض اکثر جاڑے کے موسم کی شروعات میں ملتے ہیں، جبکہ بیلاڈونا کی کھانسی میں ایکونائیٹ کی سی بے چینی نہیں ہوتی۔ بیلاڈونا کے مریض اکثر موٹے تازے بچے ہوتے ہیں اور کھانستے وقت ان کا چہرہ سرخ ہو جاتا ہے۔

اگر کھانسنے سے چھاتی اور سر میں درد ہوتا ہے۔ کھانسی خشک ہو۔ ساتھ میں قبض ہو — مریض کو پیاس زیادہ ہو۔ اور مزاج ترش ہو تو اس کے لئے دوا ہوگی برائیونیا۔ چڑچڑے مزاج والے مریضوں میں نکس وامیکا بھی اہم دوا ہے لیکن نکس وامیکا کی کھانسی صبح کے وقت زیادہ ہوتی ہے اور اکثر اس کی وجہ تمباکو نوشی ہوتی ہے کھانسنے سے اگر مریض کا تمام جسم پسینہ پسینہ ہو جائے تو مرک سال ذہن میں رکھنا چاہیئے۔

اگر سرد ہوا میں کھانسی زیادہ ہو اور یہ کھانسی ایکونائیٹ، بیلاڈونا کی طرح خشک ہو۔ بولنے سے کھانسی بڑھتی ہو۔ چھاتی کے اوپر حصے پر کھنچاؤ یا بوجھ سا محسوس ہوتا ہو یا کھانسی کے ساتھ خون آتا ہو تو فاسفورس دھیان میں رکھیں۔ سرد ہوا کی وجہ سے اگر خشک کھانسی ہوئی ہو اور مریض منہ اور سر کو ڈھانپ کر لیٹتا ہو تاکہ اس کو ہوا گرم ملے تو اس مریض کے لئے ریومیکس دوا ہے۔ ریومیکس کی کھانسی بھی بات کرنے سے زیادہ ہوتی ہے۔

خشک کھانسی اگر رات کو واقع ہوتی ہو یعنی اگر مریض لیٹنے کے بعد کھانسی کی وجہ سے اُٹھ کر بیٹھ جاتا ہو اور دوہرا ہو جاتا ہو (آگے کی طرف) تاکہ کھانس کھانس کر بلغم نکال سکے لیکن بلغم نہ نکال پاتا ہو۔ گلے میں یہ احساس کہ جیسے کوا بڑھ گیا ہے تو ہائیوسائمس ذہن میں رکھیں۔ ہائیوسائمس کی کھانسی اعصابی کھانسی ہوتی ہے۔ جس کا تعلق رات اور لیٹنے سے ہے۔ اگر نیند کے دوران کھانسی بڑھ جائے تو لیکیس کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ لیکن خشک کھانسی جو ٹھنڈا پانی پینے سے رک جائے یا کھانسنے کی وجہ سے ہر بار پیشاب خطا ہو جائے تو کاسٹیکم دوا ہو گی۔ یہ علامت پلسٹلا میں بھی ہوتی ہے۔ لیکن پلسٹیلا کی کھانسی میں عموماً بلغم خارج ہوتا ہے۔ خشک اور تشنجی کھانسی کے لئے میگنیشیا فاس بھی استعمال کرنا چاہیئے۔ اور گرم پانی کے ساتھ۔

اگر کھانسی کی وجہ سے بہت ہی زیادہ بے چینی ہو۔ یا کھانسی خشک ہو۔ مریض آدھی رات کے بعد لیٹ نہ سکے اٹھ کر بیٹھ جائے۔ سردی سے تکلیف اور جھاگ دار بلغم آتا ہو۔ بار بار پیاس لگتی ہو۔ لیکن پانی پینے سے کھانسی کا غلبہ زیادہ ہو جاتا ہو۔ تو آرسنک اہم دوا ہے لیکن اگر کھانستے وقت چھاتی میں بلغم کی وجہ سے آواز ہو اور کھانستے وقت متلی اور قے ہو جاتی ہو تو اپیکاک اہم دوا ہے۔

اپیکاک کی طرح اینٹم ٹارٹ بھی ایک اہم دوا ہے۔ اس میں بھی چھاتی میں بلغم کی وجہ سے بہت کھڑکھڑاہٹ ہوتی ہے مگر مریض بلغم خارج نہیں کر پاتا۔ عام طور پر یہ دوا مرض کی انتہا میں استعمال ہوتی ہے۔ یعنی کہ جب مریض برانکائیٹس یا نمونیہ میں مبتلا ہو چکا ہو ــــ بالخصوص اس وقت جبکہ قوت حیات ختم ہو چکی ہو اور مریض پھیپھڑوں کی نالیوں میں بلغم کی وجہ سے مر رہا ہے

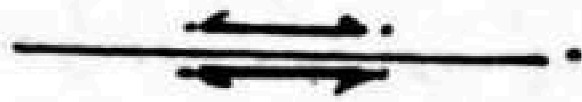
نمونیہ اور برانکائیٹس کے بعد رہ جانے والی خشک بلغمی کھانسی۔ کے لئے سینگو نیریا بھی ایک اہم دوا ہے۔ سینگو نیریا کی ایک اہم علامت یہ ہے کہ سانس کا بدبودار ہونا، گلے کا خشک رہنا اور کھانستے وقت چہرے کا لال ہو جانا۔ اگر کھانسنے کے ساتھ گاڑھا اور لیسدار بلغم جو کہ زرد رنگ کا ہوتا ہو اور بمشکل تمام تھوکا جا سکتا ہو۔ تھوکنے کے بعد دھاگے کی طرح لمبا ہو جاتا ہو تو کالی بائیکرومم ذہن رکھیں۔ کالی بائیکرومم کی اہم علامت یہ ہے کہ رات کو

کھانسی نہیں ہوتی۔

مرطوب موسم میں بھیگ جانے کی وجہ سے کھانسی آجاتی ہو۔ کھانسنے کی وجہ سے کافی مقدار میں بلغم خارج ہوتا ہو اور چھاتی میں بوجھ سا محسوس ہوتا ہو تو ڈلکا مارا سے یقیناً فائدہ ہوگا۔

اگر مریض بہت زیادہ سردی محسوس کرتا ہو۔ رات میں بستر میں سے ذرا سا ہاتھ باہر نکل جانے کی وجہ سے کھانسی شروع ہو جاتی ہو اور مریض بہت ہی زیادہ سردی محسوس کرتا ہو۔ تو ہیپر سلف ایک خاص اور اہم دوا ہے

اگر کھانسنے کی وجہ سے چھاتی میں بہت زیادہ کمزوری محسوس ہوتی ہو۔ کھانسنے کے بعد سبز رنگ کا بلغم خارج ہوتا ہو۔ اور جس کا ذائقہ میٹھا ہوتا ہو، یا ہنسنے کی وجہ سے کھانسی شروع ہو جاتی ہو تو سٹینم اہم دوا ہے۔



ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حکیم اجمل خان اپنے ملازم خاص کے ہمراہ گذر رہے تھے۔ ملازم بندوق لئے ہوئے تھا۔ ایک راہ گیر عورت کے چہرے پر کرب کے آثار تھے وہ حاملہ تھی، اور سر پہ پانی کا گھڑا اٹھائے ہوئے تھی حکیم صاحب نے اسے بغور دیکھا اور کہا کہ یہ عورت جلد مر جائے گی۔ وہ دونوں اس کے پیچھے ہو لئے گھر پہنچتے ہی وہ عورت گر کر بیہوش ہو گئی۔ اس کی نبض ساکت ہو گئی تھی۔

حکیم صاحب اس گھر کے اندر گئے۔ سب کو ہٹا دیا گیا اور ملازم سے کہا کہ بندوق داغ دے اس نے بندوق چلائی اور عورت جاگ اٹھی۔

بعض لوگ اسی دھماکہ سے بے ہوش ہو جاتے ہیں

کالی کھانسی

کالی کھانسی سے ہر خاص و عام واقف ہے۔ یہ بہت ہی زیادہ پریشانی کا باعث ہوتی ہے۔ ہومیوپیتھی یہاں بھی پیش پیش ہے۔ علامتوں کے اعتبار سے خاص خاص دواؤں کا ذکر مندرجہ ذیل ہے لیکن دواؤں کے استعمال میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

بیلاڈونا لال سرخ اور موٹے تازے بچوں کا کھانستے وقت چہرہ اور سرخ ہو جائے اور کھانسی خشک ہو تو قوت ۳۰، دن میں کئی بار چند یوم تک آرام ملنے کی صورت میں دوا کا وقفہ بڑھا دیا جائے۔

میگ فاس بائیوکیمک شکل میں مثلاً چھ ۶x ایکس یا بارہ ایکس میں نیم گرم پانی کے ساتھ بعض اوقات مجرّب کا کام کرتی ہے۔ ویسے اسے تیس قوت میں بھی استعمال کرایا جا سکتا ہے۔ بالخصوص اس وقت جبکہ کسی دیگر دوا کی علامات نمایاں نہ ہوں اور تشنج زیادہ نہ ہو۔

آرنیکا۔ جب کھانستے کھانستے نکسیر پھوٹ جائے یا آنکھوں میں خون اُتر جائے یا مریض خون تھوکے تو اس کا استعمال کریں۔ طاقت ۳۰ یا دو سو میں۔ ہر چار یا آٹھ گھنٹے سے دو چار روز تک۔

کیوپرم میٹلیکم جب کھانسی کے ساتھ شدید تشنج ہوتا ہو اور چہرہ نیلا پڑ جاتا ہو۔ ایک خوراک دوا دے کر انتظار کریں اور پھر حسب ضرورت دوا دہرائیں۔ دوا عموماً دورہ پڑنے کے بعد دہرائیں۔ ورنہ علامتوں میں ابھار ہو جائے گا۔

اگر ایک ہی خوراک سے آرام آگیا ہے تو دوا نہ دہرائی جائے

طاقت دو سو قوت میں

میفائیٹس تشنجی علامات بہت زیادہ ہوں۔ بچہ مشکل سے سانس اندر لیتا اور باہر نکالتا ہے۔ اور دورے رات میں زیادہ پڑتے ہوں۔ دم گھٹنے کی سی کھانسی۔ بات کرتے وقت بھی کھانسی کا غلبہ طاقت ۳۰ میں اور بار بار دہرائی جائے۔ اس کے مریض کو ایک عجیب و غریب خواہش ہوتی ہے اور وہ یہ کہ برف جیسے سرد پانی سے نہانا چاہتا ہے۔

اپی کاک کھانسنے سے شدید متلی اور قے اور چھاتی میں بلغم جما ہو۔ لیکن نکلتا کچھ بھی نہیں ہے۔ قوت ۳۰ یا ۲۰۰۔

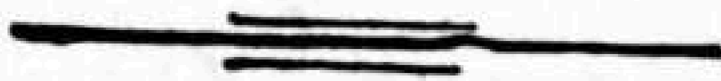
کالی بیچ — لمبا لیس دار بلغم جس کا رنگ عموماً زرد ہوتا ہے اور کھانسنے سے بمشکل تمام نکلتا ہے۔ طاقت ۳۰

کاکس کیکٹائی — اتنا لمبا اور لیسدار۔ بالکل رسی کی طرح بلغم خارج ہوتا ہے اور کھانسی کے بعد بمشکل تمام الٹی کے ذریعے باہر آتا ہے۔ دورے عموماً صبح اٹھتے وقت یا منہ دھوتے وقت ہوتے ہیں۔ طاقت ۳۰ میں استعمال کریں۔

ڈروسیرا عموماً رات ۱۲ بجے شدید دورے پڑتے ہیں۔ بچہ چیختا ہے۔ کالی کھانسی کی بہت اہم دوا ہے۔ لیکن اسی قدر احتیاط سے استعمال کرائی جائے۔ ایک خوراک دوا دے کر انتظار کریں۔ اور اکثر اوقات صرف ایک ہی خوراک سے بچہ اچھا ہو جائے گا۔

طاقت ۳۰ یا ۲۰۰

کرولیم رو برم اس قدر شدید تشنجی علامات ہوتی ہیں کہ چہرے کا رنگ سیاہ ہو جاتا ہے۔
طاقت ۳۰



نمونیہ

اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ نمونیہ کے لئے ہومیوپیتھک علاج پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیے جبکہ میرا تجربہ یہ ہے کہ ہومیوپیتھک علاج سے بہت جلد اور آسانی کے ساتھ اس مرض پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ مریض اتنی تیزی کے ساتھ روبصحت ہوتا ہے کہ یہ یقین کرنا مشکل ہوتا ہے کہ دراصل اسے نمونیہ تھا۔ البتہ یہ بات ضرور ہے کہ دوا کا انتخاب علامات کے عین مطابق کیا گیا ہو۔ جیسے اگر سرد خشک ہوا لگنے سے تیز بخار چڑھا ہو۔ کھانسی خشک ہو اور سینے میں درد ہو، کھانسنے سے شدید بے چینی اور بے آرامی ہو۔ مریض کو موت کا خوف سوار ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنی موت کا وقت بتلائے تو دوا ہوگی ایکونائیٹ، ایکونائیٹ کے مریض کو پیاس بھی شدید ہوتی ہے۔ ایکونائیٹ کی یہ علامات عام طور پر نمونیہ کی ابتدا میں پائی جاتی ہیں یعنی اس وقت جبکہ بلغم بننا شروع نہ ہوا ہو۔ اگر بلغم بننا شروع ہو چکا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ پھیپھڑوں میں سوجن کے بعد رطوبت بننا شروع ہو گئی ہے۔

نمونیہ کے پہلے درجے میں ایکونائیٹ کی طرح فیرم فاس اہم دوا ہے۔ لیکن فیرم فاس کی علامات اس قدر شدید نہیں ہوتیں جتنی کہ ایکونائیٹ میں ہوتی ہیں۔

ایکونائیٹ خون اور بھرے جسم والے اور ہٹے کٹے لوگوں کی دوا ہے لیکن فیرم فاس خاص طور پر بوڑھے اور کمزور لوگوں کے نمونیہ کی دوا ہے۔ فیرم فاس کا استعمال بایوکیمک یعنی ×6 میں کیا جاتا ہے۔ بایوکیمک میں نمونیہ کے دوسرے درجے کی دوا کالی میور بھی ہے۔ کالی میور کی خاص علامات سوزش کے بعد لعاب دار بلغمی مادّہ پیدا ہونا شروع ہو جائے زبان سفید ہو اور سفید رنگ کا لیس دار بلغم خارج ہو، لیکن اگر پیلے رنگ کا بلغم خارج ہونا شروع ہو جائے تو کالی میور کی جگہ کالی سلف کا استعمال کرائیں اس طرح بایوکیمک تین دوائیں ہیں یعنی پہلی اسٹیج کے لئے۔ فیرم فاس، دوسری اسٹیج کے لئے کالی میور اور تیسری اسٹیج کے لئے کالی سلف، اکثر و بیشتر ان تین دواؤں ہی سے نمونیہ کا علاج مکمل ہو جاتا ہے۔

اگر ایکونائٹ اور فیرم فاس کی علامتوں سے مریض گزر چکا ہو تو اکثر کیس برائیونا میں جاتا ہے

برائیونا کی خاص علامات تین ہیں (۱) عموماً دائیں پھیپھڑے کا نمونیہ (۲) حرکت سے تکلیف میں اضافہ (۳) دائیں طرف یعنی درد والی جانب لیٹنے سے درد اور کھانسی میں آرام

برائیونا کی دیگر علامتوں میں زیادہ پیاس - ایک وقت میں کافی پانی پیتا ہے۔ چبھن دار درد اور پھیپھڑوں کی جھلی میں پانی بھر جانا۔ قبض، منہ خشک ہونا وغیرہ۔ خوراک ایکونائیٹ اور برائیونیا کا استعمال ۳۰ قوت میں کریں۔

نمونیہ کے کیسوں میں برائیونیا کی مددگار دوا فاسفورس ہے اور اکثر برائیونیا کے بعد استعمال ہوتی ہے اس کی خاص علامت زنگ کی طرح کا بلغم اور سینے کے اوپری حصے پر بوجھ کا ہونا فاسفورس کی نمایاں علامات، تیز بخار، اور برف کی طرح ٹھنڈے پانی کی پیاس۔

اکثر ہومیوپیتھ برائیونیا اور فاسفورس کا استعمال باری باری کرتے ہیں اور ایکونائیٹ کے بعد ان دونوں دواؤں پر ہی بھروسہ کرتے ہیں اور یہ حقیقت ہے کہ اکثر کیس ان کی زد میں آتے ہیں اور مریض اچھے ہو جاتے ہیں لیکن یہ بات اچھی طرح ذہن نشیں کر لینے کی ہے کہ ہومیوپیتھی میں اندھا دھند دواؤں کا استعمال کسی طرح بھی جائز نہیں ہے وہ دوا اس وقت ہی استعمال کرائی جائے جبکہ علامات اس دوا کی طلب کریں۔ یہی صحیح طریقہ ہے اور اس کے بعد ہی مکمل شفا ممکن ہے۔

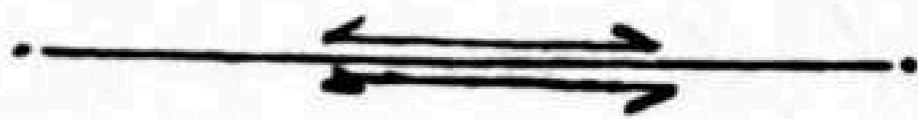
ایکونائیٹ، برائیونیا اور فاسفورس کے بعد انیٹی مونیم ٹارٹ ایک خاص دوا ہے۔ اس دوا کا استعمال مرض کے زور کے گھٹنے پر اکثر ہوتا ہے۔ چھاتی بلغم سے بھری ہوتی ہے اور کافی کھڑکھڑاہٹ کی آواز پیدا ہوتی ہے۔ مریض کھانستا ہے اور اس کو یہ محسوس ہوتا ہے کہ بلغم ضرور خارج ہوگا - لیکن گھڑگھڑاہٹ کی آواز ہی ہوتی ہے۔ بلغم خارج نہیں ہوتا۔ ایسی علامات کمزور بچوں اور بوڑھوں میں پائی جاتی ہیں جو بلغم خارج کرنے کی سکت ہی نہیں رکھتے صبح کے وقت سانس کی تنگی زیادہ ہوتی ہے اور سانس لینے کے لئے مریض کو اٹھ کر بیٹھنا پڑتا ہے۔

جب ایکونائیٹ، برائیونیا وغیرہ استعمال کی جا چکی ہوں اور مریض کی حالت میں بہتری نہ آتی ہو باوجودیکہ وہ دوائیں علامتوں کے اعتبار سے استعمال کرائی جا چکی ہوں لیکن مریض

کی طبیعت ردِعمل ہی پیدا نہیں کرتی۔ پھیپھڑوں کا ورم سخت ہو جاتا ہے۔ مریض کے تمام جسم پر پسینے آتے ہیں۔ بمشکل ہی سانس لے پاتا ہے۔ بدن پر گرمی کی لہریں چلتی ہیں۔ ایسی حالت میں سلفر کا استعمال کریں۔ سلفر کی ایک خوراک کیس کو سنبھال لیتی ہے۔ اور پہلے دی گئی دواؤں کے اثر کو مکمل کر دیتی ہے۔ عموماً مرض کے آخری درجوں میں جبکہ انتہائی نقاہت ہو چکی ہو لیکن پھر بھی مریض بے چین ہو اور سر کو ادھر اُدھر مارتا ہو لیکن دیگر جسم کو حرکت دینے کی سکت نہ ہو تو آرسنک کا استعمال کریں۔ آرسنک کی ایک خوراک سے ردِعمل کی تازہ قوت پیدا ہو جائے گی۔ لیکن چونکہ یہ دوا نمونیہ کے ورم کو تحلیل نہیں کر سکتی اس لئے جب آرسنک سے قوتِ حیات پیدا ہو جائے تو حسبِ علامات سلفر یا فاسفورس فوراً استعمال کریں۔ آرسنک پر ہرگز تکیہ نہ کریں۔ (ڈاکٹر کینٹ کا ارشاد)

اس کے علاوہ ایک اور دوا ہے چیلیڈونیم۔ اس کی علامات بالکل برائیونیا کی مانند ہیں۔ یعنی دائیں جانب کا نمونیہ اور حرکت سے شدید تکلیف وغیرہ لیکن دو علامات خاص ہیں جو برائیونیا سے الگ ہیں۔ اوّل دائیں جانب شانہ کی ہڈی کے کونے میں چبھن دار درد اور دوسری نمونیہ کے ساتھ یرقانی کیفیت۔

نمونیہ کے آخری درجے میں لائیکوپوڈیم کا استعمال بھی بعض اوقات ہوتا ہے اس کی خاص علامت یہ ہے کہ سانس لینے کی کوشش میں ناک کے نتھنے پھڑپھڑائیں کیونکہ سانس بہت مشکل سے آتا ہے۔ اور درد کی وجہ سے مریض کی پیشانی پر بل پڑ جاتے ہیں۔



دمہ

دمہ کے مروجہ علاج کی ناکامی کو دیکھتے ہوئے کسی نے ٹھیک ہی کہا ہے کہ دمّہ دم کے ساتھ جاتا ہے۔ جدید دوائیں محض اذیت کم کرسکتی ہیں۔ اس سے بہتر تو پرانے اطبا اس مرض کا علاج جانتے تھے۔ پرانے حکیم اور وید۔ مدار، اڑوسہ، مُولیٹھی، کاکڑا سنگھی اور دھتورہ ایسی بے کار اشیاء سے بھی دَمہ کا کامیاب علاج کیا کرتے تھے۔ مغربی طرز پر تیار کردہ جدید انہیلر دراصل پرانے طریقہ علاج کی نقل ہے۔ پرانے اطبا دمہ کے مریضوں کو چلم میں اڑوسہ کے پتے رکھ کر کش لگانے کو کہتے اور چلم کے ایک کش سے ہی دمہ کا زور ختم ہو جاتا تھا۔

مکمل طور سے اس مرض سے چھٹکارا پانے کے لئے ہومیوپیتھی علاج پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے لیکن ایسی ہومیوپیتھی سے پرہیز کریں جس طرح کا علاج بعض ہومیوپیتھ بتا دیتے ہیں کہ فلاں دوا چار ماہ تک کھائیں۔ اس طرح گویا ہومیوپیتھک دوا تو دی جا رہی ہے لیکن طریقہ ایلوپیتھی کا اپنایا جا رہا ہے۔ ایسے معالج مریض اور ہومیوپیتھی دونوں کے دشمن ہیں۔

ہومیوپیتھی میں کسی بھی مرض کے لئے کوئی مخصوص یا مجرّب نسخہ نہیں ہوتا۔ بلکہ مجرب علامت ہوتی ہے اور اس لحاظ سے ہر وہ دوا اہم ہے جس میں مریض کی وہ علامت پائی جائے اور اس کے بعد ہی وہ دوا بھی اثر کرتی ہے۔

گزشتہ ہفتہ کی بات ہے ہماری ملازمہ کے بھائی کا بچہ عمر کوئی سات ماہ بیمار ہوگیا۔ صبح صبح وہ اس بچے کو لے کر آئی۔ بچے کی حالت بہت خراب تھی اس کا چہرہ بالکل زرد پڑ چکا تھا۔ منہ سے جھاگ آرہا تھا اور اس کا دم گھٹ رہا تھا ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گلے میں بہت سا بلغم جمع ہوگیا ہے وہ الٹی کرنے کی کوشش کرتا تھا لیکن بلغم نکل نہیں پا رہا تھا اور سانس کی نالی بالکل تنگ ہو چکی تھی۔ پسلیاں اندر کی جانب دھنس رہی تھیں غرض یہ کہ ان جملہ صورتوں نے مل کر اس کی حالت بہت تشویشناک کردی تھی۔ مجھے مطب جانے کی جلدی تھی، پہلے خیال آیا کہ اس سے کہوں کہ فوراً اسپتال لے جائے لیکن بیگم کی طرف دیکھا تو یہ اندازہ ہوا کہ ان کی خاموش نگاہیں یہ پوچھ رہی ہوں کہ آپ کس مرض کی دوا ہیں اور کیا آپ کی ہومیوپیتھی ایسے مریض کے لئے کچھ نہیں کرسکتی۔؟

اخباروں میں تو بہت ڈینگیں مارتے ہو۔

اس خیال نے فوراً ہی مجھے اپنا فرض یاد دلایا۔ تمام حالات پر غور کرنے کے بعد ایک دوا کا خیال آیا۔ بیگم کو اس دوا کا نام بتایا انھوں نے جلدی سے اُس کی شیشی نکالی اور اس دوا کی ایک ننھی سی گولی مسل کر اس ننھے سے بچے کی زبان کے نیچے رکھ دی۔ دس منٹ کے اندر ہی اندر اس کے منھ سے جھاگ کا آنا بند ہوگیا۔ اس کی سانس میں بھی بہتری آگئی۔ جو بچہ ہاتھ پیر ڈال چکا تھا۔ یہاں تک کہ نظریں گھما کر نہیں دیکھ سکتا تھا اور جان کنی کی حالت کو پہنچ چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اسی کے مرجھائے ہوئے چہرہ پر زندگی کے آثار نمایاں ہونے لگے۔ اور آدھے گھنٹہ بعد وہ بالکل اچھا ہوگیا اور میں اپنے مطلب صرف بیس منٹ لیٹ پہنچا۔

ایلوپیتھک طریقۂ علاج سے اس وقت اس بچے کے لئے جو علاج تھا وہ یہ تھا کہ فوراً ایسپریٹر مشین سے اس کے گلے میں پھنسا ہوا بلغم نکالا جاتا پھر اسے جان کنی کی حالت سے نکالنے کے انجکشن دئے جاتے۔ سانس کو بحال کرنے کے لئے تدبیریں کی جاتیں اور انفکشن کو کنٹرول کرنے کے لئے اینٹی بائٹک کا طویل کورس کیا جاتا۔ کیونکہ یہ بچہ برانیکائٹس کی زد میں آچکا تھا۔ غرضیکہ ہر مسئلے کے لئے الگ دوا دی جاتی اور یہ بچہ کئی دنوں بعد صحت یاب ہوتا۔ لیکن ہومیوپیتھی کی اس دوا نے آدھے گھنٹے کے اندر اسے موت کے شکنجے سے نکال لیا۔ ہومیوپیتھی کی اس دوا کا نام اپی کاک ہے اسے تیس قوت میں دیا گیا اور دو دو گھنٹہ کے وقفہ سے اسے کل تین خوراکیں دی گئیں۔ دو روز بعد اس بچے کو سلفر دو سو قوت میں صرف ایک خوراک دیا گیا تاکہ بیماری کے اصل شیطان سورا کی کمر توڑ دی جائے۔ تاکہ یہ بچہ دوبارہ اور بار بار بیمار نہ پڑے۔ یہ تھا اپی کاک کا استعمال۔ دمہ کے ساتھ دوسری باتوں کے لئے بھی کس طرح یہ دوا اثر انداز ہو سکتی ہے اس کی مزید وضاحت کروں گا تاکہ قارئین اسے اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں، اس کے لئے ایک دوسری مثال دوں گا۔

دوسری مثال ۔ یہ بھی ایک بچہ تھا اس کی عمر پانچ برس کے قریب ہوگی۔ کچھ دنوں سے بخار میں مبتلا تھا۔ اس کا بخار چڑھتا اترتا تھا۔ علاج ایلوپیتھک ہو رہا تھا۔ ایلوپیتھی کے اکثر معالج ایک غلطی کرتے ہیں کہ جب بخار چڑھتا اترتا ہے اور مریض کو سردی بھی لگتی ہے تو ایسے بخار کو ملیریا سمجھ لیتے ہیں اور کونین کی گولیاں کھلاتے ہیں۔ اس بچے کو بھی کونین کی گولیاں دی

جاری تھیں لیکن اس کے بعد اس کی حالت اور زیادہ خراب ہوگئی تھی اسے متلی کے ساتھ اُلٹیاں بھی ہو رہی تھیں ۔ اور الٹی کے ساتھ خون کے ریشے بھی آجاتے تھے اور دمہ کی طرح سانس بھی پھول رہی تھی ۔ والدین پریشان تھے ۔ ان کے فیملی ڈاکٹر نے اسے ہسپتال میں داخل کرنے کا مشورہ دیا تھا اس بچے کو بھی یہی اپی کاک دوا دی گئی اس وقت میں نے اسے دوسو قوت میں استعمال کیا ۔ اور صرف ایک ہی خوراک دی ۔ اسی روز وہ بچہ بالکل اچھا ہوگیا ۔ اس کی الٹیاں بھی بند ہوگئیں ۔ سانس بھی درست ہوگئی اور بخار بھی جاتا رہا ۔ آپ بھی جب کبھی ایسے مریضوں کو دیکھیں ۔ جنہیں بخار کے لئے کونین کھلائی گئی ہو ۔ اور اس کے بعد مریض کی حالت زیادہ بگڑ گئی ہو ۔ الٹی کے ساتھ یا پیشاب پاخانے سے خون آتا ہو ۔ دمہ کا عارضہ ہوگیا ہو تو آپ بے خوف اس مریض کو اپی کاک دیں اور ایسی صورت میں اُسے دوسو قوت یا ہزار قوت میں بھی استعمال کر سکتے ہیں ۔ اپی کاک کونین کے مضر اثرات کو زائل کر دیتی ہے ۔ اور ملیریا بخار بھی اچھا کرتی ہے ۔

چھاتی اور بلغم اس دوا سے ملتی جلتی لیکن قدرے مختلف ایک دوسری دوا ہے جس کا نام اینٹم ٹارٹ ہے ۔ اس دوا کی خاص علامت یہ ہے کہ چھاتی بلغم سے بھری ہوتی ہے ۔ اور کافی خرخراہٹ کی آواز پیدا ہوتی ہے ۔ مریض کھانستا ہے اور خیال کرتا ہے کہ اب تو کھانسنے سے بلغم ضرور خارج ہو گا لیکن گھڑگھڑاہٹ کی آواز سے صرف بلغم خارج ہونے کی امید ہی قائم رہتی ہے بلغم خارج ہونے کا نام نہیں لیتا ۔

ایسی حالت سوائے کمزور مریضوں بچوں اور بوڑھوں کے اور کس میں پائی جا سکتی ہے کہ بلغم خارج کرنے ہی کی سکت نہ ہو ۔ صبح کے وقت سانس کی تنگی زیادہ رہتی ہے ۔ اور سانس لینے کے لئے مریض کو اُٹھ کر بیٹھنا پڑتا ہے ۔

اس دوا کا استعمال بھی تیس قوت میں کریں لیکن اگر مرض کا عارضہ شدید نوعیت کا ہے اور نمونیہ یا برانکو نمونیہ ہو چکا ہے تو زیادہ اونچی قوت دوسو اور ہزار قوت میں استعمال کی جائے دوا ہر دو گھنٹہ سے آٹھ گھنٹہ یا اس سے بھی زیادہ وقفہ میں استعمال کی جائے ۔

اگر مریض کی حالت میں دو یا تین خوراکوں کے بعد ہی بہتری آچکی ہو تو دوا بند کر دی جائے کیونکہ پھر مریض اپنے طور پر اچھا ہو جاتا ہے ۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ طبیب قوت مدبرائے بدن کا خادم ہوتا ہے ۔ سچ ہے بزرگوں نے بالکل صحیح کہا ہے اور ہومیوپیتھی اس اصول کی پابند ہے ۔

سردی زکام اور پیچیدگی ۔ آپ میں سے اکثر نے دیکھا ہوگا کہ بعض اوقات سردی زکام ایسے امراض بھی پیچیدگی اختیار کر لیتے ہیں۔ چھوٹے بچوں کو تو نمونیہ تک ہو جاتا ہے۔ بعض کو تو برانکو نمونیہ اور برانکو لائیٹس ہو جاتا ہے جو بہت خطرناک ہوتا ہے۔ اور کچھ بچے بہتر سے بہتر علاج کے باوجود بچ نہیں پاتے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ہومیوپیتھی کے اعتبار سے کچھ غیبی طاقتیں بیماری کی اصل وجوہات ہیں گویا یہی اصل شیطان ہیں جو انسانی صحت کے دشمن ہیں اور یہ اس وقت پیدا ہوتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین کی کھلی خلاف ورزی کی جائے۔ گویا اس طرح اللہ تعالیٰ نے بیماری پیدا فرمائی ہے تو اس کی شفا اور دوا بھی ساتھ ہی ساتھ نازل فرمائی ہے۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا نے بیماری کے ساتھ شفا بھی نازل فرمائی ہے۔ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو۔ یا اس کا کوئی بھائی بیمار ہو تو یہ کہے۔

"اے میرے پروردگار۔ اے خدا جو آسمان میں ہے۔ تیرا نام مقدس ہے۔ تیرا حکم آسمان و زمین میں جاری ہے۔ جس طرح تیری رحمت آسمان میں ہے اسی طرح اپنی رحمت زمین پر بھی نازل کر اور ہمارے گناہ اور ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔" اس دعا میں شفا ہے۔

ہومیوپیتھی کے مطابق جو غیبی طاقت دمہ کے مرض میں مبتلا کرتی ہے وہ سائیکوسس ہے جو کہ دراصل سوزاکی مادہ۔ اور یہ زہر نسل در نسل چلتا ہے۔ اور ان کا خون بھی ناپاک ہو جاتا ہے جن کا کوئی قصور نہیں ہوتا۔

دل کی بیماریاں انسان میں یہ شیطان بیشتر امراض کو پہنچنے میں مدد دیتا ہے۔ مثلاً بعض دل کی بیماریاں، ذیابیطس، گنٹھیا، اور ہائی بلڈ پریشر، الرجی، دمہ، اور رسولی یا ٹیومر وغیرہ۔ ایلوپیتھک ڈاکٹر وں کے لئے یہ مشورہ ہے کہ جب کبھی وہ کسی ایسے بچے کا علاج کر رہے ہوں جسے الرجی یا دمہ کی وجہ سے پیچیدگی اختیار کر گئی ہو اسے ایسیڈوسس ہو گیا ہو اور ان کی ہر تدبیر اور علاج ناکام ہو رہا ہو تو اس بچے کو ہومیوپیتھک دوا تھوجا کی ایک خوراک دے دیں۔ یہ تھوجا کی ایک خوراک شیطان سائیکوسس کی کمر توڑ دے گا۔ اس کے بعد پھر وہی دوا اور علاج جو کہ ناکام ہو رہا تھا قائم کرنے لگے گا۔ اسے ایک مثال دے کر سمجھاؤں گا۔

یہ پانچ چھ سالہ بچہ ہے اس کا نام اکبر خان ہے اور اس کے والدین ممبرا میں رہتے ہیں۔

دو سال قبل اُسے الرجی دمہ اور تشنجی فٹ کی شکایت تھی ۔ ہومیوپیتھی سے اس کا علاج کیا گیا اور وہ اچھا ہو گیا ۔ کافی عرصہ تک اُسے دمہ اور الرجی — کی شکایت نہیں رہی ۔ کچھ روز قبل وہ بچہ اپنے والد کے ساتھ حاجی ملنگ درگاہ گیا ، وہاں پہاڑی پر ٹھنڈی ہوا لگ گئی اور اسے کھانسی ہو گئی ۔ بچوں کو ذرا بھی کھانسی ہو جائے تو ماں باپ فوراً کھانسی کا شربت پلاتے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس کا نزلہ رک گیا ۔ اور اسے دمہ کی پرانی شکایت واپس آگئی اور اس کی سانس پھولنے لگی ۔ اس کے والد نے آکر یہ سب حال سنایا ۔ کیونکہ یہ بچہ میرے زیر علاج رہ چکا تھا اس لئے تمام کیفیت سے واقف تھا ۔ میں نے اس کے والد کو دوا دی لیکن دوسرے روز وہ بچے کو لیکر آگئے کیونکہ اسے کچھ افاقہ نہیں ہوا تھا ۔ میں نے اسے دیکھا گلے میں بلغمی کیفیت تھی اور کھانسی کے ساتھ دمہ تھا ان علامتوں کی روشنی میں اسے ایپی کاک دی گئی لیکن پھر بھی کوئی افاقہ نہیں ہوا ۔ دوسرے روز صبح وہ پھر آگئے ۔ اور بچے کی کیفیت سے آگاہ کیا کہ تمام رات اس پر غفلت طاری رہی بخار رہا اور سر کو بار بار ہاتھ لگاتا ہے کہ وہاں کچھ ہوتا ہے ۔ بچے کی یہ کیفیت سن کر انیٹم ٹارٹ دوا دی لیکن اسی روز شام کو وہ بچے کو لے کر آگئے ۔ اس کی حالت بتدریج خراب ہو گئی تھی ۔ اسے برانکو نمونیا ہو گیا تھا ۔ چہرہ بالکل زرد پڑ گیا تھا ۔ اس کے ماتھے سے پسینہ آتا تھا ۔ پسلیاں بہت زیادہ اندر کی طرف دھنس رہی تھیں سینے میں بلغم جمی تھی اور بخار کی غفلت میں وہ بڑبڑ کر رہا تھا ۔ شاید وہاں اسے دباؤ کا احساس ہوتا تھا ۔ میں نے اسے دیکھا تو اللہ سے دعا کی ۔ دل میں سوچا کہ یا اللہ یہ لوگ مجھ پر بھروسہ کر کے اتنی دور ممبرا سے آتے ہیں اور یہ بچہ لحظہ لحظہ موت کے مُنہ میں جا رہا ہے ۔ پھر میں نے یہ آیت پڑھی ۔ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ اس کے بعد اسے تھوجا دو سو قوت میں ایک خوراک دوا دی اور پھر انیٹم ٹارٹ اور ایپی کاک ہر دو گھنٹے سے بدل بدل کر دینے کی تاکید کر کے آفس گھر جانے دیا وہ بچہ تیزی کے ساتھ روبہ صحت ہوا اور دوسرے روز بالکل چنگا ہو گیا ۔ جبکہ پہلے وہی دوائیں اس لئے اثر انداز نہیں ہو رہی تھیں کہ سائیکوسس کا شیطانی طاقت ور ہو گیا تھا اور پیچیدگیاں پیدا کر رہا تھا ۔ تھوجا نے اسے کمزور کر دیا اور صحیح تشخیص کے باوجود جو دوا پہلے اثر نہیں کر رہی تھی اس نے اپنا اثر دکھایا ۔

یہی ہومیوپیتھی ہے ۔ بعض اوقات بہت مشکل مرحلہ آجاتا ہے ۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن شریف کا تبرک کے طور پر پڑھ لینا بہت سے امراض کو رفع کر دیتا ہے ۔ اور کیوں نہیں ! قرآن عظیم

کی قرأت جس میں اللہ کے جلال اور کبریائی کا ذکر ہے، شیاطین کا رد ہے تو وہ دین و دنیا میں حصول نفع کا سبب کیوں نہ ہوگا۔ ؟

یاد رکھیئے جو قرآن سے شفا حاصل نہیں کر سکتا اسے اللہ تعالیٰ بھی شفا نہیں دیتا۔

دمہ کے علاج کے سلسلے میں یہاں تین دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے ایک ایپی کاک۔ دوسری اینٹم ٹارٹ اور تیسری تھوجا۔ ایپی کاک اور اینٹم ٹارٹ کی پہچان بتائی گئی ہے انھیں تشخیص کرنے کی علامتیں بتائی گئی ہیں۔ اور تھوجا کا استعمال کن حالات میں اور کس طرح کرنا ہے یہ بھی بتایا گیا ہے۔ امید ہے کہ قارئین نے ایپی کاک اور اینٹم ٹارٹ کی علامتوں کو ذہن نشین کر لیا ہوگا

ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ ایپی کاک روزمرہ کے استعمال کی دوا ہے۔ لیکن اس کی حیثیت وقتی ہوتی ہے وہ مریض کو شفاءِ کامل نہیں پہنچا سکتی۔ لیکن اکثر مریض جن کو اس دوا سے آرام مل جاتا ہے۔ اس لئے اس کی شیشی لئے پھرتے ہیں اور بسا اوقات ان کو مایوسی بھی ہوتی ہے۔ کیونکہ ہومیو پیتھک دوائیں علامتوں کے مطابق ہی اثر انداز ہوتی ہیں۔ ایپی کاک اسی وقت کام کرتی ہے جب کہ مریض میں اس کی واضح علامتیں ہوں اور مریض ٹھنڈ یا مرطوب موسم یا موسمی تبدیلیوں سے متاثر ہوا ہو۔ اور ہر مرتبہ ٹھنڈ لگنے سے کھانسی کا حملہ شروع ہو جاتا ہو۔ مریض کا دم گھٹتا ہے اور کھانستے وقت لگ جاتا ہے۔ اور کبھی کبھی تھوڑا بہت خون بھی تھوکتا ہے۔ راتوں کو سانس لینے کے لئے اسے اُٹھ کر بیٹھنا پڑتا ہے اور اس مرض کے حملے کھانسی کے ساتھ یا دم کشی کے ساتھ واقع ہوتے ہیں۔ کھانسی جو خرخراہٹ والی ہوتی ہے۔ چھاتی بلغم سے بھری ہوتی ہے لیکن خارج کچھ بھی نہیں ہوتا۔ اور کھانسنے سے متلی اور قے ہوتی ہے یہ ہے ایپی کاک کی علامتیں لیکن اگر مرض کا دورہ رات کے دو بجے کے بعد ہوتا ہو اور وہ مریض دمہ کی وجہ سے قطعاً لیٹ نہیں سکتا ہو۔ لیٹنے سے اس کا دم زیادہ گھٹتا ہے اور ناتوانی محسوس ہوتی ہے لیکن شدید دماغی اور جسمانی بےچینی اور شدید نہ بجھنے والی پیاس بھی ہو۔ جو بار بار پیدا ہوتی ہو۔ اور مریض صرف گھونٹ بھر پانی پی کر رہ جاتا ہو۔ ایسے مریض کی دوا ہوگی آرسنک البم۔

غیر صحیح طریقہ:۔ اگر ہومیو پیتھ ڈاکٹر دمہ کے مریض کو ایپی کاک یا آرسنک کا مسلسل استعمال کرنے کی ہدایت کرتے ہیں اور بہت اونچی قوت میں استعمال کرتے ہیں یعنی ایم اور سی ایم تو یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔ اس طرح سے مریض کو کچھ آرام و سکون مل سکتا ہے۔ لیکن وہ اچھا کبھی نہیں ہوگا۔

البتہ اگر اس مریض میں ان دواؤں کی واضح علامتیں ہوں گی تو پھر وہ چند خوراکوں میں ہی اچھا ہو جاتا ہے۔ وقتی سکون پہنچا دینے کا مطلب شافی علاج نہیں ہوتا۔ ایلوپیتھک پیٹنٹ دواؤں کی طرح ہومیوپیتھی کمپنیاں پیٹنٹ دوائیں بھی ملتی ہیں جن میں ہومیوپیتھک دوا تو ضرور ہوتی ہے لیکن یہ طریقہ ہومیوپیتھک نہیں ہے۔ ہومیوپیتھی کے ان پٹنٹ فارمولوں میں جو دوائیں ہوتی ہیں ان میں بلاٹا اور بنٹیلیس، برائیونیا اور نکس وامیکا وغیرہ ہیں۔ یہ طریقہ بالکل غلط ہے۔ حالانکہ اس سے مریض کو کچھ سکون ضرور مل جاتا ہے۔ لیکن وہ اچھا کبھی نہیں ہوگا جبکہ انھیں دواؤں کو واضح علامتوں کے اعتبار سے استعمال کرایا جائے۔ تو پھر فائدہ ہوگا۔ مثلاً بلاٹا اور بنٹیلیس موٹے تازے بلغمی مزاج کے اشخاص کے دمہ کے لئے استعمال کر سکتے ہیں اور اسے مدر ٹنکچر میں استعمال کریں جبکہ اگر معدے کی خرابی سے دمہ کا عارضہ ہو گیا ہے۔ اور دورہ تین چار بجے صبح سے پڑا ہے۔ مزاج چڑچڑا ہے تو نکس وامیکا سے فائدہ ہوگا۔ نکس وامیکا تیس یا دو سو قوت میں استعمال کی جائے۔ تین چار خوراک میں ہی آرام آجائے گا۔ اس کے بعد دوا نہ کھائیں۔

ایلوپیتھک علاج میں اس مرض کے لئے جو دوائیں ہیں انہیں نیوٹروفائیلین، امائنوفائیلین۔ ایفیڈرین، پرڈنی سولان اور سالبیوٹامال خاص ہیں اور جو انجکشن ہوتے ہیں ان میں ڈیری۔ فائیلین اور ایفیڈرین، بیٹنی سال اور ایڈری نالین یا اینٹی ہسٹامین وغیرہ ہیں۔ انہیلر یعنی کش لے کر دوا کھینچنے کا طریقہ، جدید آلہ اس میں سالبیوٹامال یا بیرسال دوا ہے۔ یہ دوائیں مریض کی اذیت کو کم ضرور کر سکتی ہیں۔ لیکن اس مرض کو مکمل طور پر ختم نہیں کر سکتیں۔ پھر ہوتا ہے یہ کہ مریض ان دواؤں کا عادی ہو جاتا ہے۔ ان دواؤں کے لگاتار استعمال سے بہت زیادہ نقصانات ہوتے ہیں اور ایلوپیتھی کے ڈاکٹر یہ سب جانتے ہیں۔ لیکن وہ مجبور ہیں انھیں بہ حالت مجبوری ان دواؤں کا استعمال کرنا ہی پڑتا ہے۔ کیونکہ مریض کو وقتی طور پر سکون پہنچانا ہی ضروری ہوتا ہے۔ ایلوپیتھی کے وہ ڈاکٹر اگر جو اپنے مریضوں کو مستقل طور پر اچھا کرنا چاہتے ہوں تو ان باتوں کو غور سے سنیں۔ اور ہومیوپیتھک دواؤں کا سہارا بھی لیں۔ لیکن پہلے یہ ضروری ہے کہ اس کے فن کو اس کے اصولوں کے مطابق سیکھیں ورنہ معالج مایوس ہو جائے گا کہ فلاں مریض فلاں دوا سے تو اچھا ہو گیا لیکن دوسرا مریض کیوں نہ اچھا ہوا۔

کوئی مجرب دوا نہیں۔ ہومیوپیتھی میں کسی مرض کی کوئی مجرب دوا نہیں ہوتی، بلکہ مجرب

علامت کی مجرب دوا ہوتی ہے اور اس کے بعد ہی دوا اثر کرتی ہے۔ اسے ایک مثال سے سمجھئے دمہ کا ایک مریض بیٹھا ہوا ہو۔ اس کے تمام جسم پر ٹھنڈا پسینہ آرہا ہو اور وہ چاہتا ہو کہ چارپائی کے دونوں جانب سے اُسے کوئی شخص خوب پنکھا کرے۔ اس کی سانس اس قدر پھول رہی ہو کہ اس کی زندگی محال نظر آتی ہو۔ اسے ایک ایک سانس لینا مشکل ہو رہا ہو۔ تو ایسی علامتیں کاربوویج کی مجرب علامتیں ہیں۔ اور دراصل وہ مریض اس دوا کی ایک ہی خوراک سے فوراً آرام حاصل کرے گا بعض اوقات دوا کا اثر اتنی تیزی سے ہوتا ہے کہ جتنا چٹکی بجانے میں وقت لگتا ہے۔ چونکہ نہیں یہ قانون ہے اللہ تعالیٰ کا۔ قانون بالمثل - ہر دوا مکمل ایک شخصیت ہے۔ اور مکمل شخصیت سے مراد یہ ہے کہ جب ایک شخص بیمار ہوتا ہے تو سر سے لے کر پیر تک صرف ایک ہی دوا کی تمام علامات اس میں پائی جاتی ہیں۔ دوسرے لفظوں میں اس کے معنی یہ ہوئے کہ مریض کو صحت دلانے میں صرف ایک ہی دوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے کوئی بیماری ایسی نازل نہیں کی جس کے لئے شفا اور دوا نازل نہ کی ہو۔ اس کا علم جس نے جاننا چاہا اُسے عطا کر دیا اور جو اس سے غافل رہا وہ اس سے بے بہرہ رہا۔

جدید ایلوپیتھک علاج میں کسی بھی مرض کا علاج کرنے کے لئے بیسیوں دوائیں استعمال کی جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ اس وقت ہوتا ہے کہ جب مرض کی نوعیت ہی سمجھ میں نہ آتی ہو یہی وجہ ہے کہ ایک ٹسٹ کے بعد دوسرا ٹسٹ کرنا پڑتا ہے اور مریض کی اذیت کم کرنے کے لئے اس کے ہر مسئلے کے لئے الگ الگ دوا دی جاتی ہے۔ مثلاً سانس بحال کرنے کے لئے الگ۔ درد کے لئے الگ۔ نیند کے لئے الگ۔ قبض کے لئے الگ۔ وغیرہ وغیرہ

یہی وجہ ہے کہ نامراد مریض اس طرح کا علاج کروانے کے بعد تھک ہار کر ہومیوپیتھی کی طرف راغب ہوتے ہیں ان مریضوں میں کئی دواؤں کی علامات کی کھچڑی پکی ہوئی ہوتی ہے اور اصل مرض کی علامتیں اس کھچڑی میں روپوش ہو جاتی ہیں۔ اس طرح بیماری کی قدرتی علامتوں کے علاج میں تھوڑی سوجھ بوجھ کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ یہ کہ ایسے موقع پر مریض کی وہ تمام موٹی موٹی اور شدید علامات کو مدنظر رکھتے ہوئے کوئی ایک ہی دوا تجویز کریں اس طرح سے پورا کیس ہی ایک دوا سے ٹھیک ہو جائے گا یا اس دوا کی علامات رفع ہو جائیں گی اور دوسری دوا کی علامتیں صاف اور واضح طور پر سامنے آجائیں گی۔ پھر ان علامات کی روشنی میں آگے بڑھنا چاہیئے۔ ہومیوپیتھی کے موجد ڈاکٹر ہانیمن نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ قبل تک قریب سو

ادویات کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کرلیں تھیں ان ادویات کی علامات نے بنی نوع انسان کے تقریباً تمام امراض کی علامات کو گھیر لیا ہے اور پرانے امراض ہانی من اعظم کی تجربہ شدہ ادویات سے ہی بالآخر ٹھیک ہوتے ہیں۔ یہ بھی خدا کی قدرت ہے کہ طبی عنایات اپنے نیک دل بندے ہانی من پر ختم کردیں اور حضور اکرم کی یہ حدیث سچ ثابت ہوگئی کہ

ترجمہ : خدائے عز وجل نے کوئی بیماری دنیا میں ایسی نہیں بھیجی۔ جس کے لئے شفا نہ نازل کی ہو۔ جنھوں نے جاننا چاہا انھیں بتایا اور جنھوں نے پرواہ نہ کی۔ انھیں ناواقف رکھا۔

کمال فن۔ پہلے آپ ہومیوپیتھی کی بعض دواؤں کا عکس یا تصوّر اس طرح سے اپنے دماغ میں قائم کرلیں کہ جس طرح سے آپ اپنے دوستوں، رشتہ داروں، آشناؤں وغیرہ کے فوٹو اپنے دماغ میں محفوظ رکھتے ہیں اور یہی ہومیوپیتھی میں کمالِ فن ہے۔ یقین مانئے اگر آپ اس فن کو سیکھ جائیں تو پھر ایسے لاعلاج مریضوں کے لئے رحمت بن جائیں گے جو اپنی زندگی سے مایوس ہوچکے ہوں گے۔ اگر کسی مریض کو اس کی صحیح دوا مل جائے تو پھر وہ اس کے بعد شفا پا جاتا ہے۔ چاہے آرام کے ساتھ یا کچھ تکلیف اٹھانے کے بعد، یہ روحانی ادویات ہیں اور روحانی طریقے سے ہی اثرانداز ہوتی ہیں۔

اب تک جن دواؤں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان میں صرف تھوجا کو چھوڑ کر تمام دوائیں وقتی طور پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ مثلاً اپی کاک۔ برائیونیا۔ سینبیا۔ اور کاربوویج وغیرہ سے مریض کو فائدہ تو ہوجاتا ہے لیکن شفائے کامل نہیں پاتا وہ اس لئے کہ یہ ادویات دمہ کے اصل شیطان سائیکوسس کی کمر توڑنے کے لئے ناکافی ہوتی ہیں۔ مکمل علاج میں وقت اسی لئے لگتا ہے کہ علاج کے دوران جب تک دافع سائیکوسس ادویہ کا استعمال نہ کیا جائے مکمل طور سے دمہ سے شفا ناممکن ہے سائیکوسس کا توڑ کرنے والی ادویہ سوزاک کے دبے ہوئے زہر کا اثر ضائع کردیتی ہیں اور مریض شفاء کامل پالیتا ہے اسے ایک مثال سے سمجھئے۔

ذکر اک مریضہ کا۔ یہاں اک مریضہ کا تذکرہ کروں گا اس مریضہ کا نام مس ماتھیہ ن والا ہے اور یہ کالج کی طالبہ ہے۔ الرجی اور دمہ کے مرض میں مبتلا تھی ۵ ردسمبر ۱۹۸۶ء کو دمہ کا زبردست عارضہ آیا۔ فیملی ڈاکٹر نے جو دوا دی اس سے دمہ کا عارضہ وقتی طور پر کم ہوا۔ لیکن پیشاب سے خون جاری ہوگیا۔ گھر والوں نے سمجھا انگریزی دوائیں گرم پڑگئی ہیں۔ لہٰذا ہومیوپیتھی کی طرف

رجوع کیا۔ اس وقت اس مریضہ میں تمام علامتیں ایپ کاک کی موجود تھیں لہٰذا یہی دوا دی گئی، کچھ روز کے بعد دمہ کا عارضہ کچھ کم ہوا، خون بند ہو گیا اور وہ اچھی ہو گئی۔ لیکن کچھ روز بعد دوبارہ بیمار ہو گئی اسے گھبراہٹ ہوتی تھی اور دم گھٹتا تھا۔ نیند سے جاگ جاتی تھی۔ اس کی آواز بھی کچھ بیٹھی ہوئی تھی اس کے گلے میں کچھ پھنسا ہوا محسوس ہوتا تھا اور کتے کے بھونکنے کے مانند اس کو کھانسی ہوتی تھی۔ ان مددگار علامتوں کے ساتھ اہم علامت یہ تھی کہ اس کی ماہواری وقت پر نہیں آتی تھی۔ ان جملہ باتوں کو ذہن میں رکھ کر اسے سپنجیا دوا دی گئی صرف دو خوراکیں۔ صبح ایک اور شام ایک خوراک۔ پھر وہ اچھی ہو گئی اور کئی دنوں تک اسے دمہ کا عارضہ نہیں ہوا۔ لیکن ایک ماہ بعد وہ پھر بیمار ہوئی۔ اسے کئی طرح کی دوائیں دی گئیں لیکن کچھ افاقہ نہیں ہوا۔

اس بار ایک عجیب وغریب علامت اہم تھی وہ یہ کہ جب وہ تیزی کے ساتھ چلتی تو اس کو سانس میں آرام آجاتا تھا۔ ایسی ہی عجیب وغریب باتیں ہومیوپیتھی میں بہت اہم ہوتی ہیں یہ اہم علامت بیڑی کی تمباکو میں پائی جاتی ہے۔ جی ہاں بیڑی کی تمباکو بھی ہومیوپیتھی کی ایک اہم دوا ہے اس کا نام لوبیلیہ ہے۔ اسے دو سو قوت یعنی پوٹینسی میں دیا گیا۔ اور صرف دو خوراک بعد میں کئی ماہ تک اسے دوسری دوا کی ضرورت نہیں پڑی۔ دیکھا آپ نے کہ بیڑی کی تمباکو میں بھی شفا ہے اور کیوں نہیں جب بیڑی لوگوں کو دمہ کے مرض میں مبتلا کر سکتی ہے تو دمہ کے مریض کو اس مرض سے چھٹکارا دلانے کی طاقت بھی رکھتی ہے۔ یہ ایک مثال ہے۔ قانون بالمثل کی یہ وہ باتیں ہیں جن کے بارے میں ایلوپیتھی والوں کو کچھ بھی پتہ نہیں ہے۔ مس ماہتیران دالا کے لئے میں تھوجا، پھر کلکیریا اور اس کے بعد ہیپر سلف اور پھر سائی لیشیہ کی ضرورت پڑی۔ اب یہ طالبہ بالکل اچھی ہے۔ اس کا دمہ دفع ہو چکا ہے اور اب وہ آئس کریم بھی کھاتی ہے۔ اس کے پہلے ایلوپیتھی کے معالجوں نے اسکے کھانے پینے کی بیشتر چیزوں پر پابندی لگائی ہوئی تھی۔ اس مریضہ کو مکمل طور پر صحت مند بنانے میں اتنا وقت کیوں لگا، دراصل مجھ سے غلطی ہوئی تھی اور وہ یہ کہ جب سپنجیا نے اُسے ٹھیک کیا تھا تو یہ صاف ظاہر تھا کہ یہ لڑکی خنازیری یعنی ٹی بی اور بلغمی مزاج رکھتی ہے اور اس کا دمہ اسی وجہ سے ہوتا ہے۔ سپنجیا ٹی بی کے مرض کو ضائع کرنے والی دوا ہے لہٰذا اس کے اثر کو مضبوط بنانے کے لئے اس کی مددگار دوا ہیپر سلف دینی تھی۔

اس سے پہلے یہ بتایا جا چکا ہے کہ دمہ کا اصل سبب سوزاک کے دبے ہوئے زہر کی ایک شاخ ہے۔ اس زہر کو ڈاکٹر ہانی من نے سائیکوسس کا نام دیا۔ اگر دمہ وراثتاً ہو تو اس کا سبب سائیکوسس ہوا کرتا ہے۔ ڈاکٹر کینٹ اپنے وقت کے معالجوں کو مخاطب کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ یہ راز دیگر مستند فنی کتابوں میں نہیں ملے گا لہٰذا وہاں دیکھنے کی کوشش بے سود ہے۔ یہ تو خود ان کا مشاہدہ ہے جسے ہر معالج کو جان لینا ہی چاہیئے۔ انھوں نے دمہ کے بہت زیادہ مریض ٹھیک کئے تھے۔ انھیں اصولوں سے خود میں نے بھی بہت سے مریضوں کو شفا دلائی ہے۔ جبکہ ایلوپیتھک طب کی مستند کتابوں میں دمہ کے عنوان سے یہ لکھا ہوا ملے گا کہ دمہ کے کیس ناقابل شفا ہیں۔

خود ڈاکٹر کینٹ سالہا سال تک دمہ کے مریضوں کو نہ سنبھال سکنے کی وجہ سے پریشان رہے۔ اور جب کبھی کوئی یہ پوچھتا کہ کیا وہ دمہ سے شفا دلا سکتے ہیں تو ان کا جواب نفی میں ہوتا تھا۔ لیکن جب وہ یہ راز جان گئے کہ دمہ سائیکوسس کی شاخ ہے اور جب انہوں نے دافع سائیکوسس ادویہ کا استعمال شروع کیا تو بہت سے مریضوں کو شفا پہنچا سکے۔ آپ یہ ضرور جاننا چاہیں گے کہ دافع سائیکوسس ادویہ کون سی ہیں جو کہ سوزاک کے دبے ہوئے اثر کو زائل کرنے میں مددگار ہوتی ہیں ان میں نیٹرم سلف، تھوجا، نائٹرک ایسڈ - ارجنٹم نائیٹریکم - ارجنٹم میٹیلکم، کالی سلف، سیپیا سائی لیشیا - میڈورینم - اور لیکیس وغیرہ ہیں۔

اگر کسی نوخیز میں یہ مرض پیدا ہو رہا ہے تو نیٹرم سلف اسکی تہہ تک پہنچے گی اور اس بچے کو شفائے کامل عطا کرے گی۔ لیکن سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس بچے میں نیٹرم سلف کی علامتیں موجود ہوں ورنہ دوا کا کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ بعض ہومیوپیتھ ڈاکٹر الرجی اور دمہ کے لئے نیٹرم سلف کا استعمال کرواتے ہیں اور لگاتار کرواتے ہیں۔ حالانکہ یہ طریقہ غلط ہے۔ کیونکہ نیٹرم سلف سے وہ بچے ہی اچھے ہوں گے جن میں نیٹرم سلف کی واضح علامتیں ہوں گی۔ ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ ہومیوپیتھی میں کسی مرض کی کوئی مجرب دوا نہیں ہوتی البتہ مجرب علامت کی مجرب دوا ہوتی ہے۔

تکالیف مرطوب موسم میں۔ نیٹرم سلف کی واضح علامتیں یہ ہیں دمہ یا الرجی کی تمام تکالیف مرطوب موسم میں بڑھ جاتی ہیں۔ جہاں مرطوب موسم میں علامت کے بڑھنے کا پتہ چلے تو نیٹرم سلف یقیناً پہلی دوا ہوگی۔

مرطوب موسم سے مراد ہے بھیگا ہوا موسم جبکہ نم دار ہوائیں چلتی ہوں۔ یا بارش کا موسم ہو یا گیلی۔

جگہوں یا نمدار مکانات میں رہنے سے الرجی اور دمہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یا سمندر کے قریب رہنے سے آئے دن بیمار رہتا ہے کیونکہ ہوا نمدار ہوگی یا ایسی سبزیاں کھانے سے جو پانی کے قریب پیدا ہوتی ہیں بیمار پڑ جاتا ہو، نزلہ زکام یا دمہ میں مبتلا ہو جاتا ہو۔ بچہ کو بلغمی کھانسی ہوتی ہو۔ اور یہ کھانسی تین چار بجے صبح زیادہ ہوتی ہو۔ کھانستے وقت چھاتی میں درد ہوتا ہے۔ لہذا مریض چھاتی کو دونوں ہاتھوں سے تھامتا ہے۔ کھانسی دمہ وغیرہ مرطوب موسم میں مزید بڑھ جائے۔

نیٹرم سلف کی خاص علامتیں اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے کہ مریض خشک سے تر یعنی مرطوب تبدیلی کو خاص طور سے محسوس کرتا ہے اور سمندری یعنی بحری ہوا کو برداشت نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان پھلوں یا ترکاریوں کا استعمال کر سکتا ہے جو پانی کے نزدیک نشوونما پاتے ہیں۔ مثلاً تربوز، خربوزہ وغیرہ، ہر مرتبہ مرطوب موسم کی تبدیلی کے ساتھ سانس میں دقت۔ بچوں میں تر دمہ ہر زکام کے ساتھ۔ اور ہمیشہ زیادتی مرطوب اور ابر آلود موسم میں، بلغم سبزی مائل اور زیادہ مقدار میں۔ بعض اوقات سلیٹی رنگ کا بلغم۔ کھانسی کے دوران سینہ کو دونوں ہاتھوں سے تھام لینا پڑے۔ اب یہ علامتیں کسی مریض یا بچے میں آپ دیکھیں تو بے دریغ نیٹرم سلف کا استعمال کریں۔ تیس یا دوسو قوت یعنی پوٹینسی میں دوا کی خوراک ہر چار سے چھ گھنٹے پر یا صبح و شام، دو چار خوراکوں کے بعد ہی مریض کو بالکل آرام مل جائے گا۔ مکمل آرام آنے کی صورت میں دوا کا استعمال بند کر دیں لیکن اگر علامتیں بدستور موجود ہیں تو دوا دو چار روز تک یا اس سے بھی زیادہ استعمال کی جا سکتی ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مرض کچھ دنوں کے لئے ٹھیک ہو جاتا ہے اور اس کے بعد پھر ویسی ہی علامتیں ظاہر ہو جاتی ہیں اس صورت میں دوا کا استعمال دوبارہ کریں۔

کبھی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوبارہ پہلے کی طرح دوا اثر نہ کرے اس کا مطلب یہ ہے کہ مرض کی قوت دوا کی قوت سے زیادہ ہے لیکن اگر دوا کی پوٹینسی یعنی قوت بڑھانے کے باوجود مثلاً ایک ایم اور دس ایم یعنی ہزار اور دس ہزار کے باوجود دوا اثر انداز نہیں ہو رہی ہے تب پھر یہ سمجھنا چاہئے کہ کوئی دوسرا چیک لگا ہوا ہے۔ ایسی صورت میں نیٹرم سلف کی مددگار دوا کا استعمال کرنا چاہیئے لیکن مددگار دواؤں کا استعمال بھی ان کی علامتوں کے اعتبار سے ہو، کیونکہ میں پہلے ہی بار بار بتا چکا ہوں کہ ہومیوپیتھی ایک قانون ہے دوا اسی وقت اثر انداز ہوتی ہے جبکہ قانون بالمثل کے تحت استعمال ہو۔

نیٹرم سلف کی مددگار دوائیں تھوجا اور سائی لیشیئہ ہیں، تھوجا کے بارے میں پہلے بتایا جا چکا ہے کہ یہ سوزاک کے دبے ہوئے زہر کو ختم کرنے کی نمبر ایک دوا ہے اور اس کا استعمال کب اور کس طرح کیا جاتا ہے یہ بھی بتا چکا ہوں۔

سائی لیشیئہ پتھر کوٹنے والے مزدوروں کے دمہ کی مزاجی دوا ہے۔ سائی لیشیئہ کے مریض کو سردی بہت لگتی ہے۔ سر اور پاؤں پر بہت پسینہ آتا ہے۔ پاؤں کا پسینہ بہت بدبودار ہوتا ہے عموماً پاؤں کا پسینہ دب جانے سے اکثر امراض وجود میں آتے ہیں۔ مثلاً کوئی شخص کام کے دوران پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے اور جلدی میں پسینہ خشک ہونے سے قبل ہی ہاتھ پاؤں دھو لیتا ہے اور اسی روز شام تک اسے دمہ کا دورہ پڑا ہوا ہے تو ایسے مریض کے لئے سائی لیشیئہ پر اثر دوا ہوگی۔ یہ دوا بالخصوص ایسے لوگوں کے لئے زیادہ مفید ہے جو دبلے پتلے لیکن صاف ستھری جلد والے ہوتے ہیں ان کا قد لمبائی میں نہیں بڑھتا ہے۔ اور بدن میں طاقت نہیں آتی ہے۔ اگرچہ یہ لوگ جوشیلے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے مزاج میں انتہائی خاکساری ہوتی ہے۔ اب آپ پوچھیں گے کہ یہ سائی لیشیئہ کیا ہے؟ تو جناب سن لیجئے کہ یہ سائی لیشیئہ دراصل یہی خاک یعنی مٹی ہے۔ ریت کے ذرات کی روح اور ڈاکٹر ہانی من کی ایجاد کردہ دواؤں میں سے ایک خاص دوا ہے لیکن اس کی باہمی نسبت دیکھئے کہ آدم خاکی کا علاج خاک کے ذرات سے۔!

ریت کا جز و چقماق مٹی۔ ایک ایسی شے ہے جس میں بیشتر حصہ ریت کا ہوتا ہے اور اس ریت کا جز سلیکا۔ یعنی چقماق ہے۔ یہ ایسی معدنی شے ہے جو سخت اور نا ملائم ہوتی ہے۔ یہ پتھروں میں بھی موجود ہوتی ہے اور اس کی وافر مقدار نباتات میں بھی ہوتی ہے اسی وجہ سے درخت مضبوط اور قد آور ہوتے ہیں بعض تو اتنے مضبوط ہوتے ہیں کہ بیک وقت کئی ہاتھی بھی انھیں اُکھاڑنے میں ناکام ہے اسی چقماق یعنی سلیکا کی وجہ سے پتھر آپس میں ٹکرا کر آگ پیدا کرتے ہیں

جنگلوں میں جب سوکھی ٹہنیاں آپس میں رگڑ کھاتی ہیں تو اس کی وجہ سے جنگل میں آگ لگ جاتی ہے۔ انسانی جسم میں بھی اس کی وافر مقدار موجود ہے کیونکہ انسان اسی مٹی سے بنا ہے۔ ہومیوپیتھی کی دوا سائی لیشیئہ اسی چقماق یعنی سلیکا کی روح ہے۔ کتنی عجیب بات ہے کہ پتھر توڑنے والے مزدور کو یہی چقماق دمہ کے مرض میں مبتلا کر سکتی ہے لیکن اسی چقماق کی روح اسے اچھا بھی کر سکتی ہے۔ سائی لیشیئہ کے بچے دبلے پتلے اور غذا نہ ہضم کر سکنے کی وجہ سے سوکھتے چلے جاتے ہیں۔ بچوں کا مزاج

خنازیری یعنی ٹی بی کا اثر قبول کرنے والا ہوتا ہے۔ اس کا سر بڑا پیٹ بڑا۔ تالو کھلے، سر کی ہڈیاں الگ الگ ٹخنے کمزور کہ آسانی سے چل نہیں سکتا۔ ماں کا دودھ ہضم نہ کر سکے، الٹی کر دیتا ہو۔ قبض عجیب قسم کا گویا پاخانہ نرم لیکن کمزوری کی وجہ سے خارج نہیں کر پاتا۔ ننھا بچہ رفع حاجت کے لئے زور لگاتا ہے لیکن فضلہ تھوڑے نیچے کی طرف کھسکنے کے بجائے اوپر چڑھ جاتا ہے آپ میں سے اکثر نے کسی بچے کو یہ کہتے ہوئے سنا ہو گا اور ہنس کر ٹال دیا ہو گا۔ لیکن اس بچے کو سائی لیشیہ کی ایک خوراک مل جائے تو یہی چقماق اس بچے کو بڑا ہو کر چٹان کی طرح مضبوط اور درخت کی طرح قد آور بنا دیگی جی ہاں مٹی میں اتنی طاقت ہے۔

پھوڑے پھنسی اور مہاسوں پر بھی اس دوا کا خاص عمل ہے، چھوٹی طاقتوں یعنی کم پوٹینسی میں پیپ کو خارج کر دیگی اور اونچی طاقت میں پیپ کو خشک کر دیگی اس کی اس خصوصیت کی وجہ سے اکثر ہومیو پیتھ معالج مہاسوں کے لئے بہت اونچی قوتوں میں اس دوا کا استعمال کرتے ہیں بعض نوجوان لڑکیاں بے تحاشا اور لگاتار مہینوں تک اس کا بہت اونچی قوت میں مثلاً ایم اور سی ایم میں استعمال کرتی ہیں۔ کیونکہ اس طرح ان کے مہاسے خشک ہو جاتے ہیں لیکن یہ طریقہ انتہائی غلط اور گمراہ کن ہے اس سے ان کے مہاسے تو ضرور اچھے ہو جائیں گے۔ مگر بعض جو خنازیری مزاج یا پہلے کبھی ٹی بی کے مرض میں مبتلا ہو چکی ہوں گی ان میں دبے ہوئے ٹی بی کے اثرات ابھر جائیں گے۔ یہ قانون بالکل ہے کیونکہ سائی لیشیہ اگر ٹی بی کا مرض اچھا کر سکتا ہے تو ٹی بی میں مبتلا کرنے کی طاقت بھی رکھتا ہے

ٹیکے کے اثرات اگر کوئی ننھا بچہ ویکسین یا ٹیکہ لگنے کے بعد، دمہ یا الرجی میں مبتلا ہو گیا ہے تو ٹیکے کے یہ اثرات زائل کرنے کے لئے سائی لیشیہ اور تھوجا بہت مفید ہیں۔ ننھے بچوں میں دو اتیس تک قوت میں استعمال کی جائے۔ ننھے سے بچے کے لئے ننھی سی گولی انگلیوں سے مسل کر اس کی زبان کے نیچے رکھ دیں۔ پہلے تھوجا دیں۔ تھوجا ویکسین یعنی ٹیکہ کے مضر اثرات کو زائل کر دیتا ہے ممکن ہے کہ تھوجا کی ایک خوراک ہی سے وہ بچہ اچھا ہو جائے لیکن اس کے بعد بھی وہ آئے دن الرجی وغیرہ میں مبتلا ہوتا رہتا ہے تب اسے سائی لیشیہ دیں۔ دونوں دوائیں ایک دوسرے کی مددگار دوائیں ہیں، ان کو تیس یا دو سو قوت میں استعمال کیا جائے اور ایک یا دو خوراک کے بار بار اور لگاتار ان دواؤں کا استعمال ہرگز ہرگز نہ کیا جائے۔ یہ بہت گہرا اثر رکھنے والی ادویہ ہیں اگر آپ نے علامتوں کے اعتبار سے صحیح طور پر اور صحیح وقت پر صحیح دوا کا انتخاب کیا ہے تو یقین

ملانیے کر اس کی ایک ہی خوراک مریض کی صحت کی ضامن بن جائے گی۔ سائی لیشیہ کو کچھ لوگ سلیسیا پڑھتے ہیں۔ یہاں ایک دوسری دوا کا تذکرہ کروں گا۔ شیرخوار بچوں کے خشک زکام میں جبکہ ناک بند ہو اور بچہ منہ سے سانس لینے پر مجبور ہو۔ ماں کا دودھ بچہ تا ہو۔ لیکن سانس نہ لے سکنے کی وجہ سے فوراً دودھ چھوڑ دیتا ہو۔ اور ساری ساری رات پریشان کرتا ہو۔ ایسے بچوں کو آئے دن ناک میں ٹپکے ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن اس کے بعد بھی یہ پھیلا ورم ناک میں پیدا ہوتا رہتا ہے۔ بعض وقت یہ ورم نیچے ناک کی نالی میں پیدا ہو جائے تو دم کشی اور خرخراہٹ والی سانس پیدا ہو جاتی ہے۔ ننھا سا بچہ آدھی رات کے قریب جاگ جاتا ہے اسے دمہ کا دورہ ایکدم شروع ہو جاتا ہے وہ ہڑبڑا کر اُٹھ جاتا ہے۔ سانس لینے کے لئے ہانپتا ہے اس کا رنگ نیلا پڑ جاتا ہے۔ یا دم گھٹنے والی کھانسی پیدا ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس حالت میں بچہ سو جاتا ہے اور کچھ دیر کے بعد یہ دم کشی کا حملہ دوبارہ شروع ہو جاتا ہے دم کشی بھی عجیب طرح کی کہ وہ سانس اندر کی طرف تو لے سکتا ہے لیکن اس کا خارج کرنا انتہائی مشکل ہو جاتا ہے اکثر اوقات ایسی حالتوں میں اسپتال میں داخلہ ضروری ہو جاتا ہے۔ اور ماں باپ کی پریشانیاں بہت بڑھ جاتی ہیں۔ لیکن گھبرائیے نہیں ہومیوپیتھی کی ایک دوا سمبیوکس میں یہ تمام علامتیں موجود ہیں۔ اس کا پورا نام سمبیوکس نائیگرا ہے۔ خوراک تیس قوت میں صرف ایک خوراک ایک ننھی سی گولی مسل کر یا دڑ اس کی زبان کے نیچے رکھ دیں۔ چند لمحوں کے بعد یہ بچہ بالکل اچھا ہو جائے گا اگر ضرورت پڑے تو دوسری خوراک دو۔ دوسرے روز صبح و شام کو دیں ورنہ نہیں۔ لیکن کچھ دنوں کے بعد پھر ایسی علامتیں پیدا ہو رہی ہوں تو پھر ایک خوراک دیدیں۔

تذکرہ نوجوان مریض کا۔ دمہ کے لئے استعمال ہونے والی بے شمار ادویہ ابھی باقی ہیں ان سب کا تذکرہ طویل ہو گا لہٰذا اسے یہیں ختم کرتا ہوں۔ آخر میں اپنے ایک نوجوان مریض کا تذکرہ کروں گا جسے الرجی اور دمہ کا مرض تھا اور کئی دنوں سے پریشان تھا اسے روزانہ دمہ کی مخصوص دوا کھانی پڑتی تھی اس نوجوان کا نام عبدالکریم ہے، بمبئی کے ایک علاقہ کرافورڈ مارکیٹ میں واقع دل خوش بلڈنگ میں رہتا ہے۔ پہلی بار ۲۶ نومبر ۸۳ء کو آیا تھا اس کی شکائتیں تھیں رات کو سوتے وقت سانس پھولتی ہے۔ وہ نیند سے جاگ جاتا ہے اور یہ حملہ اکثر رات بارہ بجے کے بعد ہوتا ہے، بیٹھ جانے پر اسے آرام آجاتا ہے یہ جملہ علامتیں تین دواؤں کی واضح علامتیں ہیں — میں مزید تحقیقات

کرنا چاہتا تھا کہ اس کا اصل معاملہ کیا ہے؟ لہٰذا میں نے اسے کوئی دوا نہیں دی البتہ چند ڈامی قسم کی دوائیں کر جانے دیا اور اس سے کہا کہ اگر دمہ ہو تو ایلوپیتھی کی دوائیں جواب تک کھا رہا ہے کھا سکتا ہے دوسرے ہفتے پھر وہ آیا۔ اس بار بھی کوئی دوا نہیں دی۔ البتہ باتوں باتوں میں یہ بھی پتہ لگا کہ اسے گرمی کی بالکل برداشت نہیں ہے اور دھوپ میں زیادہ پھرنے سے چکر آجاتے ہیں۔ تیسرے ہفتے جب وہ آیا تب اسے سردی زکام کا عارضہ ہوا تھا اور جس کے لیئے اس نے کوئی پیٹنٹ دوا کھائی تھی جس کے بعد نزلہ تو رک گیا تھا لیکن سر درد کی شکایت تھی اس علامت کی روشنی میں اسے کاربوویج دوا دی۔ کچھ روز اس نے یہ دوا کھائی اس کا رکا ہوا نزلہ پھر سے بہنے لگا۔ اور سر درد اچھا ہو گیا اس کے بعد کئی دنوں تک اس کی حالت بہتر رہی۔ لیکن ابھی علاج مکمل نہیں ہوا تھا کیونکہ کاربوویج ہلکا اثر رکھنے والی دوا ہے۔ اس نے سردی زکام کی کیفیت کو دور کیا تھا۔ مریض کو ٹھیک کرنا ابھی باقی تھا۔ کچھ دنوں کے بعد اسے پھر سے دمہ کا دورہ شروع ہوا اس بار تمام علامتیں واضح تھیں۔ مثلاً نیند کے وقت سانس کا پھولنا جس کی وجہ سے اچانک نیند کا کھل جانا۔ اُٹھ کر بیٹھ جانے سے کسی قدر آرام مل جانا۔ پھر سونے کے بعد نیند میں سانس کا پھولنا گلے میں ایک طرح کا دباؤ محسوس کرنا اور گھبرا کر آنکھ کھل جانا دونوں ہاتھ کی ہتھیلیاں انگارے کی طرح دہکتی ہوئی، پیر کے تلووں میں جلن گرمی قطعی برداشت نہیں یہ تمام باتیں ایک دوا کی طرف اشارہ کر رہی تھیں۔ اس دوا کا نام لیکیس ہے اسے دوسو قوت میں اور صرف ایک گولی اور ایک خوراک بس۔ یعنی صرف ایک ہی خوراک دوا دی گئی اور یہ دوا اسے ۱۶ دسمبر ۱۹۸۶ء کو دی گئی اس کے بعد وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ آج بھی یہ نوجوان میرے پاس باقاعدگی سے آتا ہے۔ لیکن میں اسے کوئی دوا نہیں دیتا اور اب شائد اس نوجوان کو کسی دوا کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ لیکیس بہت گہرا اثر رکھنے والی دوا ہے اور بیماری کے اصل اسباب یعنی سورا، سائیکوسس اور سفلس یعنی تینوں شیطانوں کی سرکوبی کے لئے کافی ہے۔ اس نوجوان کو یہ دوا اس لیئے دی گئی کہ اس میں اس دوا کی واضح علامتیں تھیں۔ آپ جاننا چاہیں گے کہ یہ لیکیس ہے کیا؟ تو سنیئے یہ زہر ہے ایک انتہائی خطرناک سانپ کا۔



آواز بیٹھ جانا — گلا بیٹھنا

مالیگاؤں کے ایک نوجوان اکرم خان نے ہمیں یہ لکھا کہ انھیں گیت اور غزلیں گانے کا بہت شوق ہے اور خاص طور سے وہ رفیع مرحوم کے گائے ہوئے گیت گاتے ہیں۔ رفیع صاحب آواز کے دھنی تھے وہ جس آسانی کے ساتھ آواز کے تینوں زمزموں میں گھومتے تھے اس کی نقل کرنے کے لئے بھی گلا اور ریاض چاہیئے۔ اچھے اچھے گویوں کا امتحان یہیں ہو جاتا ہے اس نوجوان کے ساتھ بھی یہی مسئلہ تھا کہ جب وہ آواز اٹھاتا تھا تو گلا ساتھ نہیں دیتا تھا۔ میں نے اس نوجوان کو فاسفورس کا استعمال بتایا۔ اس میں فاسفورس کی یہ علامت موجود تھی کہ جب آواز اٹھائی جائے تو آواز پھٹ جائے، دق کی طرف مائل۔ مریضوں میں گلا بیٹھنے کی دیرینہ شکایت کے لئے فاسفورس ایک اہم دوا ہے۔ لیکن استعمال میں احتیاط لازم۔ دوا ایک خوراک بس۔

گلا عام طور پر نزلہ خناق اور کئی ایک دیگر بیماریوں میں بیٹھ جایا کرتا ہے۔ اس کے علاوہ زیادہ بلند آواز سے پڑھنے یا بولنے یا گانے بجانے سے بھی اکثر گلا بیٹھ جاتا ہے۔ یہاں ہم علامتوں کے اعتبار سے چند ادویات کا ذکر کریں گے تاکہ وقت ضرورت آپ اس کا فائدہ اٹھا سکیں مثلاً اگر آواز کے زیادہ استعمال کی وجہ سے گلا بیٹھا ہو تو ایک گلاس پانی آرنیکا مدر ٹنکچر کے پانچ سات قطرے ڈالیں اور پانی سے غرارے کریں اور اس کے ساتھ یہ دوا تیس طاقت میں ہر دو۔ چار گھنٹے سے کھائیں۔

لیکن اگر نزلہ زکام کی وجہ سے گلا بیٹھ گیا ہو یا صبح کے وقت گلا بیٹھ جاتا ہو تو کاسٹیکم کا استعمال کریں اور اگر گلا شام کے وقت بیٹھ جاتا ہو تو کاربوویج نظر میں رکھیں۔ نم یا مرطوب موسم میں اگر گلا بیٹھا ہو تو ڈلکامارا اہم دوا ہے۔

واعظ حضرات یا گویئے جنھیں اچانک نزلہ ہو گیا ہو اور آواز بیٹھ گئی ہو اور آواز بھی ایسی بیٹھی ہو کہ کبھی تو صاف بات کریں اور کبھی آواز ہی نہ نکلے یعنی آواز غیر یقینی یا متلون ہو اور اس ڈر سے وہ وعظ کرنے سے ہچکچا رہے ہوں تو انھیں اس وقت ایک خوراک آرم ٹرائیفائیلم

کی ضرورت ہے۔ ایک خوراک ہی کے بعد وہ بھرپور اعتماد کے ساتھ واعظ کرنے کی پوزیشن میں ہوں گے۔

سردی زکام کی وجہ سے آواز بیٹھ گئی ہو۔ اور بات کرنے کی وجہ سے اور بھی زیادہ اثر پڑتا ہو۔ تو اس کے لئے کوکا ایک اہم دوا ہے۔ اسے مدر ٹنکچر میں چند قطرے پانی میں ملا کر استعمال کریں۔ ہر دو گھنٹے کے وقفے سے یقینی فائدہ ہو گا۔



ایک قدرتی مرض دوسرے سے مشابہ قدرتی مرض کو اس وقت دور کرتا ہے جبکہ وہ اس سے زیادہ طاقتور ہو۔ اور ایک ادویاتی مرض یعنی دواؤں کے ذریعے پیدا کی گیئں۔ مصنوعی علامتیں اس قدرتی مرض کو اس وقت دور کر دیتی ہے۔ جب وہ اس سے زیادہ طاقتور ہوتی ہیں۔

ڈاکٹر ھانی من

پیٹ کی گڑبڑ

اس باب میں معدہ اور پیٹ کی ان شکایات کا ذکر کروں گا جو اکثر لوگوں کو رہتی ہیں اور بالخصوص شہر بمبئی کی تو ستر فیصد آبادی ان امراض میں مبتلا ہے۔ ایسا خیال بمبئی کے مضافات میں واقع ملنڈ میونسپل اسکول کے ٹیچر محمد رفیق صاحب کا ہے آپ، ایم-اے اور بی ایڈ ہیں۔ اردو ٹائمز کے کسی شمارہ میں ان کا یہ سوال تھا کہ دائمی قبض، گیس ٹربل اور بدہضمی کی شکایات بالخصوص بمبئی میں تقریباً ۷۰ فیصد لوگوں کو رہتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے اور اس کا علاج کیا ہے۔ ؟

اس کی مختلف وجوہات ہیں۔ جن میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اکثر بڑے شہروں میں لوگ زیادہ تر ہوٹلوں میں کھانا کھاتے ہیں۔ ریڈی میڈ مسالوں اور ملاوٹی اشیاء کے استعمال کی وجہ سے پیٹ کے امراض ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ بیشتر افراد کو بے وقت کھانا ملتا ہے یا کہ پھر لوگ رات گئے تک جاگتے ہیں اور دن ڈھلنے تک سوتے ہیں ان تمام باتوں کے علاوہ ایک سبب یہ بھی ہے کہ بڑے شہروں میں لوگ ذرا ذرا سے فاصلے کے لئے آٹو رکشا بس یا ٹیکسی کا استعمال کرتے ہیں۔

دائمی قبض ۔ دائمی قبض کا سب سے آسان اور بہتر علاج کھانے پینے کی اشیا میں احتیاط اور ذرا سی تبدیلی و ترتیب سے ممکن ہو سکتا ہے۔ اس کے مریضوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے ناشتے میں کچھ ایسی اشیا کا بھی شمار کریں جو منہضم اور ملین ہوں۔ مثلاً دو چار عدد خشک آلو بخارا لیں ایک کپ گرم پانی یا دودھ میں ایک چمچہ شکر ملا کر ان آلو بخاروں کو اس میں ڈال دیں اور رکھ دیں دوسرے روز صبح تک وہ خشک آلو بخارے کپ کا پانی جذب کر لیں گے اور پھول جائیں گے پھر ان آلو بخاروں کو اپنے ناشتے میں دیگر اشیاء کے ساتھ استعمال کریں۔ ناشتے میں پراٹھے یا تلے ہوئے بریڈ کا استعمال بھی قبض کا سبب ہوتا ہے۔ آٹا جس قدر باریک پسا ہوگا، اتنا ہی قبض پیدا کرتا ہے۔ اُبلا ہوا انڈا، سیب، یا کھجور، یا دودھ میں بھیگا ہوا چھوہارہ مفید ہے۔ ناشتے سے پہلے کچھ دیر صبح کی چہل قدمی اور ہلکی ورزش بھی زیادہ فائدہ مند ثابت ہوتی ہے۔

دائمی قبض کے لئے آئے دن تیز جلاب آور گولیاں یا ارنڈی کا تیل استعمال کرنا جاہلانہ

اقدام ہیں ۔ اس سے ہاضمے کا پورا نظام متاثر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ارنڈی کا تیل آنتوں کے خلیوں میں جم جاتا ہے ۔جس کی وجہ سے غذا سے حاصل ہونے والا حیات بخش مادہ جذب نہیں ہو پاتا۔ اس طرح کمزوری اور لاغری ہوتی ہے۔ نیز معدے اور آنتوں کی خرابی سے دیگر امراض پیدا ہو سکتے ہیں ۔

ایک اور سستا لیمن سنائے کی پتیاں ہیں۔ اس کی چائے قبض کے لئے بہت مفید ہے۔ اونٹ کا گوشت بھی اسی سبب سے دست آور ہوتا ہے۔ چونکہ وہ سنائے کی پتیاں کھاتا ہے۔ دوسری مفید شے السی ہے ۔پنجاب کے دیہاتوں میں عموماً سردیوں کے موسم میں لوگ السی کا زیادہ استعمال کرتے ہیں ۔ اسے مختلف طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ دیہاتی لوگ السی کو صاف کر کے بھٹی میں بھنا لیتے ہیں اور اس کو پیسنے کے بعد گھی میں بھون کر کئی طرح سے تیار کرتے ہیں ۔قبض کے لئے السی کو پانی میں اُبال لیا جاتا ہے ۔ اور صرف پانی پینے سے قبض دفع ہو جاتا ہے۔ ہومیو پیتھک ادویات میں علامتوں کے اعتبار سے کچھ کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ دائمی قبض کے مریض ہر آٹھے دن لگاتار ان دواؤں کا استعمال کریں ۔

۱ ۔نکس وامیکا ۔ زیادہ دواؤں کے بداثرات یا شراب نوشی کی وجہ سے اگر قبض کی شکایت ہو تو نکس وامیکا سے بہتر نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اہم علامات پاخانہ کی بار بار حاجت، لیکن پاخانہ کھل کر نہ ہو ۔ کلرکوں جیسی زندگی جیسے زیادہ تر گھر پر یا آفس میں بیٹھے رہنا اور جس کی وجہ سے قبض کی شکایت رہنا ایسی صورت میں بھی نکس وامیکا بہتر دوا ثابت ہوگی ۔ نکس وامیکا کے مریض کا مزاج چڑچڑا ہوتا ہے۔ خوراک دو سو قوت ضرورت کے اعتبار سے اور جب اس کی واضح علامتیں ہوں ۔

۲ - اوپیئم ۔ ہفتہ ہفتہ بھر پاخانہ کی خواہش ہی نہیں ہوتی اور نہ ہی پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ مریض پر ہر وقت غنودگی سی طاری رہتی ہے بالکل افیمچیوں کی طرح لیکن اسی افیم کی روح سے ایسے مریض کا علاج بھی ہے۔ اکثر بڈھوں میں اس دوا کے مریض مل جائیں گے ۔ پاخانہ اگر ہوا بھی تو سیاہ خشک اور سخت گولیوں کی شکل میں ہوتا ہے ۔. خوراک دو سو قوت میں ۔

۳- برائیونیا ۔ اسے آپ ڈرائیونیا کا نام دے سکتے ہیں۔ اس دوا میں ڈرائینس یعنی

خشکی غضب کی ہوتی ہے۔ منھ سے لے کر پاخانے کے مقام تک تمام راستہ خشک رہتا ہے لہذا اس خشکی کی وجہ سے پاخانہ نہیں آتا اور جو آتا ہے وہ سخت اور خشک ہوتا ہے۔ بالکل ایسا گویا جلا ہوا ہو۔ برائیونا کے مریض کو پیاس بہت زیادہ ہوتی ہے۔ وہ ایک وقت میں کافی مقدار میں پانی پیتا ہے۔ خوراک تیس یا دوسو پاور میں۔

۴۔ **ایلومینا** ۔ اس دوا کی دو علامات خاص ہیں۔ ایک پاخانہ کی نالی کا مفلوج ہونا اور دوسری راستے کی خشکی لہذا اگر نرم پاخانہ بھی ہوا تو بہت زور لگانے پر خارج ہو پاتا ہے۔ اور اگر پاخانہ بھی سخت اور خشک ہے تو اور بھی زیادہ تکلیف سے خارج ہوگا اگر پھر ہوگا ہی نہیں۔ خوراک دوسو قوت میں اور بالخصوص بچوں کے قبض میں بڑی پُر اثر دوا ہے۔

۵۔ **سائی لیشیا** ۔ بچوں کے قبض میں اس دوا کو بھی یاد رکھیں، وہ بھی عجیب طرح کا قبض کہ ننھا بچہ رفع حاجت کے لئے زور تو لگاتا ہے لیکن جیسے ہی وہ دم لینے کے لئے رکتا ہے پاخانہ پھر اندر چلا جاتا ہے۔ دوسو قوت (پاور) میں اور صرف ایک خوراک دوا کافی ہے۔

۶۔ **پلمبم** ۔ پاخانہ چھوٹی سخت گولیوں کی شکل میں ہوتا ہے جن کی رنگت سیاہی مائل یا بھورا بھی ہوتی ہے۔ بالکل اس طرح جیسے بھیڑ بکریوں کی مینگنیاں ہوتی ہیں۔ پلمبم کے مریض کا پیٹ اندر کی طرف کھنچا ہوا ہوتا ہے۔ اسے بھی دوسو قوت میں استعمال کریں۔

۷۔ **گریفائیٹس** ۔ عام طور پر موٹے مریضوں کی دوا ہے۔ پاخانے کے ٹکڑے ایک دوسرے کے ساتھ بلغمی جھلیوں سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں اور پاخانہ کرتے وقت مقعد میں سخت درد ہوتا ہے۔

معدہ یا پیٹ میں ریاح کا ہونا ۔ طبی اصطلاحات میں اسے نفخ شکم یا فلیٹس کہتے ہیں۔ جب کبھی کوئی گیس کا کیس سامنے ہو تو ہمیشہ ریاح کی تین بڑی ادویات سامنے رکھیں۔ اور ان تینوں کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لیں۔ حالانکہ یہ علامت متعدد ادویات میں پائی جاتی ہے۔ لیکن اکثر و بیشتر کیسوں میں ان تینوں میں سے کسی ایک کی علامات نمایاں ہوں گی، یہ تینوں دوائیں ہیں، کاربوویج۔ چائنا۔ لائیکوپوڈیم

کاربوویج کے مریض میں گیس کا زور معدہ کے مقام پر ہوتا ہے۔ یعنی ناف سے اوپر جبکہ لائیکوپوڈیم میں ناف کے نیچے ہوتا ہے۔ اور چائنا میں تمام پیٹ میں جیسے ہوا بھر

جاتی ہے۔ ان تینوں ادویات کے علاوہ چند دوسری دواؤں کا تذکرہ بھی ضروری ہے تاکہ گیس کے مریض اپنی علامتوں کے اعتبار سے بآسانی دوا کی تشخیص کر سکیں۔

۱۔ **کاربو ویج** ۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ ناف سے اوپر گیس کا زور۔ اور یہی اس کی علامت ہے۔ ڈکار لینے سے وقتی آرام۔ اور جو ریح نیچے سے خارج ہوتی ہے وہ نہایت بدبودار حتیٰ کہ مریض کسی سوسائٹی میں بیٹھنے کے لائق نہیں ہوتا۔ غذا ہضم ہونے سے پہلے سڑ کر بدبودار ہو جاتی ہے۔ بالخصوص یہ ایسے لوگوں کی دوا ہے جن کی عمر بس کھانے اور پینے میں گذری ہو۔

۲۔ **لائیکوپوڈیم** ۔ ناف سے نیچے ریاح پیٹ کو پھلائے رکھتی ہے۔ بھوک اچھی لیکن چند لقمے کھانے کے بعد ہی ایسا احساس ہو کہ کھانا گلے تک بھر گیا ہو۔ کھٹی ڈکاریں اور منہ میں پانی چڑھ آئے۔ کھاتے وقت ہر چیز کھٹی معلوم ہو۔

۳۔ **چائنا** ۔ جب تمام پیٹ میں ریاح بھر جائے اور بھاری پن ہو۔ ریح خارج کرنے یا ڈکاروں سے قطعاً آرام نہ آئے تو ان اہم علامات کی روشنی میں چائنا ازحد مفید ثابت ہوگی۔

۴۔ **ارجنٹم نائیٹریکم** اس دوا کی سب سے خاص اور اہم بات جو یاد رکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ اس کا مریض میٹھی چیزوں کا دیوانہ ہوتا ہے لیکن میٹھا اسے راس نہیں آتا۔ اکثر میٹھا کھانے کے بعد بیمار پڑتا ہے۔ اسے اپھارہ یا معدہ کی خرابی ہوتی رہتی ہے جب کہ وہ خوب مٹھائیاں وغیرہ کھا لیتا ہے۔ ڈکار پھنس جاتی ہے اور کوشش کے بعد جب خارج ہوتی ہے تو بہت زور سے اور بلند آواز سے خارج ہوتی ہے۔ خوراک تیس قوت میں۔

۵ **ایسافوٹائیڈا** ۔ حکیموں کے یہاں اس دوا کا زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن حکیم اسے ہینگ کے نام سے جانتے ہیں۔ ہینگ کا استعمال نفخ اور پیٹ کی دیگر خرابیوں کے لئے ازحد مفید ہے۔ ہومیوپیتھی میں اس ہینگ کی روح ایسافوٹائیڈا ہے۔ اس کی اہم علامت یہ ہے کہ روح باؤ گولہ کی مانند اوپر اٹھتی ہے۔ اور معدے سے اٹھ کر گلے میں پھنس جاتی ہے۔ چھ یا تیس قوت میں۔

۶۔ **نکس وامیکا** ۔ جب کہ بہت ہی زیادہ یا اکثر و بیشتر دواؤں کے استعمال کی وجہ سے

نفخ ہو گیا ہو یا کہ پھر شراب و کباب اس کا سبب رہا ہو۔

۷۔ پلسٹلا ۔ جب کہ مرض غذا کھانے کے بعد اپھارہ ہوا ہو۔

۸۔ نکس موشکیٹا ۔ یعنی جائے پھل (جائفل) جب ذرا سی غذا کھانے کے بعد ہی پیٹ پھول کر کپا ہو جاتا ہو۔ جائے پھل کا مریض ہر وقت غنودگی میں ہوتا ہے اور سوتے رہنا پسند کرتا ہے۔ منہ خشک لیکن پیاس ندارد اور یہی جائے پھل کی اہم علامت ہے۔

۹۔ ماسکس ۔ یعنی مشک، اس دوا کی اہم علامت یہ ہے کہ گیس اس قدر بنتی ہے کہ اکثر مریض بے ہوش ہو جاتا ہے یعنی ریاح کے ساتھ ہسٹریائی دورہ پڑتا ہے۔ تیس پاور

۱۰۔ اگنیشیا ۔ یہ پپیتا ہے۔ اکثر رنج و غم کے اثرات کا جب نتیجہ ہو جس کی وجہ سے ہر کھانا کھانے کے بعد پیٹ گیس سے پھول جاتا ہوا ور درد ہوتا ہو۔ اس کا مریض ٹھنڈی اور لمبی سانس لیتا ہے۔ خوراک تیس یا دو سو قوت میں۔

ایسیڈٹی

معدے میں اگر تیزابیت بڑھ جائے تو معدہ یا دل کے مقام پر جلن کا احساس ہوتا ہے۔ اس لئے اسے ہارٹ برن بھی کہتے ہیں دیگر تکالیف میں بھوک نہ لگنا یا کھانا کھانے کے بعد معدہ میں درد یا بوجھ یا متلی اور کھٹی کڑوی ڈکاروں کا آنا وغیرہ خاص ہیں۔ ایسیڈٹی کے مریضوں میں اکثر کو قبض یا اسہال کی شکایت بھی رہتی ہے۔

معدہ کی خرابی کی سب سے بڑی وجہ کھانے پینے میں بے قاعدگی ہے اور خاص طور پر بڑے شہروں کے لوگ اس مرض میں مبتلا رہتے ہیں۔ کیونکہ بڑے شہروں میں لوگ یا تو بہت زیادہ کھاتے ہیں یا پھر ان کے پاس کھانے کا وقت ہی نہیں ہوتا۔ یا دو کھانوں کے درمیان وقفہ بہت طویل یا بہت مختصر ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ بے وقت کھانے کے ساتھ ساتھ یہ بے قاعدہ غذا کا استعمال کرتے ہیں۔ خلاً یا تو غذا بہت زیادہ ثقیل اور ناقابل ہضم ہوتی ہے یا کہ پھر چائے اور بسکٹ پر مبنی ہوتی ہے۔

ناقابل ہضم غذاؤں میں زیادہ چربیلی اشیاء۔ ترش یا خراب کو الٹی کا کھانا ہے یا کہ پھر وہ عادت کہ آپ جلد جلد کھانا کھائیں اور اچھی طرح سے چبا کر نہ کھائیں۔ یا گرم سرد غذاؤں یا مشروبات کا اکٹھا استعمال کریں، شراب، تمباکو، چائے کافی، وغیرہ کا کثرت سے استعمال اور

کاروباری یا گھریلو معاملات میں رات گئے تک جاگنا اور دیگر معاشی پریشانیاں خاص ہیں اور جب یہ معاملات روزمرہ کا معمول بن جائیں تو پھر ان جملہ بد پرہیزیوں کی وجہ سے معدہ متاثر ہوتا ہے اور اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہ تمام باتیں شہری بابوؤں کی روزمرہ کی زندگی میں شامل ہیں لہٰذا معدہ کی خرابیوں میں علاج سے بھی اس وقت تک فائدہ نہیں ہوگا جب تک کہ اپنی عادتیں نہ سدھار لی جائیں۔

ایسیڈٹی کے لئے سب سے زیادہ آسان اور سستا نسخہ ہے لیموں کا رس بظاہر عجیب معلوم ہوتا ہے لیکن اس سے بہتر نسخہ دوسرا ہے ہی نہیں۔ لیموں کا رس پیٹ کی تیزابیت اور اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی بدہضمی کی شکایات کو دور کرتا ہے۔ ترکیب استعمال، ایک عدد لیموں لیں اور اس کا رس نکالیں اور دو چمچے رس کو نیم گرم پانی میں ملالیں پھر اس پانی کو کھانا کھانے کے دو گھنٹے کے بعد تھوڑا تھوڑا کر کے پیئں جس طرح کہ چائے پیتے ہیں۔

اس کے علاوہ سفید سرکے کا استعمال بھی کافی مفید ہے۔ یہ سرکہ سیب کا سرکہ بھی ہو سکتا ہے بہرحال ایک چمچہ سرکہ ایک چھوٹے کپ گرم پانی میں ملالیں۔ پھر کھانا کھانے سے قریب آدھا گھنٹہ قبل اس پانی کا ایک بڑا چمچہ لے لیں۔ پھر اس کے پندرہ منٹ بعد یعنی کھانا کھانے سے پندرہ منٹ قبل دوسرا چمچہ لے لیں۔ پھر کھانا کھانے سے فوراً قبل تیسرا چمچہ لے لیں اگر اس کا ذائقہ ترش لگے تو تھوڑا سا شہد ملالیں۔ اس سلسلے کا ایک آسان نسخہ نمک سلیمانی یا گلیوبر سالٹ بھی ہے بعض لوگ اسے کالا نمک بھی کہتے ہیں۔ اس نمک کا ایک چمچہ لیں اور اسے ایک بڑے گلاس گرم پانی میں ملالیں اور روزانہ صبح ناشتے سے قبل تھوڑا تھوڑا کر کے چائے کی چسکی کی طرح پیئں۔ ایک ہفتہ تک بلاناغہ۔ پیٹ کی بدہضمی اور تیزابیت وغیرہ کے لئے بیحد مفید ہے۔ بالخصوص جن اشخاص کو سرکہ راس نہ آتا ہو وہ اس کا استعمال کر سکتے ہیں۔

پیٹ کی تیزابیت وغیرہ کے لئے جو ہومیوپیتھک دوائیں زیادہ تر استعمال ہوتی ہیں۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ علامتوں اور عادتوں کے اعتبار سے ان کا انتخاب کریں۔

انیکس وامیکا - زیادہ تر دماغی محنت، لیکن ورزش نہ کرنا۔ خوب مصالحہ دار اور چٹپٹے کھانے کھانا۔ تیز چائے، تمباکو اور شراب و کباب کا استعمال۔ معدہ کی تکلیف کھانا کھانے کے گھنٹہ بھر بعد شروع ہوتی ہے۔ اور صبح کے وقت خاص طور سے زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

نیز پاخانہ کی بار بار حاجت ہوتی ہے لیکن کھل کر پاخانہ نہیں ہوتا۔ مریض مزاجاً چڑچڑا ہوتا ہے۔

۲۔ **کاربوویج** ۔ اس دوا کی بدہضمی بدبودار ہوتی ہے۔ خصوصاً جب ہوا خارج کرتا ہے کھانے کے بعد پیٹ گویا ہوا سے بھر جاتا ہے اور معدے کے مقام پر آگ سی چلنے لگتی ہے ہوا کا دباؤ معدہ سے اوپر کی طرف ہوتا ہے لہٰذا دل کے دھڑکنے کی کیفیت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۔ **چائنا** ۔ جب حلق کی از حد زیادتی یا اسہال وخون کے ضائع ہو جانے کی وجہ سے رطوبات جسمانیہ کے خارج ہونے سے معدہ کمزور رہا ہو اور بدہضمی اور تیزابیت کی شکایت پیدا ہوئی ہو تو چائنا کے استعمال سے فائدہ ہوگا۔ چائنا کے مریض میں ریاح بکثرت ہوتی ہے۔ اس کے پورے پیٹ میں گویا ہوا بھری ہوتی ہے اور ہوا کے اخراج سے آرام نہیں آتا۔ یہ اخراج کاربوویج کی طرح بدبودار نہیں ہوتا۔

۴۔ **لائیکوپوڈیم** ۔ جیسا کہ اس کے پہلے بتایا جا چکا ہے کہ اس دوا میں گیس کا زور ناف کے نیچے ہوتا ہے۔ مریض کو بہت بھوک لگتی ہے۔ لیکن جب کھانا کھانے لگتا ہے تو دو چار لقموں میں ہی پیٹ بھر جاتا ہے۔ کیونکہ کھانا کھاتے ہی معدے میں ہوا بھر جاتی ہے۔ اس کے مریض کو میٹھا کھانے کی خواہش بہت ہوتی ہے۔

۵۔ **اناکارڈیم** اس کے مریض کو کھانا کھانے سے خوب آرام آتا ہے لیکن جب پیٹ خالی ہونے لگتا ہے تو پھر تکلیف شروع ہو جاتی ہے۔ بدہضمی قبض اور دردِ سر۔ لیکن جب کھانا کھائے تو دردِ سر جاتا رہے۔ عجیب مزاج یعنی سنجیدہ باتوں پر ہنسے اور ہنسنے والی بات پر سنجیدہ بن جائے۔ گالیاں بکنے اور قسمیں کھانے کی عادت۔

۶ **فاسفورس** ۔ تیزابیت کے ساتھ ٹھنڈے پانی اور برف یا آئسکریم وغیرہ کھانے کی خواہش لیکن ٹھنڈا پانی معدہ میں گرم ہونے کے بعد قے ہو جائے اور یہی اس کی خاص اور اہم علامات ہیں۔ پرانی بدہضمی میں اکثر غذا کھاتے ہی قے ہو جاتی ہے۔

۷۔ **آرسنک** ۔ برف والا پانی پی کر یا آئسکریم وغیرہ کھانے سے بدہضمی یا پیٹ میں جلن وغیرہ ہو رہی ہو تو آرسنک کی محض ایک ہی خوراک سے معدے کی خرابیاں ٹھیک ہو جائینگی۔ فاسفورس کے استعمال میں بھی انتہائی احتیاط ضروری ہے۔ اور اکثر اوقات ایک ہی خوراک کافی ہوتی ہے۔

۸- ارجنٹم نائیٹریکم ۔ پیٹ میں بہت زیادہ گیس جو بلند بانگ ڈکاروں کے ساتھ خارج ہوتی ہے کہ آس پاس کے لوگ بھی اس طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ لائیکوپوڈیم کے مریض کی طرح اس کے مریض کو بھی میٹھا کھانے کی بے انتہا خواہش رہتی ہے لیکن میٹھا کھانے سے اور بھی تکلیف بڑھ جاتی ہے ۔ یادست آنے لگتے ہیں ۔

۹- کالچیکم کھانے کے تصور یا اس کی بو ہی سے متلی اور قے ہونے لگتی ہے ۔

۱۰- نیٹرم فاس ۔ معدہ میں شدید کھٹاس اور منہ کا ذائقہ کھٹا ۔ اسے چھ ایکس میں استعمال کریں ۔ تیزابیت کے لئے روزمرہ کی دوا ہے ۔

۱۱- نیٹرم میور ۔ بہت ہی زیادہ آلو، یا میدے کی روٹیاں کھانے سے اگر معدہ خراب رہتا ہو ۔ اور منہ کا ذائقہ کڑوا ہو ، سینے میں جلن اور سردی محسوس ہوتی ہو اور کھانے کی زیادہ خواہش رہتی ہو ۔ عام طور سے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کی یہ دوا ہے ۔ جن میں یہ علامتیں واضح ہوں یا وہ نوجوان جن میں جماع کی زیادہ خواہش رہتی ہو ۔ اور جس کی زیادتی کی وجہ سے ضعف معدہ کی یہ تمام شکائیتیں رونما ہو گئی ہوں یہاں تک کہ پیٹ کا السر ہو چکا ہو تو ایسے مریض کے لئے یہ دوا نہایت مفید ہوگی ۔

۱۲- گریفائیٹس ۔ جب سانس میں پیشاب کی سی بدبو ہو اور منہ کا مزا سڑے ہوئے انڈے کے مانند رہتا ہو ۔ خصوصی طور سے صبح کے وقت اور حلق میں کافی رطوبت جمی رہتی ہو کبھی کھٹی اور کبھی کڑوا پانی کی ڈکار آتی ہو ۔ یا گیس پھولنے سے الٹی ہو جاتی ہو اور بدہضمی کی وجہ سے پیٹ بہت پھول جاتا ہو ۔ پاخانہ صاف نہ رہتا ہو ۔ اور بڑی شکل سے اجابت ہوتی ہو گویا مقعد پھٹ جائے گی ۔ اور جس کے سبب کبھی خون آجاتا ہو ۔

یہ دوا خصوصی طور سے ان عورتوں کے لئے مفید ہے جنھیں حیض کم آتا ہے اور موٹاپا ہو جاتا ہے اور میٹھا کھانے سے کوئی رغبت نہیں رہتی اس دوا کی خاص علامت یہ ہے کہ اس کے مریض کو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے اس کے چہرے پر مکڑی کا جالا تنا ہو وہ چہرے پر ہاتھ پھیر کر بار بار اُتارنے کی سعی کرتا ہے ۔ محض اس علامت کی روشنی میں، میں نے ایک مریضہ کا شکستہ شدہ پیٹ کا السر ٹھیک کیا تھا ۔ وہ مریضہ ایک عرصے سے اس مرض میں مبتلا تھی ۔ اس کیس میں دوسری اہم اور مددگار علامت یہ تھی کہ اسے میٹھا کھانے سے متلی اور قے ہوا کرتی تھی ۔

۱۳- مرک سول ۔ ضعف معدہ جو عرصہ تک پریشانی کا سبب بنا ہو۔ اور منہ میں لعاب بکثرت آتا ہو۔ تو یہ دوا مفید ہے۔

۱۴- برائیونیا ۔ کھانے کے بعد معدے کے اندر بوجھ محسوس ہو۔ گویا پتھر بندھا ہو۔ قبض ہو۔ پاخانہ خشک اور سخت ہوتا ہو۔ سر میں چکر اور بھاری پن، منہ کا ذائقہ کڑوا اور صفراوی قے یا متلی، مزاج چڑچڑا یا غصہ ور ہو۔ اور گرمی کی برداشت بالکل نہ ہو تو یہ دوا مفید ہو گی۔

۱۵- پلسٹیلا ۔ سینے میں جلن، سر میں چکر، زبان خشک، لیکن پیاس زیادہ نہیں۔ بار بار پتلا آؤں آلود دست، منہ کا ذائقہ نمکین، کڑوا یا کھٹا خاص کر مرغن غذا کھانے کے بعد پیٹ خراب ہوتا ہے۔ یا پھل آئسکریم یا برف وغیرہ کھانے سے معدہ خراب ہوتا ہے تو یہ دوا بہت مفید اور اہم ہے۔

۱۶- آئرس ورسیکالر ۔ ہاضمہ کی خرابی، تیزابیت یا پیٹ میں السر کی وجہ سے کھٹی اور تیزابی رطوبت، ایسی قے ہوتی ہے تو معدہ سے منہ تک تمام جگہ چھیل دیتی ہے اور شدید جلن پیدا کرتی ہے، قے لیسدار اور بلغمی ہوتی ہے۔ مانند لمبے تاگوں کے نیچے لٹکتی ہے۔ یہی اس کی اہم اور خاص علامت ہے۔ تیس قوت میں استعمال کریں۔

۱۷- ہائیڈراسٹس ۔ معدہ کی کمزوری، معدہ میں زخم، معدہ کا کینسر، یا معدہ کی پرانی خرابی وغیرہ کی یہ خاص دوا ہے۔ اس دوا کا جگر پر بھی نمایاں اثر ہے۔ اس کے مریض عموماً بوڑھے اشخاص ہوتے ہیں۔ اہم علامت معدہ میں خالی پن اور کمزوری کا احساس، مریض غذا طلب کرتا ہے اور کھانا کھانے سے وقتی طور پر اسے آرام آتا ہے۔ دوسری علامت شدید قبض اور پاخانہ کی حاجت کا نہ ہونا۔ نیز بلغمی جھلیوں سے، ہوا کی نالیوں سے، معدہ سے یا رحم سے زرد رنگ کی گاڑھی لیسدار اور بدبودار رطوبت کا خارج ہونا۔

۱۸- فلیورک ایسڈ ۔ اس کے مریض کو بھی بہت زیادہ بھوک ہوتی ہے اور کھانے کے کچھ دیر بعد پھر پیٹ خالی ہو جاتا ہے۔ لہٰذا وہ ہر وقت کھاتا ہی رہتا ہے۔ کیونکہ کھانے سے اس کو آرام آتا ہے اس کے مریض کو ٹھنڈے پانی کی بہت زیادہ خواہش رہتی ہے۔

۱۹- نیٹرم کارب عموماً کھانے کا سوڈا کھا کھا کر اپنا پیٹ خراب کر لیتے ہیں یہ دوا بالخصوص ان لوگوں کے لئے مفید ہے۔

ڈائیریا

ڈائیریا بالعموم بچوں میں خطرناک ثابت ہوسکتا ہے۔ خاص طور سے شیر خوار بچوں میں اسہال اگر قابو میں نہ آئے تو ڈیہائیڈریشن ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے اکثر اموات واقع ہوجاتی ہیں۔

ہومیوپیتھک ادویات کا بروقت استعمال از حد مفید ثابت ہوا ہے۔ اور ان پیچیدہ مسائل کو پیدا ہونے نہیں دیتا۔

شیر خوار بچوں میں اسہال کے لئے روزمرہ کی دواؤں میں کلکیریا فاس چھ ایکس اور فیرم فاس چھ ایکس ہیں لیکن اگر پاخانوں میں بدبو زیادہ ہو تو کالی فاس چھ ایکس شامل کریں۔ اگر بخار کے ساتھ اسہال ہوں تو فیرم فاس چھ ایکس ہی کافی ہے۔ یہ ادویات بائیوکیمک دوائیں ہیں۔ شروع شروع میں اور خاص طور پر چھوٹے بچوں میں صرف انہی ادویات سے بہتر نتائج برآمد ہوجاتے ہیں لیکن اگر ڈائیریا قابو میں نہ آئے تو علامتوں کے اعتبار سے دوا کا انتخاب کریں۔ ان دواؤں کو ان کی مجرب علامتوں کے ساتھ بیان کروں گا تاکہ دوا کی تشخیص میں آسانی ہو۔

۱۔ کیموملا۔ دانت نکلنے کے زمانے میں بچوں کے اسہال کی سب سے اہم دوا ہے اس کے پاخانے سبز رنگ کے اور گندے انڈوں کی مانند بدبودار ہوتے ہیں۔ اس دوا میں ہرے پیلے دست بھی ہوتے ہیں اور پیٹ میں بھی درد ہوتا ہے لیکن خاص علامت بچے کا ضدی ہونا ہے۔ بچہ ہر وقت بے چین رہتا ہے۔ اور کسی طرح نہیں بہلتا۔ وہ اس حد تک بدمزاج اور ضدی ہوجاتا ہے کہ ہر وقت کچھ نہ کچھ اشیاء مانگتا رہتا ہے۔ اور جب کوئی چیز اسے دے دی جائے تو لینے سے انکار کر دیتا ہے۔ یا اسے اٹھا کر ادہر ادہر پھینک دیتا ہے۔ بلکہ بعض اوقات غصہ سے بیتاب ہوکر ماں کے منہ پر طمانچہ مار دیتا ہے اور کسی طرح نہیں بہلتا۔ ماں باپ اسے ہر وقت اٹھائے اٹھائے پھرتے ہیں کیونکہ وہ زمین یا بستر پر نہیں رہتا بلکہ گود میں چڑھ کر اِدھر اُدھر گھومتے رہنا پسند کرتا ہے۔ قوت تیس۔

۲۔ اپی کاک: اس دوا کے پاخانے سبز اور زرد رنگ کے ہوتے ہیں۔ لیکن یہ جھاگ دار ہوتے ہیں اور ڈائیریا عموماً زیادہ کھلا پلا دینے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اہم علامت متلی اور قے۔ اسے تیس قوت میں لے لیں اور ہر دو سے چار گھنٹے پر دوا دہرائیں اور آرام ملنے کی صورت میں دوا کا استعمال بتدریج کم کرتے جائیں۔

۳- **پلسٹلا**۔ اس دوا کی تین خاص الخاص علامات یاد رکھیں (۱) مرغن غذا کی وجہ سے اسہال کا آنا (۲) پاخانوں کا رنگ بدلتے رہنا۔ مثلاً ابھی سبز رنگ کا پاخانہ ہوا ہے۔ تو بعد میں زرد رنگ کا پاخانہ آئے گا۔ یا سفید یا پھر کوئی اور رنگ، نمبر۳ پاخانوں کا خاص طور پر رات کو آنا، یہ دوا عام طور پر نازک مزاج بچوں اور بڑوں کے لئے ہے۔ آپ میں اکثر لوگوں کو بارہا اس کا سابقہ پڑا ہوگا کہ سیر سپاٹے کے دوران یا کسی دعوت میں اگر چٹ پٹے قسم کے کھانے لئے جائیں یا آئس کریم کھالیں تو دوسرے ہی روز پیچس یا اسہال کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

پلسٹلا کے مریض کے منہ کا ذائقہ بدمزہ ہوتا ہے۔ عموماً منہ خشک رہتا ہے اس کے باوجود پیاس نہیں لگتی۔ اسے تیس یا دوسو قوت میں استعمال کریں اور ہر دو گھنٹے کے وقفہ سے دوا دیں۔ اس طرح تین یا چار خوراکوں کے بعد ہی آرام آجاتا ہے۔ آرام ملنے کی صورت میں دوا بند کردیں یا ہر دست کے بعد مزید ایک خوراک دوا دے دیں۔

اگر کسی شخص کو دست صرف دن میں یا عموماً رات میں ہوتے ہیں اور حد درجہ رقیق سبزی مائل زرد ہوتے ہوں یا ہر وقت رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ اور کھانا کھانے کے بعد فوراً اجابت کی خواہش ہوتی رہتی ہو۔ پھل یا سرد غذا یا پینے کی کوئی چیز مثلاً شربت یا آئسکریم وغیرہ کے استعمال سے دست آجاتے ہوں ایسی صورت میں بھی پلسٹلا ایسے اشخاص کی مزاجی دوا ہے۔

۴۔ **پوڈوفائیلم**۔ اگر پاخانہ مقدار میں بہت زیادہ اور نہایت بدبودار ہو نیز مثل پانی بصورت پچکاری خارج ہوتا ہو تو یہ دوا ہے۔ پوڈوفائیلم کے مریض کو بہت پیاس لگتی ہے اور ٹوائیلٹ کے لئے ایک دم بھاگتا ہے۔ عموماً اس طرح کے اسہال بہت تیز مرچ والے سالن کھالینے کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

۵۔ **آرسنک البم**۔ اگر برف کا پانی پینے یا آئس کریم کھانے یا پھل کھانے سے دست آرہے ہوں اور بالخصوص جبکہ پاخانے سیاہی مائل اور بدبودار لیکن تھوڑے تھوڑے کرکے ہوتے ہوں ساتھ میں معدے میں جلن، گلے میں جلن۔ مقعد میں جلن اور پیاس کی شدت ہو مگر مریض تھوڑا تھوڑا اور بار بار پانی پیتا ہو۔ بے چینی ہو اور پاخانہ پھرنے کے بعد انتہائی کمزوری واقع ہوتی ہو تو ان جملہ صورتوں میں یہ انتہائی مفید اور کارآمد دوا ہوگی۔ اسے تیس قوت میں استعمال کریں اور صرف ایک یا دو خوراک۔ عموماً ایک خوراک سے ہی آرام آجائے گا۔ پھر اس کے بعد دوا دینے کی ضرورت

نہیں یا اگر علامتیں بدستور برقرار ہوں تو دوا دہرائی بھی جاسکتی ہے۔ اس دوا کی خاص الخاص علامتیں شدید بے چینی، انتہائی کمزوری اور شدید پیاس کو ذہن نشیں کرلیں۔

بچوں میں اس دوا کی خاص علامات کو مت بھولئے وہ یہ ہیں، اگر بچہ بہت کمزور ہو اور پیاس لیکن تھوڑا تھوڑا پانی ایک وقت میں پیئے، اور پانی پیتے ہی فوراً قے کر دے۔ دست بدبودار ہوں اور انتہائی کمزوری اور لاغری کے باوجود بے چینی زیادہ ہو تو سمجھئے وہ بچہ اس دوا کو طلب کر رہا ہے اس دوا کی ایک ننھی سی گولی اس بچے کو موت کے شکنجے سے نکال لے گی۔

۶ - **ورٹیرم البم** - اس دوا کی خاص الخاص علامتوں میں ہیضہ ہی ہیضہ نظر آتا ہے۔ یا گیسٹرو کی علامات ہوتی ہیں، بے تحاشہ پتلے دست اور قے جس کے نتیجہ میں انتہائی کمزوری واقع ہو جاتی ہے تمام جسم ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ اور ماتھے پر سے ٹھنڈا پسینہ آتا ہے۔ دست کے آنے سے پہلے پیٹ میں شدید درد ہوتا ہے۔ اور پاخانے چاولوں کی پیچ کے مانند ہوتے ہیں۔ ایسے واقعات اکثر گرمیوں کے موسم میں رونما ہوتے ہیں اور عموماً بچے اس کا شکار ہوتے ہیں۔ ایلوپیتھک علاج میں فوراً گلوکوز چڑھانا پڑتا ہے۔ لیکن اس دوا کی اگر ایک ہی خوراک مریض کو مل جائے تو تھوڑی دیر بعد وہ چلنے پھرنے لگے گا۔ اگر یقین نہ ہو تو اس دوا کو ایسے مریض پر آزمالیں اسپتالوں کے لمبے چوڑے خرچ سے بچ جائیں گے۔ اس دوا کو تیس یا دو سو پاور میں استعمال کریں اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں کہ خاص علامتیں ہیں کھلے اسہال، زیادہ پیاس اور تمام جسم ٹھنڈا۔

۷ - **ایلوز** بسا اوقات پیٹ کچھ اس طرح خراب ہو جاتا ہے کہ ایسا محسوس ہوتا ہے گویا مقعد اور شکم پتلے پاخانے سے بھرے ہوئے ہیں اور پیٹ میں اس قدر گڑگڑاہٹ محسوس ہوتی ہے کہ پاس بیٹھے ہوئے شخص کو بھی سنائی دیتی ہے۔ مریض کو پاخانہ پر قطعی کنٹرول نہیں رہتا چنانچہ پیشاب کرتے وقت یا ریح خارج کرتے وقت پاخانہ آجاتا ہے۔ لہٰذا ذرا ذرا سی دیر بعد رفع حاجت کے لئے پاخانہ جانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور پاخانہ کرتے وقت ریاح کافی مقدار میں خارج ہوتی ہے۔ اسہال عموماً پانی کی مانند ہوتے ہیں لیکن ان کے ساتھ کچھ بندھے ہوئے ٹکڑے بھی ہوتے ہیں ایسی صورت میں ایلوز بہت مفید دوا ہے۔ پاور تیس، ہر چار گھنٹے سے۔ چند ہی خوراکوں میں آرام ہو جائے گا۔ اگر چھوٹا بچہ پاخانہ ٹپکاتا پھرے اور باوجود تنبیہ کے اس حرکت سے باز نہ آئے یا بعض اوقات سخت بے خبری میں سخت گولی کی طرح پاخانہ گراتا پھرے تو اس کی یہ حالت مقعد

کی کمزوری کی وجہ سے ہے اس طرح کے بچوں کے لئے بھی ایلوز مفید دوا ہے۔

۸ کروٹن ٹگ ۔ دراصل یہ جمال گوٹہ ہے یعنی اس کی روح ــ جب کبھی اس دوا کا تذکرہ آتا ہے تو مجھے میرا ایک دوست یاد آجاتا ہے۔ یہ بمبئی کا مشہور ڈاکٹر ہے اور بچوں کے مرض کا ماہر وہ اکثر جب ڈائریا کے علاج میں ناکام ہوتا ہے تو ہومیو پیتھی کی اس دوا کا استعمال کرتا ہے اور اکثر اس میں کامیاب بھی ہوجاتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ ڈائریا کے لئے یہ ہومیو پیتھک دوا ٹھیک ہے۔ جبکہ بارہا میں اس سے کہہ چکا ہوں کہ ہومیو پیتھی میں ایسا کچھ نہیں ہے کہ فلاں مرض کی فلاں دوا ــ آپ اس ڈاکٹر کی طرح اس دوا کا استعمال نہ سیکھیں بلکہ اس دوا کی باقاعدہ علامات ذہن نشیں کریں۔ یقین مانیئے اگر آپ اس میں کامیاب ہو گئے تو اس مشہور ڈاکٹر سے کہیں زیادہ اور بہتر طور پر بچوں کے اسہال کا علاج کر سکیں گے۔ گرمیوں کے موسم میں اکثر بچوں میں اس کی علامتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ اس دوا کی سب سے اہم علامت بس ایک ہی ہے اور اسے اچھی طرح یاد رکھیئے، اور وہ یہ کہ پچکاری کی دھار کی طرح پاخانہ کا خارج ہونا یعنی یکبارگی نہایت تیزی سے خارج ہوتا ہے جیسا کہ ایلوز میں دیکھا ہوگا۔

اجابت زرد، رقیق اور کھانے پینے کے فوراً بعد ہوتی ہے۔ اس طرح کے دستوں سے بچہ انتہائی کمزور ہوجاتا ہے۔ اس کا پیٹ پھول جاتا ہے اور وہ بالکل نڈھال ہوجاتا ہے۔ ایک گھونٹ دودھ پینے یا ماں کے سینے سے دودھ چوسنے سے یکبارگی فوراً اجابت خارج ہوتی ہے۔ ایسے ہر بچے کے لئے کروٹن ٹگ نہایت عظیم فائدہ بخش دوا ہے۔ جی ہاں! جمال گوٹے کا سب سے بہتر استعمال ہومیو پیتھی ہی جانتی ہے۔ اس کی دیگر علامتوں میں گاہے متلی اور قے کا ہونا بھی قابل ذکر ہیں ــ لیکن سب سے اہم علامت یہی ہے کہ پاخانے کا پانی کی مانند زرد اور یکبارگی تیزی کے ساتھ خارج ہونا۔ قوت تیس۔

۹۔ چائنا۔ اس کے اسہال پانی جیسے رقیق اور بادامی رنگ کے ہوتے ہیں۔ جن کے ساتھ غذا کے غیر منہضم ٹکڑے اور کثیر ریاح خارج ہوتی ہے۔ پیٹ کی اکثر ایسی حالت بچوں کو ہوا کرتی ہے۔ ایسی صورت میں بچہ نہایت کمزور اور زرد ہوجاتا ہے۔ آنکھوں کے نیچے سیاہ حلقے پڑ جاتے ہیں۔ اس دوا کے اسہال ضعف معدہ کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ لہٰذا بچہ جب کچھ کھا لیتا ہے تو فوراً اجابت ہوجاتی ہے۔ اور خصوصاً بوقت شب غلبۂ اسہال زیادہ ہوتا ہے۔ نیز پاخانہ

بلا درد آتے ہیں۔ پیٹ میں گیس بکثرت رہتی ہے۔ گرمیوں میں اور پھل کھانے سے اسہال آنے لگیں تو اس دوا کو یاد رکھیں اس دوا کی اہم علامت جو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے وہ ہے غیر ہضم شدہ غذا کا پاخانے میں خارج ہونا۔ قوت تیس

۱۰۔ مرک سول ۔ اسہال سبز رنگ کے ہوتے ہیں اور ان میں بلغم شامل رہتا ہے اور اینٹھن اور مروڑ کے ساتھ آتے ہیں۔ پاخانے پر زور لگاتے وقت جسم پر پسینے آتے ہیں اور منھ سے رال ٹپکتی ہے۔ ان سب کے علاوہ جو اس دوا کی سب سے اہم اور خاص علامت ہے وہ یہ کہ ہر اجابت کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ پاخانہ اور بھی ہوگا۔ لہذا مریض زیادہ دیر تک پاخانہ کرنے کے لئے بیٹھا رہتا ہے مرک سول تیس پاور میں استعمال کریں۔

۱۱۔ ریوم ۔ اگر ماں ذہین ہے تو آپ اس کی باتوں سے اس دوا کی علامات جان جائیں گے وہ کہے گی کہ اس کے بچے کے تمام جسم سے دہی جیسی کھٹی بو آتی ہے اور ایسی ہی بو اس کے پاخانوں سے بھی آتی ہے۔ حالانکہ وہ خوب اچھی طرح صاف ستھرا رکھتی ہے۔ اور نہلاتی بھی ہے لیکن بو برقرار رہتی ہے۔ ریوم کے پاخانوں کا رنگ بھورا اور جھاگدار ہوتا ہے اگر ریوم سے خاطر خواہ فائدہ نہ ہو تو اس بچے کو میگنیشیا کارب دیں۔ میگنیشیا کارب ریوم کی مددگار دوا ہے اور زیادہ گہری دوا ہے اس کے پاخانے بھی کھٹی بو والے ہوتے ہیں لیکن پاخانے کا رنگ سبز ہوتا ہے اور یہی علامت دونوں دواؤں میں تفریق کرتی ہے۔

کھٹی بو والے پاخانوں کے لئے کلکیریا کارب بھی اہم دوا ہے۔ کلکیریا کارب کا بچہ جسمانی طور پر پلپلا اور موٹا ہوتا ہے۔ اور اس کے سر پر بہت زیادہ پسینہ آتا ہے۔ پاخانے غیر ہضم شدہ ہوتے ہیں۔ اکثر دانت نکلنے کے زمانے میں اس دوا کی علامات ملتی ہیں۔ اس کا بچہ عام طور پر مٹی کھاتا ہے لہذا پاخانوں کا رنگ بھی مٹیالہ یا سفیدی مائل ہوتا ہے۔ ان تینوں دواؤں کو تیس پاور میں استعمال کریں البتہ کلکیریا کارب کو دو سو قوت تک میں استعمال کرایا جا سکتا ہے لیکن صرف ایک روز اور وہ بھی دو یا تین خوراکیں ۔ بس

۱۲۔ کلکیریا فاس ۔ کلکیریا کارب کے برعکس اس کا بچہ دبلا پتلا اور جلد پر جھریاں والا ہوتا ہے۔ اکثر ایسے بچوں کے دانت نکلنے میں دیر ہوتی ہے۔ پاخانے سبز رنگ بدبودار اور خاص طور پر آواز دار ہوتے ہیں یعنی خارج ہوتے وقت گیس بھی خارج ہوتی ہے جس کی وجہ سے

پڑپڑ کی آواز ہوتی ہے قوت تیس یا دو سو اور صرف چند خوراکیں - یعنی دو یا ایک ہی روز دوا استعمال کرائیں

۱۳۔ **کالوسنتھ** ۔ شدید دردوں کے ساتھ دست آتے ہیں ۔ پیٹ کو دبانے اور آگے کی طرف جھکنے سے قولنجی دردوں کو قدرے آرام آتا ہے لہذا مریض پیٹ پر ہاتھ رکھ کر بیت الخلاء کی طرف بھاگتا ہے ۔ خوراک تیس پاور میں ہر دو سے چار گھنٹے بعد

۱۴۔ **نیٹرم سلف** ۔ عموماً مرطوب موسم میں اس کے مریض دیکھنے میں ملتے ہیں یا پھر پرانے اسہال کے مریض ، صبح اٹھ کر جیسے ہی چلنے پھرنے لگتے ہیں کہ اسہال شروع ہو جاتے ہیں ۔ خوراک تیس قوت میں ۔

۱۵۔ **ڈلکامارا** ۔ یہ بھی بھیگے موسم کی دوا ہے جبکہ یکدم موسم کی تبدیلی ہوئی ہو ۔ خوراک تیس قوت میں — اس وقت ایک مریض کا واقعہ یاد آرہا ہے ، وہ ایک نوجوان تھا ۔ کسی اور مرض کے لئے میرے پاس آیا تھا اسے اکثر اسہال کی شکایت ہو جایا کرتی تھی ۔ خاص طور سے گرمیوں کے موسم میں ۔ میں نے کسی طرح سے بدل بدل کر اسے دوائیں دیں ۔ لیکن کامیاب نہیں ہوا ۔ وہ نوجوان ایک کولڈ اسٹوریج میں کام کرتا تھا ۔ جس فرم میں وہ کام کرتا تھا اس کا کام خلیجی ممالک میں گوشت سپلائی کرنا تھا ۔ سارا سارا دن یہ نوجوان برف کے گرد گھرا رہتا تھا ۔ اچانک مجھے خیال آیا کہ دراصل اس کے اسہال کی اصل وجہ یکدم گرد و پیش کی تبدیلی ہے ۔ اور اسی مناسبت سے میں نے اسے ڈلکامارا دی اور وہ اچھا ہو گیا ۔

گرمیوں میں برف میں کام کرنے والوں میں اور موسم خزاں میں جب کہ دن گرم اور راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اگر اسہال آئے تو ڈلکامارا کو یاد رکھیں

۱۶۔ **جیلسیمیم** بالخصوص ، خوف اور ڈر کی وجہ سے یا کسی انتظار سے اسہال کا واقع ہونا ، مثلاً ریل گاڑی کا انتظار ، تقریر کے لئے اسٹیج پر جانے کا انتظار یا امتحان دینے جانے سے قبل یا کہ پھر شادی کی پہلی رات سے قبل دولہا میاں بار بار بیت الخلاء کی سیر کریں ۔ خوراک دو سو قوت میں اور عموماً ایک ہی خوراک کافی ہے ۔

۱۷۔ **نکس وامیکا** ۔ عموماً جب کہ شب بیداری کی وجہ سے اسہال آئے ہوں ، یا کہ پھر شراب و کباب کی وجہ سے ہوئے ہوں ۔ تیس قوت میں ۔ اور تین چار خوراکیں

۱۸ - **کاربوویج** - اس کے مریض میں پیٹ میں ریاح زیادہ ہوتی ہے۔ اوراس کا اخراج بدبودار ہوتا ہے۔ اس دوا میں ایک خاص بات یادرکھنے کی ہے وہ یہ کہ اکثر ڈاکٹر یا حکیم دست بند کرنے کے لئے قابض دوائیں دیتے ہیں لیکن جب دست بند ہوتے ہیں تو پیٹ پھول کر کپا ہو جاتا ہے پھر یہ لوگ ریح خارج کرنے کے لئے دوائیں دیتے ہیں تو اس کے ساتھ دست بھی شروع ہو جاتے ہیں۔ لہذا ڈاکٹر اور مریض دونوں عجیب پریشانی اور کشمکش کی حالت میں ہوتے ہیں۔ ایسے کیسوں میں کاربوویج کی ایک خوراک دونوں کام کرتی ہے۔ یعنی گیس کو بھی روکتی ہے اور دستوں پر بھی قابو پالیتی ہے۔ اس دوا کو دینے پر پہلے ایک پاخانہ خوب کھل کر آئیگا۔ پھر اس کے بعد مریض کو بالکل آرام آ جائے گا۔ خوراک تیس قوت میں۔

ٹھنڈے پانی میں نہانے سے تمام جسم میں تشنجی لہریں دوڑ جاتی ہیں جبکہ اگر اسی ٹھنڈے پانی سے ہسٹریاکی مریضہ کو غسل دیا جائے تو اس کے تشنجی دوروں کو آرام آجاتا ہے

پیچش

جب انتڑیوں میں ورم یا سوزش کی وجہ سے پاخانے ہو رہے ہوں، ان پاخانوں میں آؤں اور بعض اوقات خون بھی آتا ہے ۔ یا خون آمیز لعاب دار چھیچھڑے کی طرح اجابت کا اخراج ہوتا ہے ۔ اکثر پیچش پیٹ میں مروڑ اور اینٹھن کے ساتھ ہوتی ہے ۔ یہاں تک کہ بعد اجابت بھی مروڑ وغیرہ میں کمی نہیں آتی ۔

ہومیو پیتھک علاج سے فوری طور پر اور بہتر طور پر اس مرض پر قابو پایا جا سکتا ہے ۔ البتہ دواؤں کی تشخیص علامتوں کے اعتبار سے ہی کی جائے اس کے بعد ہی فائدہ ہوگا ۔ اور بعض اوقات صرف ایک ہی خوراک سے مستقل آرام مل جاتا ہے اور مرض ہمیشہ کے لئے دفع ہو جاتا ہے اور یہی ہومیو پیتھک علاج کی بالادستی ہے ۔ پیچش کے اکثر کیسوں میں مندرجہ ذیل ادویات میں سے کسی ایک کی نمایاں علامات صاف طور پر پہچانی جا سکتی ہیں ۔ ان کے فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے تاکہ دوا کی پہچان میں غلطی نہ ہو ۔

۱ ۔ **مرک کور** ۔ یہ خونی پیچش کی دوا ہے یعنی پاخانہ میں خون زیادہ اور آؤں کم ہوتی ہے اور پاخانے کے ساتھ لگاتار پیٹ میں مروڑ اور اینٹھن رہتی ہے ۔ بعض اوقات پاخانوں کا رنگ زنگ آلود ہوتا ہے جس میں خون آمیز لعاب دار چھیچھڑوں کی طرح اجابت ہوتی ہے ۔ نیز پیشاب بھی جل کر اور تھوڑا تھوڑا آتا ہے ۔ ایسی صورت میں اس مریض کے لئے مرک کور کی بس ایک ہی خوراک مرض پر قابو پا لیتی ہے ۔ لیکن علامتیں بدستور قائم ہیں تو دوا دہرائی جا سکتی ہے ۔ اور دوا کی دہرائی مرض کی مناسبت سے ہو ۔ یعنی ہر چار گھنٹے سے یا آٹھ یا بارہ گھنٹے کے وقفے سے دوا کو دہرایا جا سکتا ہے ۔ اس کے مریض کو بھی شدت کی پیاس ہوتی ہے اور ٹھنڈا پانی پینے کی خواہش ہوتی ہے ۔ مرک کور کو تیس قوت میں استعمال کیا جائے ۔

۲ ۔ **مرک سول** ۔ اس کی اہم علامت یہ ہے کہ اجابت کے ساتھ ساتھ سفید سفید چکنا چکنا لعابی مادہ خارج ہوتا ہے اور گاہے بگاہے تھوڑا تھوڑا خون بھی آتا ہے ۔ اینٹھن اور مروڑ کبھی بہت زیادہ اور کبھی بہت کم رہتی ہے اور اجابت کے بعد گویا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ

پاخانہ اور بھی ہوگا یہی وجہ ہے کہ اس کا مریض پاخانہ پھرنے کے بعد بھی پاخانہ سے اٹھنے کا نام۔
نہیں لیتا۔ یہ علامت مرک کور میں بھی پائی جاتی ہے۔ یعنی ان دونوں دواؤں میں پاخانہ پھرنے کی
پر درد حاجت پاخانہ پھرنے کے بعد بھی مستقل طور پر جاری رہتی ہے۔ البتہ مرک سول کے مریض کو مرک
کور کے مریض کی بہ نسبت خون معمولی اور آؤں زیادہ ہوتی ہے۔ اور علامات نسبتاً نرم ہوتی ہیں۔

اسے بھی تیس قوت میں استعمال کرائیں۔ خاص طور پر بچوں میں۔

۳۔ نکس وامیکا۔ پیٹ کا درد اور پاخانہ جانے کی بار بار حاجت یہاں بھی ہے۔ لیکن
پاخانہ آجانے کے بعد خواہ قلیل سا ہی کیوں نہ ہو حاجت کو تسکین ہو جاتی ہے۔ اور پیٹ کے
درد کو آرام آجاتا ہے۔ یہی خاص علامت ہے جو اسے دونوں مرکیورس سے الگ کرتی ہے۔

اسے بھی تیس پاور میں استعمال کریں۔

۴۔ کولوسنتھ۔ شدید درد اور پیچش، خاص علامت پیٹ کو دبانے اور آگے کی طرف
جھکنے سے درد کو آرام۔ مریض درد سے دوہرا ہو جاتا ہے۔

تیس پاور میں اور ہر دو گھنٹے سے۔ اگر درد کی شدت بہت زیادہ ہے تو ہر آدھے گھنٹے کے وقفہ
سے بھی دی جا سکتی ہے۔

۵۔ ایکونائیٹ۔ موسم گرما میں جب کہ دن گرم اور راتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ ایکونائیٹ کے
کیس اکثر دیکھنے میں ملتے ہیں۔ ایکونائیٹ کے کیس میں علامتیں نہایت شدید ہوتی ہیں۔
مریض بہت بے چین ہوتا ہے اور اس پر مرجانے کا خوف طاری رہتا ہے اس بے چینی میں بار بار
وہ یہی جملہ دہراتا ہے کہ اب وہ نہیں بچے گا۔ پیچش میں خون ہی خون ہوتا اور درد بھی شدید۔
قوت تیس میں ادھ ادھ گھنٹے میں دیں دو تین خوراکوں سے ہی آرام مل جائے گا۔

۶۔ آرسنک۔ پیٹ اور مقعد میں جلن، پیاس کی شدت، انتہائی بے چینی اور کمزوری
خاص طور سے پاخانہ کر چکنے کے بعد بے حد کمزوری کا احساس، پاخانوں کا رنگ سیاہ اور بہت
زیادہ بدبودار،

تیس پاور میں استعمال کریں۔ صرف ایک یا دو خوراک۔ اہم علامات۔ انتہائی بے چینی لیکن
لیکن شدید کمزوری اور پیاس کی شدت بھی۔ یہ تینوں علامات نمایاں ہونی چاہئیں۔ لہٰذا دوا دینے
سے پہلے ان علامتوں پر اچھی طرح غور کرلیں۔

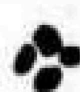
۷۔ کینتھرس۔ پیچش کے ساتھ جو پاخانہ خارج ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے گویا انتڑیوں کے ٹکڑے کٹ کٹ کر گر رہے ہوں۔ پاخانے کے بعد مقعد میں بے انتہا جلن ہوتی ہے اور پاخانے کی پُر درد حاجت بار بار بنی رہتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ پیشاب بھی قطرہ قطرہ اور انتہائی جلن کے ساتھ ہوتی ہے۔

۸۔ سلفر۔ اگر مرض پرانا ہو یا باوجود صحیح دوا کے انتخاب اور مناسب استعمال کے بعد بھی کوئی خاص فائدہ نظر نہ آتا ہو تو اس دوا کی محض ایک خوراک دو سو قوت میں دے دیں۔ یہ ایک خوراک یا تو مکمل طور پر کیس کو ٹھیک کر دے گی یا مرض کی نمایاں علامات ظاہر کر دے گی، پھر اس طرح دوا کی تشخیص میں آسانی ہوگی۔

طبِ نبوی

انار کو اس کے بیج کے باریک چھلکوں کے ساتھ کھاؤ اس لئے کہ یہ معدہ کی صفائی کرتا ہے

حضرت علی رضؓ



بواسیر

اس مرض کی خاص خاص دوائیں یہ ہیں مثلاً ۔ ایسکیولس، نکس وامیکا، ایلوز، ہیمامیلس اور کالنسونیا وغیرہ ۔ اس کے علاوہ کچھ مددگار دوائیں بھی ہیں ۔ مثلاً وہ دوائیں جو علامات کے اعتبار سے درمیان میں دی جاتی ہیں ۔ تو پہلے ان مددگار دواؤں کے بارے میں سمجھ لیں۔

نیگنڈیم امریکانم وقتی آرام کے لئے جبکہ بہت زیادہ سوزش اور درد ہو، اس دوا کو مدر ٹنکچر میں استعمال کریں اس کے پانچ سے دس قطرے ایک آدھے کپ پانی میں ملالیں ۔ اور پھر اس پانی کا ایک چمچہ ہر دو گھنٹہ بعد استعمال کریں

ایکونائیٹ جب بواسیر میں سوزش ہو جائے اور کافی خون جارہا ہو ۔ بے چینی اور بے آرامی کی حالت ہو تو ایکونائیٹ ضرور دیں دوا کا استعمال تیس پاور میں اور ہر آدھے گھنٹے یا دو گھنٹے کے وقفہ سے ۔ دو چار خوراکوں سے ہی آرام آجائے گا ۔

رٹنہیا مقعد میں اس قدر درد جیسے کسی نے شیشہ پیس کر رکھ دیا ہو ۔ مقعد کٹی پھٹی اور آگ کی طرح جلن ۔ مریض بار بار ٹھنڈا پانی ڈالتا ہے ۔ جس سے اس کو آرام آتا ہے ۔ لیکن پھر تکلیف شروع ہو جاتی ہے ۔ مریض اس قدر تکلیف میں ہوتا ہے کہ وہ اپنی مقعد اوپر کئے لیٹا رہتا ہے ۔ تاکہ ہوا سے چبھن کا احساس کم ہو ۔ اس دوا کا استعمال تین یا چھ قوت میں کیا جائے ۔ ہر آدھے گھنٹے یا دو گھنٹے بعد اور پھر حسب ضرورت ۔ ویسے چند ہی خوراکوں میں آرام ل جاتا ہے ۔

پاؤنی مسوں سے خون بہتا ہے اور مسّے باہر نکلے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کو چھونے سے ہی بے انتہا تکلیف ہوتی ہے یہاں تک کہ مریض تکلیف کی شدت سے ہی اکڑ جاتا ہے ۔ اور یہ چاہتا ہے کہ بس اب تو موت ہی علاج ہے ۔ ہر پاخانہ کے بعد تین چار گھنٹے تک اس قدر جلن ہوتی ہے گویا آگ پر بیٹھا ہو ۔ لہذا دونوں ہاتھوں سے مقعد کو کھولے ہوئے بستر پر لیٹا رہتا ہے ۔ ان جملہ صورتوں میں پاؤنی کا استعمال بے حد مفید اور پر اثر ہوگا ۔

. قوت تین ہر آدھے گھنٹے یا دو گھنٹے کے وقفے سے

کلکیریا فلور یہ بائیوکیمک دوا ہے۔ چھ ایکس میں استعمال کرائی جائے۔ جسم میں کہیں بھی ڈھیلاپن واقع ہو جائے تو یہ اس ڈھیلے پن کو دور کر دیتی ہے ہفتہ دو ہفتہ تک اس دوا کا استعمال کرایا جائے۔

دیگر خاص اور اہم ادویات جو اس مرض کا مکمل طور پر صفایا کر دیتی ہیں ان کا تذکرہ بھی ضروری ہے البتہ یاد رکھنے کی بات یہی ہے کہ ان کا استعمال بھی اس وقت کیا جائے جبکہ علامات طلب کر رہی ہوں کیونکہ قانون بالمثل ہر جگہ لاگو ہوگا۔ اس کے علاوہ مریض کا مزاجی علاج بھی ضروری ہوتا ہے تاکہ پھر دوبارہ مرض کا حملہ نہ ہو۔ اور وہ مریض مکمل طور پر شفا پا جائے۔ اس کے لئے کسی ہومیوپیتھ معالج کا مشورہ لیا جائے۔

خاص خاص ادویات کی علامات نوٹ کر لیں جو کہ اس مرض کو مکمل طور سے دفع کرنے میں کارآمد ہوتی ہیں۔ مثلاً

نکس وامیکا اکثر قبض کی شکایت رہتی ہے۔ پاخانہ کی حاجت لگاتار رہتی ہے لیکن پاخانہ پورے طور پر خارج نہیں ہوتا۔ اس کے مریض عموماً شراب و کباب کے عادی ہوتے ہیں یا زیادہ تر عیش و عشرت میں اپنا وقت گزارتے ہیں۔ مقعد میں ڈنک مارنے جیسا درد اور سکراؤ کا احساس رہتا ہے اور کمر بھی دکھتی ہے۔ مستوں میں اس قدر خارش ہوتی ہے کہ رات کو مریض سو نہیں سکتا۔ اور ٹھنڈے پانی کے لگانے سے کسی قدر آرام معلوم ہوتا ہے خوراک تیس قوت میں یا دو سو قوت میں۔ گولیوں کی شکل میں، صبح دوپہر شام استعمال کریں اگر علامتوں کے اعتبار سے صحیح دوا کی تشخیص ہوئی تو دو چار خوراکوں میں ہی مرض اچھا ہو جائے گا

پلسٹیلا اگر پتلے پاخانے آتے ہوں، منہ کا مزا خراب اور پیاس کم لگتی ہو تو پلسٹیلا سے فائدہ ہوگا اسے بھی تیس یا دو سو قوت میں استعمال کریں۔ دو تین روز تک

ہیمامیلس اگر بواسیر خونی ہے اور سیاہی مائل خون کا اخراج ہوتا ہے تو ہیمامیلس مفید دوا ہے۔ اس کو دو سو قوت میں استعمال کریں اور اگر خون کا اخراج زیادہ ہو رہا ہو تو ہر دو گھنٹے سے لیں۔ کچھ ہی خوراکوں میں آرام مل جائے گا۔ آرام مل جانے کی صورت میں دوا کا استعمال بند کر دیں۔

ایسکیولس ہیپو کاسٹنم ۔ اس میں خون یا تو بالکل ہی خارج نہیں ہوتا اور اگر ہوتا بھی ہے تو بالکل تھوڑا۔ لیکن تکلیف بہت ہوتی ہے۔ اس کی خاص علامت یہ ہے کہ مریض کو ایسا محسوس ہوتا ہے اس کی مقعد میں چھوٹی چھوٹی چھڑیاں بھری پڑی ہیں۔ حاملہ عورتوں میں بواسیر کے لئے خاص دوا ہے۔ خوراک تیس قوت میں صبح دوپہر شام ایک سے دو ہفتے تک اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔ لیکن درمیان میں یعنی دو تین روز میں مکمل آرام مِل جائے تو دوا نہ کھائیں۔

کالن سونیا ۔ حاملہ مستورات کی بواسیر میں یہ دوا خاص اثر رکھتی ہے۔ جبکہ خارش ایک خاص علامت ہو۔ دل کے مرض میں مبتلا مریضوں کی بواسیر میں بھی یہ ایک اہم دوا ہے خاص طور سے اس وقت جبکہ بواسیر کا خون رک گیا ہو۔ اور دل کی تکلیف بڑھ گئی ہو۔ خوراک اس دوا کو مدر ٹنکچر یعنی صفر قوت میں استعمال کریں۔ ایک گلاس پانی میں اس دوا کے چند قطرے ملالیں اور اس پانی کا ایک چمچہ ہر دو گھنٹے سے لیں۔

ایلو ۔ یہ ایک خاص دوا ہے جو اس وقت منظہر ہوتی ہے جبکہ انگوروں کے گچھے کی مانند مسے لٹکے ہوئے ہوں اور ان سے خون بھی نکلتا ہو۔ نیز ٹھنڈے پانی سے بہت آرام معلوم ہوتا ہو۔ مقعد میں بہت جلن ہوتی ہو اور بار بار دست بھی ہوتے ہوں ان جملہ صورتوں میں یہ دوا مفید ہوگی۔ تیس قوت میں تین مرتبہ کچھ روز تک لیں۔

اس دوا کا تذکرہ آیا ہے تو ایک مریضہ کا کیس یاد آیا۔ وہ غالباً کسی اسکول میں استانی ہیں اردو ٹائمز کے کالم کے ذریعہ انھیں اس دوا کا استعمال بتایا گیا تھا اور ایک ہزار قوت میں اس کا استعمال بتایا گیا تھا۔ لیکن انھوں نے کسی مقامی ہومیوپیتھ کو بھی رجوع کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اتنی اونچی قوت میں دوا کا استعمال نہیں کرنا چاہیئے۔ لہٰذا کم قوت میں اس دوا کو دیا ہوگا۔ بعد میں اس مریضہ کا خط آیا کہ انھیں آرام نہیں ملا۔ اگر انہوں نے ایک ہزار قوت میں اس دوا کو لیا ہوتا تو ایک ہی خوراک میں ان کا مرض اچھا ہو گیا ہوتا لیکن انھوں نے دوا مجھ سے پوچھی مشورہ دوسرے کا مانا۔ اس دوا کی اہم اور واضح علامت یہ تھی کہ چھوٹے بڑے مسّوں کا گچھا۔

ایک دوسرا مریض جسے بڑا سا بواسیری مسہ تھا علامت یہ تھی کہ پاخانہ کرتے وقت کسی قدر کھڑا ہونا پڑتا تھا۔ کاسٹکم دس ہزار قوت میں۔ صرف دو خوراک ہی سے اس کا وہ مسہ غائب ہو گیا۔

کانچ نکلنا

یہ مرض بالخصوص بچوں کو زیادہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات یہ مقعد کی کمزوری یا بغیر کسی سبب کے بھی ہو سکتا ہے یا اس کے اسباب پرانا قبض یا اسہال یا پرانی پیچش وغیرہ یا پھر ان اشخاص میں پایا جاتا ہے جو پاخانہ پر زور لگاتے رہتے ہیں۔ بعض اوقات اس کا سبب کچھ کرم یا ایڑوں کی خارش وغیرہ ہوتی ہے۔ ایلوپیتھی میں اکثر آپریشن ہی ضروری سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ ہومیوپیتھک علاج سے اس پر آسانی سے قابو پایا جا سکتا ہے۔ علامتوں کی مناسبت سے دوا کی تشخیص کی جا سکتی ہے۔ مثلاً اگر ہر پاخانہ کے ساتھ کانچ نکل آتی ہو۔ اور زرد رنگ کے پانی کی طرح اسہال جن میں فضلہ الگ ہوتا ہو، بچوں میں دانت نکلنے کا زمانہ یا وضع حمل کے بعد کانچ نکلنے کی شکایت ہو گئی ہو۔ چھینکنے اور قے کرتے وقت مقعد نکل آئی ہو تو ان تمام میں پوڈوفائیلم کو دھیان میں رکھیں۔

پوڈوفائیلم خروج مقعد کی بہت بڑی دوا ہے۔

اگنیشیا اس مرض کی خاص الخاص دوا ہے اور عام مریضوں میں بطور مجرب استعمال کی جا سکتی ہے۔ اس کی خاص علامات یہ ہیں۔ تیز چاقو لگنے کا سا درد جو مقعد سے اوپر کو جاتا ہے یہ اس دوا کی خاص علامت ہے۔ پاخانہ کے بعد مقعد میں کھچاؤ ہوتا ہے اور مانند پوڈوفائیلم ہر پاخانہ کے ساتھ مقعد باہر آجاتی ہے۔

اگر پیچش کی وجہ سے یہ عارضہ ہوا ہو تو مرک سول یاد رکھیں۔ مرک کے مریضوں کو پاخانہ کر چکنے کے بعد بھی پاخانے کی حاجت رہتی ہے۔ لیکن اگر یہ شکایت مستقل قبض کی وجہ سے ہوئی ہو اور مریض ہر بار پاخانہ کرتے وقت زیادہ زور لگاتا ہو ——— اور جس کی وجہ سے کانچ پاخانہ کے بعد نکلتی ہو تو نکس وامیکا استعمال کریں۔

کچھ لوگوں میں اس طرح کی شکایت بھی رہتی ہے کہ وہ جب پیشاب کے لئے زور لگاتے ہیں تو ایسا ہو جاتا ہے۔ اس طرح کے مریضوں کو میوراٹک ایسڈ سے فائدہ ہوگا۔

یہ تمام ادویات تیس یا دوسو طاقت میں استعمال کی جائیں۔

قے

عام طور سے متلی اور قے کے لئے ایپکاک کا استعمال ہوتا ہے لیکن آپ اس دوا کی صاف صاف اور واضح علامتوں کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے۔ کیونکہ ہومیو پیتھک دوا کا انتخاب اس کی علامتوں کے مطابق ہوتا ہے نہ کہ مرض کے مطابق ورنہ آپ بھی عام ہومیو پیتھ ڈاکٹروں کی طرح غلطی کریں گے ایپی کاک کی خاص الخاص علامتیں یہ ہیں کہ متلی بدستور قائم رہتی ہے اور قے ہو جانے کے بعد بھی ہوتی رہتی ہے۔ دوسری خاص بات یہ کہ زبان صاف رہتی ہے لیکن اگر زبان پر موٹی و سفید تہہ بالکل سفید بالائی کے مانند نظر آئے اور کھائی ہوئی غذا کا ذائقہ منہ میں قائم رہے یا ثقیل غذا خوب شکم سیر ہو کر کھائی گئی ہو، لیکن بعد میں الٹی ہو جائے تو ایسے مریض کی دوا ہے اینٹم کروڈ (اینٹی مونیئم کروڈ)

دماغی تکلیف مثلاً سرسامی حالت میں قے ہو جائے تو بیلاڈونا ذہن میں رکھیں۔ جہاز کے سفر یا کشتی کی حرکت سے قے ہوتی ہو تو کاکولس اور اگر موٹر میں پٹرول کی بو سے قے ہو جاتی ہو تو پٹرولیئم اہم دوا ہے۔

ٹھنڈے پانی کی شدید پیاس ہو، لیکن پینے کے تھوڑی دیر بعد جب کہ معدے میں جا کر پانی گرم ہو جائے تو قے ہو جائے۔ یہ ایک اہم علامت ہے فاسفورس کی۔ اگر شدید کھٹی ڈکار ہو جس سے دانت تک کھٹے ہو جاتے ہوں تب آئرس ور سیکالر ذہن میں رکھیں۔ آئرس ویکالر کی یہ خاص علامت ہے۔

ننھا بچہ دودھ کی جمی ہوئی بڑی بڑی پھٹکیاں قے کرتا ہو اور قے کرنے کے بعد انتہائی کمزور ہو کر غنودگی میں چلا جاتا ہو۔ اور جب نیند کے بعد ذرا کمزوری کم ہوتی ہو تو پھر پیٹ بھر کر دودھ پیتا ہے لیکن دوبارہ پھر اسی طرح قے کر دے اور بچہ کمزور ہوتا چلا جاتا ہے اور یہ چکر بچہ کی زندگی کے ساتھ ختم ہوتا ہے۔ لیکن ہومیو پیتھی کی ایک دوا ایتھوزا اس بچے کو نئی زندگی دیگی ایک ننھی سی گولی اور ایک خوراک۔ بعد ازاں حسب ضرورت دوا دہرائیں۔

ہومیو پیتھی سے اچھے ہونے والے ایسے حیرت انگیز کیسوں کا جو چشم دید گواہ ہوتا ہے

وہ ہی اس سائنس کا گرویدہ ہوتا ہے۔ اور اس کا ایمان پختہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

اس سلسلے میں ایک ننھے بچے کا واقعہ یاد آرہا ہے۔ یہ بچہ اب چار سال کا ہو گیا ہے جب وہ پہلی بار میرے پاس آیا تھا اس وقت ایک ماہ کا بھی نہیں ہوا تھا اس کے ماں باپ اسے اس وجہ سے میرے پاس لائے تھے کہ وہ پیدائش کے بعد سے بدستور الٹیاں کر رہا تھا اور بچوں کے اسپشلسٹ ڈاکٹر کے مطابق اس کے پیٹ کا انتہائی نازک آپریشن ضروری تھا کیونکہ معدے اور آنتوں کے درمیان راستہ تنگ تھا اور آپریشن کے بغیر کوئی چارہ نہیں تھا۔

لیکن میرے لئے اس ننھے سے بچے میں یہ اہم علامت تھی کہ بچہ اپنی ماں کا دودھ ہضم نہیں کر پاتا اسی وجہ سے قے کر دیتا ہے۔ میں نے اسے جو دوا دی وہ سائی لیشیہ تھی سائی لیشیہ کی یہ خاص علامت ہے کہ ماں کے دودھ سے قے اور اسہال ہوتے ہوں۔

آج یہ بچہ بالکل تندرست ہے۔ کسی آپریشن کی ضرورت نہیں پڑی۔ سائی لیشیہ کی محض ایک خوراک نے یہ کمال کر دکھایا کہ معدے اور آنتوں کے درمیان کا تنگ راستہ بغیر آپریشن کے کھل گیا۔

طِبِّ نبویؐ

پہلی صورت میں قے کا روکنا اور اس کا دفاع مناسب نہیں

سفری قے اور متلی یا سفر کی تکلیف

جی کا متلانا یا قے آنا، یہ کسی نہ کسی مرض کی ایک علامت ہوتی ہے یہاں ان سب کا تذکرہ نہیں کروں گا کیونکہ یہ ایک معالج کا کام ہے کہ وہ اسباب تلاش کرے اور اس کی روشنی میں اس کا علاج کرے البتہ جس بات کا میں تذکرہ کر رہا ہوں وہ خاص طور سے ان اشخاص کے لئے ضروری ہے جن کی یہ مزاجی کیفیت ہے اور دوران سفر اور اس کے بعد اکثر و بیشتر انہیں قے اور متلی ہو جاتی ہے۔ اور پکنک کا سارا مزہ کرکرہ ہو جاتا ہے۔

یہ ایک عام مسئلہ ہے اور اکثر مستورات اس علت میں گرفتار ہیں۔ ایلوپیتھک علاج میں کچھ اچھی دوائیں ہیں جن کے استعمال سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ لیکن مستقل طور پر مریض کی اس مزاجی کیفیت کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا ہر بار دوران سفر اس کو ادویات کا استعمال کرنا ہی پڑتا ہے۔ جبکہ ہومیوپیتھک دواؤں کے ساتھ ایسا نہیں ہے کیونکہ اگر علامتوں کے اعتبار سے صحیح دوا کی تشخیص کر لی جائے تو پھر جزوی طور پر اس کیفیت سے چھٹکارا پا لینا ممکن ہے۔ علامتوں کے اعتبار سے ان میں تفریق اس طرح کی جا سکتی ہے مثلاً

پٹرولیم یعنی جو تیل پتھروں کے جگر سے نکلتا ہے اور اسی مناسبت سے اسے راک آئیل کہتے ہیں۔ اسی تیل سے پٹرول نکلتا ہے ہومیوپیتھی کی دوا پٹرولیم اسی تیل کی روح ہے۔ اس کی مریضہ بہت زیادہ چڑچڑی اور بد دماغ ہوتی ہے۔ عموماً جاڑوں کے موسم میں اس کے ہاتھ پیر یا ہونٹوں پر خراشیں پڑ جاتی ہیں۔ موٹر کار یا جہاز رانی کا سفر مصیبت بن جاتا ہے۔ موٹر لاریوں میں سفر کرنے والے اصحاب جو پٹرول کی بو برداشت نہیں کر سکتے یا گھومتے ہوئے گرد و پیش انہیں متلی اور چکر میں ڈال دیں تو بھی یہی دوا فائدے مند ہے۔ سفر سے ایک دو ہفتہ قبل اس دوا کی دو خوراکیں صبح و شام، بس ایک روز لے لیں اور پھر دوران سفر اگر متلی ہو تو ایک خوراک اور لے لیں۔ دوا کا استعمال تیس پاور میں۔

سمندری جہاز سے سفر کرنے والوں میں متلی اور دستی کی وجہ سے شدید مشکل میں مبتلا ہو جاتے ہوں ان کے لئے بھی پٹرولیم خاص الخاص دوا ہے۔ جبکہ ہوائی جہاز سے سفر کرنے والے جب ہوائی جہاز نیچے اترنا شروع ہوا اور اپنے آپکو نہایت تکلیف میں پائیں تو ان کو بوریکس سے یقیناً فائدہ ہوگا اسی طرح لفٹ میں نیچے اترتے وقت طبیعت کی خرابی کے لئے بھی بوریکس نہایت مفید اور کارآمد ثابت ہوگی۔ قوت تیس میں۔

کاکولس - اس میں موٹر کار یا بس میں سفر کے دوران یا کشتی رانی کا سفر عذاب بن جاتا ہے۔ اس کی مریضہ میں حیض بکثرت اور تکلیف سے آتا ہے۔ سفر کے دوران سر درد اتنا شدید ہوتا ہے کہ ذرا سا جھٹکا کھانا یہاں تک کہ بات کرنا بھی ناگوار لگتا ہے۔ ٹھنڈی ہوا اور سگرٹ کے دھوئیں سے تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

سیپیہ یہ ایک طرح کی دو شاخہ مچھلی ہے جس کے منہ سے کالی رال بہتی ہے۔ ہومیو پیتھی کی یہ دوا اسی مچھلی کی روح ہے خاص طور سے ان مریضاؤں کے لئے مفید ہے جو اکہرے بدن کی دبلی پتلی اور نازک مزاج ہوتی ہیں۔ اور اکثر پانی میں کپڑے وغیرہ دھونے کی وجہ سے بیمار پڑ جاتی ہیں۔ ان کو ایام کم آتے ہیں لیکن سیلان الرحم کی زیادتی رہتی ہے۔ ٹھنڈی ہوا سفر کی پریشانی و خشک موسم کی وجہ سے سر درد و متلی وغیرہ ہو جاتی ہے قوت ۳۰ طاقت میں اور صرف دو خوراک۔

سائی لیشیہ عموماً سر درد و متلی کی شکائتیں۔ سفر ختم ہونے کے بعد ہوتی ہیں۔ دوا۔ تیس یا دو سو قوت میں اور صرف دو خوراک۔

نکس وامیکا۔ چڑچڑے مزاج والے اپنی خاص دوا نکس وامیکا سمجھیں۔ تیس قوت میں سفر سے ایک ہفتہ پہلے صبح و شام روزانہ کھائیں۔

اس کے مریض عموماً بدہضمی کا شکار رہتے ہیں اور ان کا مزاج سفراوی یا دموی ہوتا ہے بہت محتاط رہتے ہیں۔ لیکن جلد جوش میں یا غصے میں آجاتے ہیں نیز ان میں اعصابیت اور غمگینی بھی پائی جاتی ہے۔

بے خوابی

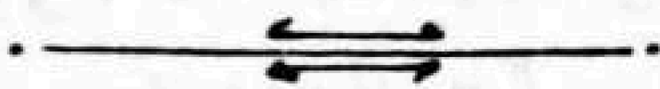
بے خوابی یا نیند نہ آنے کی بے شمار وجوہات ہیں۔ مثلاً چائے، کافی اور تمباکو کا زیادہ استعمال یا شراب نوشی وغیرہ کی عادت، مریض بہت زیادہ چڑچڑا ہوتا ہے اور صبح کے وقت اس کا دماغ بہت بھاری ہوتا ہے۔ اس لئے مزید سونا چاہتا ہے اس مریض کی دوا ہے نکس وامیکا۔

کوئی بہت اچھی خبر ملنے پر بے خوابی ہو جائے۔ مثلاً لاٹری میں کئی ہزار روپے مل جائیں یا کوئی ایسا کام بن جائے، جس کو بہت جی چاہتا تھا۔ ایسے مریض کی دوا ہے کافیا۔ لیکن اگر رنج وغم کے نتیجے میں مثلاً کسی کے مرنے کی وجہ سے بے خوابی ہوئی ہے تو دوا ہے اگنیشیا۔ اس کا مریض لمبی اور ٹھنڈی سانس لیتا ہے۔

اعصابی اکساہٹ یا دماغی تکان کی وجہ سے نیند نہ آئے تو کالی فاس، چھ ایکس یا تیس ایکس میں استعمال کریں۔

زیادہ دماغی کام کرنے والوں یا اعصابی تھکاوٹ کی وجہ سے یا وہ اشخاص جنہوں نے زیادہ دماغی کام کی وجہ سے اپنی نیندیں ضائع کی ہوں ان اشخاص کے لئے کالی فاس کے علاوہ پیسی فلورا اور کوکا بھی ایک اہم دوا ہے۔

پیسی فلورا کا استعمال مدر ٹنکچر میں دس سے پندرہ قطرے نیم گرم پانی میں ڈال کر کرائیں اور کئی مرتبہ، حتیٰ کہ نیند آجائے۔



چکر آنا

سر چکرانا یا چکر آنا ایک عام شکایت ہے۔ جو کہ زیادہ وقعت نہیں رکھتی لیکن جب یہ علامت زیادہ بڑھ جائے تو پھر اس کی طرف پہلے توجہ کرنا ضروری ہے کیونکہ بعض اوقات یہ چکر کسی گہری بیماری کی علامت بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً دل و دماغ کی بعض بیماریاں۔ اس کے علاوہ چکر، کثرت شراب نوشی یا تمباکو نوشی اور دیگر منشیات کے استعمال کی وجہ سے بھی ہو سکتے ہیں۔ یا کثرت جماع، جریان۔ جریان الرحم، کثرت حیض وغیرہ سے جسم کی رطوبت ضائع ہو جانے کی وجہ سے بھی چکر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات مرگی، اعصابی امراض۔ سر پر چوٹ لگنا۔ کان کی نس کا متاثر ہونا، دوائیں یا ہائی بلڈ پریشر وغیرہ وغیرہ بھی اس کے اہم اسباب ہیں۔

بعض لوگوں کا سر چکراتا ہے تو ساتھ ہی متلی بھی ہوتی ہے۔ کچھ ایسے مریض بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ اگر میں آنکھ بند کر لوں تو چکر آجاتا ہے۔ کچھ ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں اعصاب کی ذکاوت حس اس قدر تیز ہوتی ہے کہ ریشمی کپڑے یا کاغذ کی کھڑکھڑاہٹ تک برداشت نہیں ہوتی اگر مخاطب ان کے مزاج کے مطابق نہ ہوا تو اس کی زبان سے نکلا ہوا ہر لفظ اس قدر تکلیف دہ بن جاتا ہے کہ جیسے وہ جسم کے آرپار نکل گیا ہو۔ انھیں متلی اور قے تک ہونے لگتی ہے۔ کوئی یہ کہتا ہے کہ جب میں جلدی میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے روڈ کراس کرتا ہوں تو مجھے چکر آجاتا ہے۔

یہی علامتیں بیماریوں کی زبان ہیں یا روح کا اظہار۔ جو اسے سمجھتا ہے وہ اس مریض کو بڑی سے بڑی بیماری سے نجات دلا سکتا ہے۔ ایلوپیتھ حضرات تو اس چکر کے لئے کچھ مخصوص دوائیں لکھ دیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ انھوں نے علاج معالجے کا حق ادا کر دیا۔ مریض بھی خوش رہتا ہے کیونکہ اسے چکر سے نجات مل جاتی ہے۔ جبکہ وہ بیچارہ اس بیماری میں مبتلا ہی رہتا ہے جس کی وجہ سے چکر آرہے تھے البتہ اس کی شکل بدل جاتی ہے۔ لیکن جو معالج علامتوں کی زبان سمجھتا ہے وہ صحیح معنوں میں اس مریض کو بیماری سے نجات دلا سکتا ہے۔ علامتوں کی زبان سمجھنا آسان نہیں ہے۔ اسے سمجھنے میں معالج کا سر چکرا جاتا ہے۔

اکثر ایلوپیتھی کے ڈاکٹر یہ کہتے ہیں کہ ہومیوپیتھی کے ڈاکٹر کتاب دیکھ کر دوا دیتے ہیں چلئے ہم نے تسلیم کیا کہ ہومیوپیتھی کے ڈاکٹر کتاب دیکھتے ہیں۔ مگر سوال یہ اٹھتا ہے کہ کیوں دیکھتے ہیں۔ تو آپ خود ہی اندازہ لگا لیجئے میں صرف ایک چکر کی محدود علامت پیش کرتا ہوں۔ ایلوپیتھی میں دو چار دوائیں ہیں جو چکر کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ لیکن ہومیوپیتھی میں ذرا ذرا سی تفریق سے چکر کی دوا بدل جائے گی۔

مثلاً اگر سر چکراتا ہے سر گھمانے سے تو یہ علامت کونیم، کلکریا کارب، اور کالی کارب کی ہے۔ لیکن اگر سر چکراتا ہے سر کو ہلانے سے تو برائیونیا اور کونیئم کا خیال آئے گا۔ اگر سر چکراتا ہے اوپر دیکھنے سے تو اس مریض کی دوا مختلف ہے۔ یہ علامت پلسٹیلا کی ہے لیکن اگر نیچے دیکھنے سے سر چکراتا ہے تو سپائی جیلیا اور فاسفورس کا دھیان آتا ہے پھولوں کی بو سے اگر سر چکراتا ہے تو نکس وامیکا۔ رات کو جاگنے سے اگر سر چکراتا ہے تو کاکولس یا نکس وامیکا۔ ذرا سی آواز سے اگر سر چکراتا ہے یا اس کے ساتھ متلی بھی آتی ہے۔ خصوصاً آنکھیں بند کرنے پر تو دوا ہے تھیری ڈیئن۔ لیکن اگر یہی کیفیت آنکھیں کھولنے پر بھی قائم رہے۔ تو یہ ایک دوسری دوا ٹباکم کی علامت بھی ہے۔ یہ سب ڈاکٹر ایلن کے انسائیکلوپیڈیا میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر نیش نے اپنی تصنیف میں اس چکر کا تذکرہ اور علامتوں کا فرق بڑے خوبصورت انداز میں کیا ہے۔

غرض یہ کہ اگر صرف ایک علامت چکر کو لیا جائے اور الگ الگ دواؤں میں تفریق کرنے کے لئے دماغ پر زور ڈالا جائے تو ان باریک باتوں کو دھیان میں رکھنا ہی پڑتا ہے اس کے علاوہ اور بھی کئی دوائیں ہیں جن کا ذکر ابھی باقی ہے مثلاً

اگر رات کو جاگنے سے یا پوری نیند نہ آنے سے چکر آ رہے ہیں تو نکس وامیکا سے فائدہ ہوگا۔ چلتے وقت اگر چکر آتے ہیں تو پہلے نٹرم میور کا خیال آئیگا اس کے علاوہ اور بھی کئی دوائیں ہیں۔ جن کی یہ علامت ہے کہ چلتے وقت چکر آئے۔

کھانا کھانے کے بعد چکر گرے ٹی اولاہ نکس وامیکا اور پلسٹیلہ کی علامت ہے۔ لیکن اگر سر چکرانے کے ساتھ یوں معلوم دے کہ جیسے بستر الٹ گیا ہے تو کونیئم کی یہ خاص علامت ہے اندھیرے میں اگر چکر آئے تو یہ سٹرامونیئم کی خاص علامت ہے۔ چلنے میں اگر پیر

ڈگمگائیں تو ارجنٹم نائیٹریکم اور جیلسیمیم کی یہ علامت ہے۔ بیٹھے بیٹھے کھڑے ہونے پر اگر چکر آئے تو برائیونیا کا خیال آئے گا لیکن یہی کیفیت اگر بستر سے اٹھنے پر ہے تو جیلی ڈنیم۔ جھکنے پر بیلاڈونا یا نکس وامیکا۔ سیڑھیاں چڑھنے پر کلکیریا۔ سیڑھیاں اترتے وقت یا لفٹ سے نیچے آتے وقت چکر آتا ہو تو بورنکس دوا ہے۔

بستر میں لیٹتے وقت چکر آتا ہو تو کونیئم اور اگر سو جانے کے بعد آتا ہو تو لیکیسس۔ آنکھوں کی کمزوری سے چکر آتا ہو تو سیکلیمن۔ اس طرح فرق سمجھ لینے اور یاد ہونے سے دوا کے چناؤ کا کام آسان ہو جاتا ہے۔ لیکن اگر مریض خود ہی دوا کی تشخیص کرنے بیٹھے تو اس سے غلطی یقینی ہے اسی لئے ہومیوپیتھی میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ خود مریض اپنی دوا کی تشخیص ہرگز نہ کرے۔ اکثر یہی ہوتا ہے اگر مریض اپنی صحیح دوا پہچان بھی لے تو وہ اس کا استعمال غلط طرح سے کرتا ہے۔ ایک خاص بات اور بھی ہے جو کہ یاد رکھنے کی ہے اور وہ یہ کہ صرف ایک علامت کی روشنی میں کوئی بھی دوا نہیں چن لینا چاہیئے بلکہ اس مریض میں اس دوا کی دوسری علامات بھی تلاش کرنا چاہیئے یہی ہومیوپیتھی میں کمالِ فن ہے۔

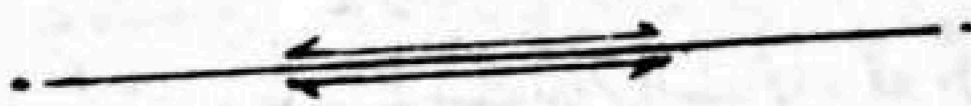
ایک ہومیوپیتھ کسی وکیل کی طرح ہوتا ہے جو اس دوا کے ہر ثبوت فراہم کرتا ہے اگر مریض میں ۹۹ باتیں اس کے موافق ہیں مگر ایک بات بھی اس کے خلاف جا رہی ہے تو وہ دوا قانون بالمثل کے مطابق اس مریض کے لئے ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس ایک علامت سر چکرانا لیجیئے اور اس کی ایک خاص دوا کونیم کا عکس اگر آپ اس مریض میں دیکھ رہے ہیں تو اس کونیم کا پورا تصور آپ کے ذہن میں بھی موجود رہنا چاہیئے۔ لفظوں میں اگر اس کونیئم کا پورا تصور کھینچا جائے تو وہ کچھ اس طرح ہوگا۔ سر چکرانا اور سر گھمانے یا سر کو ادھر ادھر جنبش دینے سے بڑھ جانا یا لیٹتے وقت چکر آجانا یا اس میں اضافہ ہو جانا۔

کونیئم بالخصوص ایسے ادھیڑ یا بڑی عمر کے کنواروں کے لئے اہم دوا ہے جن میں جنسی خواہشات کے دب جانے کے بد اثرات خواہ کچھ بھی ہوں نمایاں ہو رہے لہذا بوڑھوں میں اگر اس طرح کے چکر کا غلبہ ہو تو پہلے اس دوا کا خیال آنا چاہیئے۔ ہماری یہ کونیم سرطان کی بھی دوا ہے۔ یہی وہ زہر ہے جو سقراط کو پلایا گیا تھا لیکن اس زہر سے میں نے کینسر کے ان مریضوں کو اچھا کیا جن میں اس زہر کی علامات واضح تھیں

یہاں میں ایسے ہی مریض کا تذکرہ کروں گا جو اب بھی میرے زیر علاج ہے اور وہ صحت کی طرف گامزن ہے اس کی عمر کوئی ۴۶ سال ہے۔ قریب سال بھر پہلے اس مریض کی حالت یہ تھی کہ اس کا پیٹ فٹ بال کی طرح تنا ہوا تھا اسے دس دس پندرہ پندرہ یوم پاخانہ نہیں ہوتا تھا۔ کھانا پیٹ میں رکھا رہتا تھا۔ پیٹ میں جلن اور ترش ترش ڈکاریں ہوا کرتی تھیں۔ بالخصوص بستر میں لیٹتے وقت اس کی تکالیف میں نمایاں اضافہ ہو جاتا تھا ڈاکٹروں کی تشخیص کے مطابق اسے پیٹ کا کینسر تھا اس کے معدے اور آنتوں کے درمیان کا راستہ بند ہو چکا تھا اور آنتوں کو معدے سے جوڑنے کا آپریشن ضروری تھا تاکہ کچھ روز تک وہ اور زندہ رہ سکے۔ وہ بہت لاغر ہو چکا تھا اور اسی یاس و مایوسی کے عالم میں مجھ سے رجوع ہوا۔ نہ ہی اسے اسپتال میں داخل ہونا پڑا اور نہ ہی اس کا کوئی آپریشن ہوا۔ آج یہ مریض بالکل اچھا ہے اور عام آدمی کی طرح کھاتا پیتا ہے۔ اس کو جو اہم دوا دی گئی اور جس نے اس کے کینسر پر قابو پایا وہ یہی کونیم ہے۔ اس میں اس دوا کی اہم علامات تھیں وہ جب چلتا تھا اور مڑنے وقت ادھر ادھر دیکھتا تھا تو اسے ایسا لگتا تھا کہ پیچھے سے کسی نے دھکا دیا ہو یعنی اسے چکر آجاتا اور سب سے اہم بات اس کیس میں یہ تھی کہ وہ ایک کمرے کے فلیٹ میں اپنے چھوٹے سے کنبے کے ساتھ رہتا تھا۔ جب بڑا لڑکا جوان ہوا تو اس کی شادی کر دی اور کمرے میں جو پارٹیشن والا حصہ تھا وہ لڑکے کو دینا پڑا مطلب یہ کہ وہ خود اپنے ازدواجی رشتوں سے دور ہو گیا اور اس بات کو بمبئی کے لوگ ہی اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔

اگر وہ مجھ سے یہ بات نہ بتاتا تو شاید میں اسے کونیم نہ دیتا، یہی ہومیوپیتھی ہے۔ یہاں ہر اس بات کو اہمیت دی جاتی ہے جو مریض کی ذاتی زندگی سے تعلق رکھتی ہے۔

ایک ہومیوپیتھ چکر کی علامت کے سہارے کس طرح کینسر تک پر قابو پا سکتا ہے۔



سر کا درد

سر کا درد بالعموم، بدہضمی، زکام، حیض کی خرابی، اور سر میں اجتماع خون وغیرہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اصل مرض کو سامنے رکھ کر علاج کیا جاتا ہے۔ مندرجہ ذیل دواؤں میں سے علامتوں کے اعتبار سے دوا منتخب کی جاسکتی ہے۔ لیکن دوا کی خوراک درد کی شدت کے اعتبار سے آدھے گھنٹے سے بھی دہرائی جاسکتی ہے۔ یا چار سے چھ گھنٹے پر لیکن جملہ خوراکیں تین چار سے زائد نہ ہوں

۱۔ **بیلاڈونا**۔ پھڑکنے اور پھٹ پڑنے جیسا درد۔ ایسا لگے کہ سر کے اندر سے پھٹ کر کچھ باہر آجائے گا۔ چہرے کی رنگت سرخ ہو رہی ہو۔ اور چھونے سے گرم لگے۔ آنکھیں لال ہو رہی ہوں۔ درد کچھ وقفے کے لئے کم یا ختم ہو جاتا ہو۔ لیکن پھر اچانک اس کی لہر اٹھے۔ دوا کا استعمال تیس قوت میں مناسب ہے۔ ۲۰۰ قوت میں بھی کیا جاسکتا ہے۔ اگر درد بہت زیادہ ہے تو پندرہ پندرہ منٹ کے وقفے سے تین خوراکیں دی جائیں۔ اس کا درد عموماً تھوڑی دیر کے لئے کم ہو جاتا ہے پھر اچانک شدت اختیار کر لیتا ہے۔ اکثر دھوپ میں زیادہ چلنے پھرنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بسا اوقات درد کی شدت اس قدر تیز ہوتی ہے کہ مریض بے ہوش تک ہو جاتا ہے۔

۲۔ **جیلسیمیم** درد عموماً سر کے پچھلے حصے اور گردن کے اوپری حصے سے شروع ہو کر تمام سر میں پھیل جاتا ہے اور ایسا لگتا ہے سر پھٹ پڑے گا۔ خاص طور پر آگے کا حصہ اور آنکھیں ایسا لگتا ہے کہ ابھی پھٹ کر نکل پڑیں گی۔ سر میں ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کچھ بھر گیا ہے۔ جس کی وجہ سے بڑا بڑا سا لگتا ہے۔ بعض اوقات مریض پر غشی تک طاری ہونے لگتی ہے۔ نظر دھندلی ہو جاتی ہے۔ یا ہر شے دو نظر آتی ہے۔ ایسا نظر آتا ہے کہ سر کو کسی پٹے سے جکڑ دیا گیا ہو۔ اس دوا کو تیس قوت میں استعمال کیا جائے۔ چار چار گھنٹے سے اس کی تین خوراکیں۔ اہم علامت پیشاب آنے کے بعد درد ہلکا ہو جاتا ہے۔

۳۔ **نکس وامیکا**۔ اگر پیٹ میں خرابی یا شراب کی ازحد زیادتی کی وجہ سے سر درد ہوا ہو۔ جی مالش بھی کرے یا الٹی ہو اور الٹی میں ترش یا غلیظ مادہ نکلتا ہو۔ پاخانے کی حاجت بار بار ہوتی ہو۔ لیکن اجابت صاف نہ آئے۔ ان جملہ صورتوں میں اس دوا کا استعمال

مفید ہوگا۔ اسے بھی تیس قوت میں استعمال کریں اور چار چار گھنٹے سے ایک خوراک اس طرح تین یا چار
خوراکیں لیں۔ ویسے اگر ایک خوراک میں ہی افاقہ ہو جائے تو دوسری خوراک لینے کی ضرورت نہیں۔

۴۔ کموملا سر درد ہو۔ لیکن بہت تنک مزاجی ہو۔ بہت غصہ آئے۔ اور کاٹ کھانے کو دوڑتا
ہو۔ ایسا سر درد عموماً ان لوگوں میں ہوتا ہے، جو شراب کے ساتھ دوسری نشیلی اشیاء بھی استعمال
کرتے ہیں یا بہت ہی زیادہ تیز کافی پیتے ہیں۔ خوراکیں تیس قوت میں عموماً ایک خوراک ہی کافی ہے۔

۵۔ برائیونیا ۔ عموماً سارا سارا دن کرکٹ میچ دیکھنے کے بعد شام ہونے تک سر درد ہو جائے
اور اتنا شدید ہو کہ ذرا سی جنبش سے تکلیف بہت زیادہ ہو جاتی ہو۔ ایسا محسوس ہو یا آگے کو
جھکتے وقت ایسا لگے کہ سر پھٹ کر آگے کی طرف نکل آئے گا۔ اور سر کو دبا کر رکھنے سے آرام ملتا ہو۔
اس کے لئے یہ دوا ہے۔ اس کی خوراک تیس قوت چار چار گھنٹے سے لیکن تین خوراکوں سے زیادہ نہیں۔

۶۔ آرنیکا ۔ اگر سر میں چوٹ لگنے سے سر درد ہو گیا ہو۔ سر اٹھانے سے درد زیادہ ہو لیکن سر کو
اونچا کرنے سے قدرے آرام ملتا ہو۔ چبھنے والا یا کھرچنے والا درد ہو تو یہ دوا خاص ہے۔ خوراک دوسو
قوت چار سے چھ گھنٹے پر اور چند خوراکیں۔

۷ نیٹرم میور جب سر درد صبح سے شروع ہو جائے اور دن چڑھے تک شدت اختیار کرے
لیکن سورج غروب ہو جانے کے بعد آرام مل جائے۔ جتنا زیادہ سر درد ہو اتنا زیادہ پسینہ آئے
عموماً اسکول جانے والے لڑکے اور لڑکیوں کو جن کی آنکھوں پر زیادہ زور پڑتا ہو، ایسا لگے کہ کوئی ہتھوڑا
مارتا ہو۔ یا ٹھوکتا ہو۔ خوراک دوسو قوت میں صبح و شام ۔ صرف دو خوراک اور دوا کا
دو روز سے زیادہ استعمال نہ کیا جائے۔

۸۔ سنگوئنیریا ۔ جب دائیں طرف آدھے سر میں درد ہو اور بہت شدید ہوتا ہو، عموماً فاقہ کرنے کے
بعد۔ یا ہفتہ عشرہ میں ایک بار پھر ہو جاتا ہو، دائیں طرف کان کے اوپر آگے کی طرف رگ پھول جاتی ہو
اور اس کی دھمک انگلیوں سے محسوس کی جائے۔ سر درد صبح سے شروع ہو جائے۔ پچھلے حصے سے شروع
ہو اور شام تک آگے کی طرف آ کر دائیں آنکھ میں سما جائے۔ مریض قے کرے اور کڑوا کڑوا پانی نکلے
جس کے بعد درد میں آرام مل جائے اس طرح کا درد عموماً بہت شدید ہوتا ہے اور جیسے جیسے سورج
چڑھتا ہے درد بھی شدت اختیار کرتا جاتا ہے۔ اس طرح کے مریضوں کو رمضان کے روزے
نہ رکھنے کا بہانہ مل جاتا ہے۔ وہ اگر اس دوا کا استعمال کریں تو بعد ازاں یہ درد بالکل غائب ہو جائے گا

اور پورے روزے رکھ سکیں گے۔ خوراک تیس یا دو سو قوت میں چار چار گھنٹے سے صرف تین خوراکیں

۹۔ سپائی جیلیا۔ یہ بائیں سمت کی دوا ہے۔ جب درد بائیں سمت ہوتا ہو۔ درد پچھلے حصے سے شروع ہو کر آگے کی طرف آجائے۔ اور بائیں آنکھ میں سما جائے ایسا لگے جیسے بائیں آنکھ پر بے انتہا دباؤ پڑ رہا ہو۔ خوراک تیس قوت میں چار چار گھنٹے سے تین خوراکیں۔

۱۰۔ آئرس ورسیکالر۔ درد سر کی جب شدت ہوتی ہے تو نہایت کھٹی قے ہوتی ہے کہ دانت بھی کھٹے ہو جاتے ہیں۔ یا اس کے ساتھ کڑوی قے بھی ہوتی ہے۔ پاور تیس

۱۱۔ کاکولس۔ گدی اور گردن کا درد سر۔ جس کے ساتھ ہمیشہ چکر آتے ہیں اور متلی ہوتی ہے۔ قوت تیس یا دو سو۔

۱۲۔ سمی سی فیوگا عورتوں کا سر درد جو بائی کے دردوں میں مبتلا ہوں ایسا احساس کہ درد سے سر کی چوٹی اڑ جائے گی اہم علامت، دوا کا استعمال تیس پاور میں۔

۱۳۔ ارجنٹم نائٹریکم سر بہت بڑا معلوم ہوتا ہے اور سر کو خوب کس کر باندھنے سے آرام آجاتا ہے۔ قوت تیس۔

۱۴۔ اپی کاک۔ شدید متلی اور قے کے ساتھ سر درد، قوت تیس

۱۵۔ پلسٹیلا،۔ درد سر پچھلے پہر ۴ بجے کے قریب شروع ہو چلتا پھرتا۔ گرمی سے تکلیف کھلی ہوا میں آرام خاص طور سے عورتوں کی دوا جن میں حیض کی خرابی سے یا رک جانے سے سر کا درد ہوتا ہو۔ یا مرغن غذائیں کھانے سے ہوتا ہو۔ قوت تیس۔

۱۶۔ گلونائین۔ تیز دھوپ میں پھرنے سے درد سر ہو، قوت تیس اور صرف ایک خوراک

۱۷۔ میلی لوٹس: بیلاڈونا اور گلونائین کی مانند لپکتا ہوا سر درد ہو اور آنکھیں خون کی طرح سرخ ہو جاتی ہوں لیکن نکسیر پھوٹنے سے سر کے درد کو آرام آجاتا ہو۔ تو یہ دوا مجرب ہے۔ قوت چھ یا تیس۔

۱۸۔ چائنا۔ کمزوری رطوباتِ جسمانیہ، خصوصاً مادہ منویہ کے زیادہ اخراج ہو جانے یا ضائع ہو جانے سے درد سر ہوتا ہو اور کانوں میں شائیں شائیں ہوتا ہو تو یہ دوا مفید ہے قوت تیس۔

۱۹۔ ایکونائٹ۔ نزلہ بند ہونے پر درد سر پیدا ہونے کے لئے اکثر ایکونائٹ مفید رہتی ہے۔

اور نزلہ کو جاری کر دیتی ہے۔ قوت تیس

۲۰۔ کاربوویج۔ اچانک نزلہ کے رک جانے یا بادی یا بدہضمی کی وجہ سے درد ہو رہا ہو تو کاربویج سے فائدہ ہوگا۔ قوت تیس۔

۲۱۔ کالن سونیا۔ اگر قبض اور بواسیر کی وجہ سے سر درد ہوتا ہو تو اس دوا کو یاد رکھنا چاہیئے قوت تیس۔

۲۲۔ روٹا جب پڑھتے وقت یا ٹی وی دیکھتے وقت آنکھوں میں زور پڑنے سے سر درد ہوتا ہو تو اس دوا کو بھی بھولنا نہیں چاہیئے۔ قوت تیس

۲۳ اگنیشیا۔ بہت زیادہ رنج و غم یا صدمے کی وجہ سے اگر سر میں درد ہوا ہو تو اس دوا کو استعمال کریں قوت دو سو

ہمارے دادا حاجی مرزا طہارت بیگ، پیشے کے اعتبار سے ایک مدرس تھے لیکن خدمتِ خلق کے خیال سے وید — وہ اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ سردی زکام کا بہترین علاج یہی ہے کہ نزلہ کو بہہ جانے دیا جائے۔ وہ نزلے کے لئے جن دواؤں کا استعمال کراتے اس سے مریض کا نزلہ یعنی سردی زکام اور بھی زیادہ شدت اختیار کر لیتا تھا۔ پھر اس کے بعد یہ نزلہ ایسا غائب ہوتا کہ دوبارہ کبھی لوٹ کر نہ آتا۔

ٹینشن - علاج آپ کے ہاتھ میں ہے

جسے دیکھئے کسی نہ کسی "ٹینشن" یعنی ذہنی تناؤ میں مبتلا ہے۔ ہم مسرتوں کو روپے سے خریدنے کے چکر میں اپنی زندگی روز بروز الجھاتے جا رہے ہیں۔ اس کے تقاضے اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ ہر شخص ان کو پورا کرنے کے لئے کہیں نہ کہیں الجھا ہی رہتا ہے جس سے اس کا ٹینشن بڑھتا ہے اس ٹینشن کا رشتہ بلڈ پریشر کی مشین کے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ یہاں ٹینشن بڑھتا ہے تو وہاں مشین کا پارہ چڑھتا ہے۔ ڈاکٹر اس کا سبب ڈھونڈنے میں اپنا وقت برباد کرتے ہیں اور مریض کی جیب ہلکی ہو جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے بھی اس کا ٹینشن بڑھتا ہے۔ جب سب ہی ٹینشن میں مبتلا ہوں تو ڈاکٹروں کے یہاں بھیڑ کا ہونا یقینی ہے۔ پھر لوگ سمجھتے ہیں کہ ڈاکٹروں کی کمائی زیادہ ہے اس طرح انکم ٹیکس کے عملے کی نظر میں آجاتے ہیں پھر ان بیچارے ڈاکٹروں کا ٹینشن بڑھتا ہے

آری چلتی ہے ٹینشن دراصل دماغ کی اس بے چینی اور جھنجھلاہٹ کا نام ہے جو عمل کی صورت میں ظاہر نہیں ہو سکتی اس کی مثال اس آری سے دی جا سکتی ہے جو لکڑی کو کاٹنے کے لئے کبھی آگے بڑھتی ہے کبھی پیچھے۔ اس طرح آگے پیچھے ہونے کی صورت میں آری کے جگر سے ایک عجیب آواز نکلتی ہے۔ جس سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یہی ٹینشن کے عالم میں بھی ہوتا ہے۔ یعنی دماغ آری کی طرح چلتا ہے۔ آگے، پیچھے۔ اس سے عجیب جھنجھلاہٹ پیدا ہوتی ہے اور ہمارا عصبی نظام درہم برہم ہو جاتا ہے۔ اور جب اعصاب متاثر ہوتے ہیں تو بلڈ پریشر متاثر ہوتا ہے۔

گٹر البلاد آپ صبح سویرے چاق و چوبند اٹھتے ہیں تو اس وقت آپ کو کوئی ٹینشن نہیں ہوتا۔ نہانے کے بعد اور بھی زیادہ تازگی محسوس کرتے ہیں لیکن جب آفس کے لئے یا کسی غرض سے باہر نکلتے ہیں تو آپ کے ٹینشن کا میٹر بھی چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ اس وقت جب آپ اپنی بلڈنگ کے کمپاونڈ میں یا گلیوں سے گزرتے ہیں اکثر بلڈنگوں کے کمپاونڈ، گلیوں اور سڑکوں پر بھی گٹر کا پانی بہتا نظر آتا ہے۔ کیونکہ رات کے اندھیرے میں بلڈنگوں کے گٹر کے ڈھکن

چوری ہو جاتے ہیں اور رات کے اندھیرے میں جو چوری ہوتا ہے وہ دن کے اُجالے میں بک جاتا ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ایک شخص اپنا پیٹ بھرنے کی خاطر مجبور ہو کر یہ کام کرتا ہے تو دوسرا تجوری بھرنے کے لئے۔ جب جابجا گٹر کے دہانے کھلے ہوں تو یہ شہر بجائے عروس البلاد کے گٹر البلاد" نظر آتا ہے۔ میونسپلٹی کے عملے کا ٹینشن اس لئے بڑھتا ہے کہ ایسے گٹروں کو صاف کرنے میں انھیں بڑی دقتوں کا سامنا ہے۔ ان میں پتھر اور کچرا بھی نکلتا ہے۔

اسی طرح جب آپ بس کے (Q) میں ہوتے ہیں اور گھنٹہ بھر انتظار کے بعد اگر کوئی بس آئے بھی تو حضرت کنڈکٹر اس کے رکنے سے پہلے ہی گھنٹی مار دیتے ہیں۔ کیونکہ کنڈکٹر حضرات کا ٹینشن اس لئے بڑھا ہوتا ہے کہ خوش خوش جب وہ پہلے اسٹاپ پر بس لاتے ہیں تو لوگ لائن توڑ کر گویا اس پر یلغار کر دیتے ہیں اور اس طرح بیچارہ کنڈکٹر بھی اس کی زد میں آ ہی جاتا ہے آخر وہ بھی تو انسان ہے۔ خیر آپ کہیں گے کہ ہم تو بس میں سفر کرتے ہی نہیں کیونکہ آپ کے پاس کار ہوگی۔ کار کی ڈرائیونگ بذات خود ٹینشن ہے۔ یا جیب اتنی بھری رہی ہوگی کہ ٹیکسی کا کرایہ برداشت کر لیتے ہوں گے۔ لیکن جب آپ اپنی گاڑی کہیں پارک کرتے ہیں تو چالان ہو جاتا ہے کیونکہ شہر کی اکثر جگہوں پر "نو پارکنگ" (No Parking) ہوتی ہے یہ الگ بات ہے کہ اس کا بورڈ بھنگار میں بک جاتا ہے یا اس جگہ کوئی دکان لگی ہوتی ہے۔ سڑک پر دکان لگانے والوں کو اس بات کا ٹینشن رہتا ہے کہ ہفتہ دینے کے بعد بھی ان کی دکانیں لوٹ لی جاتی ہیں۔ ہفتہ وصول کرنے والوں کو بھی ٹینشن ہو جاتا ہے کیونکہ یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ جس روز "ہفتے" کی وصولی ہوتی ہے رقم کا بٹوارہ ہوتا ہے۔ اس روز گھر کا کوئی نہ کوئی فرد بیمار پڑتا ہے اور اس کا بیشتر حصہ اسپتالوں کو چلا جاتا ہے۔ کیونکہ سرکاری یا خیراتی اسپتالوں میں اپنا علاج کروانا بذات خود ایک ٹینشن ہے لوگ وہاں جانے سے گھبراتے ہیں۔

بچیں کیسے اس بلائے جاں سے؟

پیسے کی کمی ہے تو ایک پریشانی اگر پیسہ زیادہ کما لیا ہے تو اس کا ٹینشن (طرح طرح کا) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کا شمار ان لوگوں میں ہو جن کی تربیت میں کچھ خامیاں رہ گئی ہیں۔ شائد آپ کو یہ نہیں پتہ کہ ہم میں سے ہزاروں ایسے ہیں۔ جن کی تربیت میں خامیاں رہ جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہماری تربیت ہمارے والدین کرتے

ہیں اور ہم اپنی مرضی سے اپنے والدین کا انتخاب نہیں کر سکتے۔ پھر والدین کی اپنی پریشانیاں ہوتی ہیں۔ کسی کو مالی پریشانی ہے تو کوئی اپنے پڑوسی کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ پریشانیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی جڑیں گہری ہوتی ہیں اور ان کے اثرات زہریلے ہوتے ہیں جو جسمانی بیماریوں کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں۔ طبی اصطلاح میں اسے نیوروسس کہتے ہیں۔ اس کی علامتیں ہیں بہت زیادہ چڑچڑاپن، بے چینی اور بے صبری۔ نیند نہ آنا۔ پسینہ، کپکپی، اور تنہائی کا خوف۔ یہ ان پریشانیوں کی وجہ سے ہوتی ہیں جو خوف کی شکل میں لاشعور پر سوار رہتی ہیں۔ اس کی ذمہ دار عموماً کام کی زیادتی ہے۔ کیونکہ ہمارے عصبی نظام پر روزمرہ کی کشمکش کا بار تو ہوتا ہی ہے اس کے ساتھ ساتھ اس پر ہمارے خدشات اور دبے ہوئے خوف کا بار بھی ہوتا ہے۔ اور جب اس کی نکاسی کا کوئی راستہ نہیں ہوتا تو یہ لاوا کی طرح اندر ہی اندر ابلتا رہتا ہے۔ عورتوں کی بیشتر پریشانیاں اس کی ذاتی زندگی کے کسی سانحہ سے تعلق رکھتی ہیں جبکہ مرد فطرتاً تخلیقی واقع ہوا ہے۔ بشرطیکہ اسے اپنی شخصیت کے اظہار کی راہیں مل جائیں۔ وہ پریشان بھی سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

زمانے بھر کا غم لادنے والے کچھ ایسے لوگ ہیں۔ جن کے دلوں میں دنیا بھر کا غم ہوتا ہے۔ اخبارات کی سنسنی خیز خبریں سن کر کڑھتے رہتے ہیں۔ کچھ ملک کی حالت پر پریشان ہیں۔ کچھ شیئر بازار میں ہوئی ٹریڈ کی وجہ سے پریشان۔ کچھ اس فکر میں دبلے ہوئے جا رہے ہیں کہ فلاں صاحب اخبار سے کیمونزم پھیلا رہے ہیں اس طرح کے لوگوں میں زیادہ تر پیٹ بھرے ہوتے ہیں۔ جنھیں کشمکش روزگار سے کم واسطہ ہے۔ غریب آدمی کو اپنی روزمرہ کی کشمکش سے ہی فرصت نہیں تو دنیا کی حالت پر سر کھپانے کی مہلت کہاں۔ کچھ بلاوجہ پریشان ہوتے ہیں۔ مثلاً - ان کا پڑوسی کیا کر رہا ہے۔ اس کے پاس اتنی دولت کہاں سے آئی۔ حکام کتنے رشوت خور ہو رہے ہیں۔ بے روزگاری کیوں بڑھ رہی ہے۔ فلاں کی لڑکی بے پردہ گھومتی ہے۔ فلاں کی بیوی اتنے اچھے کپڑے کیوں پہنتی ہے۔ کچھ کے لئے ان کا مستقبل باعث پریشانی ہوتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ سوال یہ ہے کہ پریشانیوں کا ازالہ کس طرح ممکن ہے؟ تو عرض یہ ہے کہ آپ پریشان نہ ہوں بظاہر یہ جواب مضحکہ خیز سہی لیکن اس سے بہتر کوئی علاج بھی

نہیں۔ جیسے اگر آپ کو نیند نہیں آتی نہ سہی۔ رات آئے تو چپ چاپ بستر پر لیٹ جائیے۔ خوب آرام سے اور کہیئے خواہ نیند آئے نہ آئے میں آرام تو لے ہی رہا ہوں۔

اگر آپ اپنے مستقبل سے پریشان ہیں تو مستقبل کی ایک اچھی عادت یہ ہے کہ وہ ہمارے حال سے مختلف نہیں ہوتا۔ آپ ایسے خیالات کو اپنے ذہن میں آنے ہی کیوں دیتے ہیں جس کی کوکھ سے آپ کو اپنا مستقبل خطرے میں نظر آنے لگے۔ اگر آپ میں تخیل کی ایسی جولانی ہے تو پھر شاعر بن جائیے تخیل کی پرواز کو لفظوں کے پردے دیجئے۔

لوگ کیا کہیں گے؟ تو جناب لوگوں کو ماریئے گولی۔ ویسے حقیقت میں اتنے بیکار نہیں ہیں کہ خواہ مخواہ اپنا کام چھوڑ کر آپ پر اظہار خیال کرتے پھریں۔ افلاس سے نہ ڈریئے بلکہ اس سے فائدہ اٹھائیے۔ جب آپ اسے ارادتاً قبول کریں گے تو اس کی سختیوں کو ہمت اور استقلال سے برداشت کریں گے۔ کیونکہ غربت کا خیال جتنا تکلیف پہنچاتا ہے خود غربت نہیں

دل کا گیٹ کھلا رکھئے

ایک دوست کی بے وفائی سے آپ یہ کیوں سمجھ لیتے ہیں کہ ہر شخص فریبی اور دغاباز ہے زندگی سے منہ نہ موڑیئے بلکہ مصیبت اُٹھانے کی عادت ڈالئے دنیا مخلص اور وفا شعار افراد سے خالی نہیں۔ صرف آپ اپنے دل کے دروازوں کو بند نہ کریں۔

جو شخص اپنی ذمہ داریاں نبھانے کے لئے تیار رہتا ہے۔ اس کی شخصیت خود بخود حالات کے سانچوں میں ڈھل جاتی ہے اور پریشانیاں اس سے کوسوں دور بھاگتی ہیں۔ جرمن فلسفی گوئٹے کا قول ہے۔

"ہر شخص کو چاہیئے کہ ہر روز ایک اچھا سا نغمہ سُنے۔ یا ایک اچھی نظم پڑھے۔ ایک اچھی سی تصویر دیکھے اور اگر ممکن ہو تو کسی سے مہربانی و اخلاص کا ایک جملہ کہے یا محبت سے پیش آئے۔"

گوئٹے نے اس قول کو ذرا سنجیدگی سے دوبارہ پڑھیئے۔

احساس کمتری اور اس کا علاج

ہر شخص احساس کمتری سے یقیناً واقف ہوگا البتہ کچھ لوگ جو یہ بولتے ہیں اس کا مفہوم تک نہیں جانتے۔ دنیائے نفسیات کے ماہرین اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ احساس برتری دراصل اسی احساس کی غلط تاویل ہے۔ اس سے کوئی بھی شخص بچا ہوا نہیں ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ کسی میں یہ احساس غلبہ رکھتا ہے اور کوئی اس پر قابو پا لیتا ہے۔ جو شخص جس قدر احساس برتری کا اظہار کرتا ہے وہ حقیقی معنوں میں اسی قدر احساس کمتری میں مبتلا رہتا ہے۔ جہاں ایک طرف یہ احساس لوگوں کو افسردہ کرتا ہے وہیں بہت سے لوگوں کی زندگی میں انقلاب بھی پیدا کرتا ہے جو اس کے سہارے کامیابی کی تمام منزلیں طے کرتے چلے جاتے ہیں۔

جرمن ڈاکٹر سگمنڈ فرائیڈ جس نے یہ اصطلاح وضع کی لکھتا ہے کہ احساس کمتری دراصل وہ نفرت و بیزاری ہے جو انسان کو جنسی جذبات کے خلاف بھڑکاتی ہے۔

ڈاکٹر فرائیڈ کا سب سے عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے فرسودہ نفسیات مثلاً لمبوگا احمقا (لمبا آدمی احمق ہوتا ہے) اور گِٹنا فطرتاً (ٹھگنا آدمی فطرتی چالاک ہوتا ہے) یا سر بڑا سردار کا اور پیر بڑا گنوار کا، جیسے روائتی خیالات کو اپنی زبردست دلیلوں سے رد کیا اور نفسیات اور جنسیات میں ایک نئے دور کی بنیاد ڈالی۔

ڈاکٹر فرائیڈ نے انسانی نفسیات کی بنیاد جنس پر رکھی ہے۔ ان کے مطابق جب شہوانی جذبات اپنی نشو نما میں ادھورے رہ جاتے ہیں یا ان کا تلخ تجربہ ہوتا ہے تو اس کا احساس لاشعور میں لرزتا رہتا ہے۔ اور تمام زندگی کو متاثر کرتا ہے۔ یہ ڈاکٹر ایڈلر جو کہ ڈاکٹر فرائیڈ کے شاگردوں میں سب سے ممتاز تھے یہاں ڈاکٹر فرائیڈ سے اختلاف کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ ضروری نہیں کہ اس احساس کے پس پردہ جنس ہی ہو۔ بلکہ دیگر باتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ مثلاً ایک بھینگا شخص اپنے اس نقص کی وجہ سے اس احساس میں مبتلا ہو سکتا ہے کیونکہ ایسے شخص کو اس کے تجربات یہ سکھاتے ہیں کہ لوگوں سے ملاقات کے بعد آرام ملنے کے بجائے تکلیف ہوتی ہے اور ان کے چبھتے ہوئے جملے بچپن سے اس کا پیچھا کرتے چلے آرہے ہیں۔

کمتری کی وجہ خوف؟ دراصل کمتری کی وجہ خوف ہے اس کی مثال اس شخص سے دی جاسکتی ہے جس کی زندگی میں کوئی ایسا تلخ تجربہ ہوچکا ہو اور جس کی ذہنی بالیدگی حاصل کرلینے کے باوجود بھلانہ پایا ہو۔ تو ایسے شخص کے حوصلے پست رہتے ہیں۔ اس میں عزائم کی کمی رہتی ہے۔ ہر وقت اپنے اندر کمی محسوس کرتا ہے۔ زندگی کے دوڑ میں کامیاب ہونے کی کوشش نہیں کرتا اور آگے بڑھنے کی بجائے پیچھے لوٹ جانا چاہتا ہے۔ جہاں اس کی نگرانی کرنے والے اور اس کو ہر خطرے سے بچانے والے اس کے والدین موجود تھے۔ یہی وجہ ہے کہ کچھ لوگ جوان ہونے کے باوجود بچوں جیسا ذہن رکھتے ہیں۔ ان میں وہ تمام کمزوریاں آجاتی ہیں جو کمتری کا وہم پیدا کرتی ہیں انھیں اپنی قوت اور صلاحیت پر پورا یقین نہیں رہتا۔ ہر وقت روٹھے روٹھے رہتے ہیں اور اپنی قسمت کا رونا روتے رہتے ہیں دوسروں کی خوشی میں شریک ہونے کو اپنی توہین سمجھتے ہیں۔

ہر دور کے ماہرین نفسیات بار بار لکھتے چلے آئے ہیں کہ زیادہ تر الجھنوں اور خونریزی کی وجہ ایسے ہی ادھورے انسان ہوتے ہیں وہ خود اپنی راہیں پیدا نہیں کرسکتے اور نہ خود سے کچھ سوچ پاتے ہیں بلکہ دوسروں کی نقالی کرتے ہیں اور آنکھ بند کرکے بھیڑ چال میں پڑ جاتے ہیں۔ بعض اوقات اخلاقی گراوٹوں کے دلدل میں کچھ اس طرح پھنس جاتے ہیں جہاں سے نکل سکنا ان کے بس میں نہیں رہتا۔ لڑکیاں تصور ہی تصور میں اپنے خیالی محبوب سے باتیں کرتی ہیں اور چپکے چپکے اس کا انتظار کرتی ہیں۔ اس میں سب سے بڑا ہاتھ ہماری فلموں، افسانوں اور ناولوں کا ہوتا ہے۔ شروع شروع میں اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ یہ تصور لڑکیوں کی نفسیاتی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔ دشواری اس وقت آتی ہے جب یہ خیالی پیکر غلط ثابت ہوجاتے ہیں۔ اور انھیں حقیقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس وقت تک کافی دیر ہوچکی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کا سامنا کرنے کی تمام قوتیں سلب ہوچکی ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے الجھن کی صورت میں یاس و مایوسی کی فضا قائم ہوجاتی ہے۔ اور طرح طرح کے مسائل پیدا ہوجاتے ہیں۔

علاج کیا ہے؟ اہم سوال یہ ہے کہ اس احساس کا ازالہ کس طرح ممکن ہے۔ کیونکہ دنیا میں شائد ہی کوئی ایسا فرد ہوگا جو اپنی زندگی کے کسی نہ کسی دور میں اس کا شکار نہ ہوا ہو۔

علامتیں۔ دراصل یہ احساس ہر شخص کے جذباتی ہیجان کا نتیجہ ہوتا ہے۔ اور یہ ہیجان کئی طرح کے خیالات کے باہمی ٹکراؤ سے بیدار ہوتا ہے۔ ایسی تلخیاں جو کسی تجربے کی پیداوار ہوں اور جن کو

ہمارا شعور قبول نہیں کرتا وہ ہمارے لاشعور میں گرہیں ڈال دیتی ہیں لیکن اگر ہم ان تلخیوں یا احساسات کا تذکرہ اپنے کسی ہمدرد یا دوست سے کر دیتے ہیں تو دل کا بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے اس کے علاوہ اگر ہم اسے شعوری طور پر ابھرنے دیتے ہیں اور کسی احساس شرم وجرم کے بغیر اس کو قبول کر لیتے ہیں تو ہماری ذہنی صحت برقرار رہتی ہے۔ لیکن اس کے برعکس اگر ہم ان تلخیوں کے غم وغصہ یا شرمندگی کے احساس کو دباتے ہیں تو یہ ہمارے لاشعور میں پنپتا رہتا ہے۔ اور جب اسے شعوری طور پر اُبھرنے کا موقع نہیں دیا جاتا تو ہر وقت ایک کشمکش کا احساس رہتا ہے۔ ایک طرف تلخیاں اور شرمندگیاں ابھرنا چاہتی ہیں تو دوسری طرف ہم ان کو دبانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس کشمکش سے جو صورتحال پیدا ہوتی ہے وہ اعصابی تناؤ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ اور ہم سے غیر معمولی حرکتیں سرزد ہوتی ہیں۔ یہ حرکتیں کیا ہیں یہی احساس کمتری کی علامتیں ہیں۔ آپ خود ان کی تشخیص کر سکتے ہیں اور ان کا علاج بھی۔ مثلاً بلا مقصد کسی کام میں منہمک رہنا۔ حد سے زیادہ نازک مزاجی، شرمیلا پن۔ دوسروں کے قریب جانے یا ان کو اپنے قریب بلانے سے گریز کرنا، سطحی یا اوچھی حرکتیں کرنا، بات بات پر بگڑنا اور روٹھ جانا۔ ہر اچھی بات میں روڑے اٹکانا، ہر بات میں یا ہر کام میں نقص نکالنا۔ اپنے آپ سے خفا رہنا۔ دوسروں کی پسپائی میں خوشی محسوس کرنا۔ کبھی خاموشی کا دورہ پڑنا۔ اور کبھی باتونی بن جانا۔ دوسروں سے ملتے جلتے ہوئے گھبرانا یا ان سے ملنے کے بعد یا ملنے سے پہلے اپنی خامیوں یا کمزوریوں کو یاد کرنا، اپنے لب ولہجہ اپنے کپڑوں، اپنے جوتوں، اپنی پسندیدہ غذا اور اپنی پسندیدہ سگریٹ کے معاملے میں بہت محتاط رہنا اور اس کا تذکرہ کرنا، بار بار ایسے جملے کہنا کہ اس کو اوچھی دنیا سے غرض ہی کیا ہے؟

اور عورتوں میں احساس کمتری میں مبتلا عورتیں اپنے کپڑے، اپنے بالوں کے انداز اور ناخنوں پر تمام تر توجہ صرف کرتی ہیں اور جب آپس میں باتیں کرتی ہیں تو دوسری عورتوں کی برائیاں ہی ان کا موضوع رہتا ہے۔ کچھ افراد بڑے شاندار لہجے میں باتیں کر کے اپنی کمتری کے احساس کی تلافی کرتے ہیں۔ یہ عموماً پست خاندان سے تعلق رکھتے ہیں لیکن اپنی باتوں سے دانشمندوں کی صف میں خود کو کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ کسی پارٹی میں جائیے ایسے شخص کو فوراً پہچان جائیں گے وہ کبھی انگریزی کا ایک جملہ کہے گا تو کبھی فارسی کا کوئی شعر پڑھے گا۔ یا کسی بڑے فلسفی کے نظریات کو زبردستی ٹھونسنے کی کوشش کرے گا۔ اس کے علاوہ کچھ لوگ مار دھاڑ سے اپنا اقتدار جملنے

کی کوشش کرتے ہیں۔ یا خوب ٹپ ٹاپ کپڑے پہن کر قیمتی قلم، سگریٹ یا لائیٹر سے دوسروں کو متوجہ کرتے ہیں ایک دولت کا بھوکا شخص دوسرے دولت مند کے سامنے ذلت محسوس کرتا ہے۔ لیکن اپنے سے کمتر اشخاص کی موجودگی میں برتری محسوس کرتا ہے۔ ایک علم کا خواہاں کسی بڑے عالم کی موجودگی میں کمتری کے احساس میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اقتدار کے رسیا صاحبِ اقتدار سے جب ملتے ہیں تو اس کے آگے سربسجود ہوجاتے ہیں۔

ہر شخص اپنی زندگی میں کسی نہ کسی شعبے میں ترقی کرنا چاہتا ہے۔ اور جب اس سے کوئی ناجائز حرکت سرزد ہوجاتی ہے تو وہ خود اپنے آپ کو معاف نہیں کر پاتا۔ اسی طرح مذہبی ماحول میں پرورش پانے والے شخص کو اس کا احساس گناہ کبھی چین نہیں لینے دیتا۔ اس احساس کے مریض کو بتایئے کہ اسے اپنی کمزوری کی تلافی کرنی چاہیئے۔ اگر جسم میں کوئی خرابی ہو جس کا ازالہ ممکن نہیں تو فراخ دلی سے اس کو قبول کرلینا چاہیئے۔ اپنے اندر ایسی صفات پیدا کرنا چاہیئے جو دوسروں کے لئے قابلِ ستائش ہوں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ خود ہیں اپنی خرابیوں کا جتنا احساس ہوتا ہے۔ دوسروں کو ان باتوں کا اتنا احساس نہیں ہوتا کسی کی جسمانی خوبصورتی و توانائی سے ہر کوئی متاثر نہیں ہوتا اور نہ ہی اس سے کوئی نفرت کرتا ہے۔ مگر کسی شخص کے کردار کی خرابیوں کو کوئی بھی نظر انداز نہیں کرتا۔

کمتری کا احساس ہم سب میں ہوتا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی اچھائیوں کا احساس بھی ہونا چاہیئے۔ اور اپنی انھیں اچھائیوں کے سہارے اس کمتری کے احساس کو کمزور کردینا چاہیئے۔ ایک خاتون ساجدہ صاحبہ نے لکھا تھا کہ ان پر جذبات بہت جلد حاوی ہوجاتے ہیں اور ایسے جذباتی لمحوں میں وہ خود کو سنبھال نہیں پاتیں کیونکہ ان پر خوف غصہ اور احساس کمتری وغیرہ حاوی ہوجاتا تھا۔ جبکہ ساجدہ صاحبہ اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ مومن کو ان عیوب سے پاک ہونا چاہیئے۔ اور یہ کنٹرول قوت ارادی کے مستحکم ہونے سے ہوسکتا ہے۔ انھوں نے آگے لکھا تھا کہ عقیدہ کی مضبوطی اور تقدس بھی ان میں الحمدللہ ہے۔ لیکن ان لمحوں کا کیا کہیئے کہ جذباتی اوقات میں دل دھڑکنے لگے اور جسم میں رعشہ سا طاری ہوجائے یہاں تک کہ غور و فکر کی طاقت ہی سلب ہوجائے۔ یہ علامات سامنے والا بہت زیادہ محسوس نہیں کرتا۔ لیکن وہ خود اپنے اندر یہ کمزوریاں محسوس کرتی ہیں۔ ان کا تعلق درس و تدریس اور ادب کے شعبہ سے تھا اس لئے ان کے لئے یہ اور بھی مشکل بات تھی ان کے لئے ذہن کا مرکوز رہنا اور خود اعتمادی ازحد ضروری تھی۔

ایک زمانہ تھا کہ احساس کمتری اور انکساری کو ایک خوبی سمجھا جاتا تھا۔ بلکہ روحانیت کی دنیا میں اسے اعلیٰ اور ارفع مقام حاصل تھا لیکن آج سائنسی کاروبار کی کاوش سے زیادہ تر لوگوں کے دماغ گھس پس کر دماغ کو ماؤف کر دیتے ہیں اس لئے ذہنی بیماریاں زیادہ ہو گئی ہیں اور چونکہ ذہنی بیماریوں کی تشخیص مشینوں اور آلات کی پہنچ سے بالاتر ہوتی ہے۔ چنانچہ معالجین کا ایک گروہ ایسا پیدا ہو گیا ہے۔ جسے ماہرین نفسیات کہا جاتا ہے۔

ہومیوپیتھک علاج احساس کمتری ایک ایسی باشعور لیکن اکثر حالتوں میں عدم شعور حالت کا نام ہے۔ کچھ لوگ اپنی کمزوری کے سبب یہ سمجھ کر ہمت ہار بیٹھتے ہیں کہ اب وہ فلاں کام کے قابل نہ رہے اور اپنے آپ کو خواہ مخواہ کوستے ہیں حالانکہ خود کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی سوچتے ہیں۔ خود کو حقیقت کے خلاف حقیر و ناچیز سمجھنے لگتے ہیں اور دوسروں سے موازنہ کرتے ہیں۔ دراصل اس کے اسباب بہت گہرے اور پوشیدہ ہوتے ہیں یہاں اس کی گنجائش قطعی نہیں ہے نفسیاتی معالج کا طریقۂ علاج تو یہ ہونا چاہیے کہ مریض سے گفتگو کر کے اس کے محور میں جو اسباب ہیں معلوم کرے تاکہ پھر ان اسباب کو ایک ایک کر کے نامعلوم طریقے سے دور کرنے کا بندوبست کیا جائے تاکہ اول تو ان کا اعادہ ہی نہ ہو، اور اگر ہو تو مریض انھیں زیادہ محسوس نہ کرے بلکہ اس میں ایسے ناگوار ماحول کی برداشت پیدا ہو جائے۔ لیکن بد قسمتی سے آجکل کے ماہرین نفسیات یہ جاننے کی کوشش نہیں کرتے کہ حادثات اور تفکرات وغیرہ کا اثر سب انسانوں پر یکساں نہیں ہوتا بلکہ اس میں ہر شخص بہ اعتبار اپنے خاندانی وقار، کردار، جسمانی ساخت و ماحول کی ناسازگاری اور ناموافقت کی وجہ سے اس کا شکار ہوتا ہے دوسرے یہ کہ علاج اتنا لمبا ہوتا ہے کہ خرچ ہی پروان چڑھنے نہیں دیتا پھر اگر نفسیاتی معالج ہی نیند آور اور سکون آور ادویات کا استعمال کرنے لگ جائیں تو کیونکر یہ نفسیاتی علاج ہو گا۔

بایں ہمہ ان حالات کے پیش نظر ہومیوپیتھک علاج ہی زیادہ آسان اور کامیاب ہو سکتا ہے جس کے بعد ہی مستقل شفایابی ممکن ہے۔ مندرجہ ذیل دواؤں میں سے کسی ایک میں اس قسم کے مریضوں کو اپنی صورت بھی نظر آجائے گی۔ اور یہی دوا ان کا علاج ہو گی۔

جلسی میئم جلسی میئم کا مریض ذہنی طور پر بہت کمزور، ذکی الحس، مایوس و ناامید، زود رنج ذراسی بات پر کپکپی اور ڈرپوک پن۔ کسی مجمع کے سامنے تقریر یا کسی سے بات کرنے میں ہچکچاہٹ

اور حجاب، افسر کے روبرو ہونے سے پہلے پیشاب یا پاخانہ کی حاجت کا احساس۔ دل کی حرکت کا بار محسوس ہونا کہ اگر چلا پھرا نہ گیا تو دل کی حرکت بند ہو جائے گی۔ نیند نہ آنا، بدن میں کمزوری، اور ارتعاش بات کرتے وقت زبان میں لغزش، آواز کا تھرآجانا، رک رک کر گفتگو کرنا، جب یہ احساس ہونے لگے کہ وہ بات چیت میں مخاطب کو گرویدہ یا قائل نہیں کر سکتا بلکہ بہکی بہکی باتیں اور حرکتیں کرنے لگتا ہے۔ تب اس دوا کی ایک خوراک لے لیں۔ اس کی دس ہزار قوت میں اور ایک خوراک چار سے چھ گولیوں پر مشتمل ہو۔

لائیکوپوڈیم اس کا مریض انتہائی درجہ کا عقلمند اور سمجھ دار لیکن کمزور اور ناتواں جسم کا ہوتا ہے۔ وہ قدرے خودپسند اور مغرور بھی ہوتا ہے۔ لیکن پست قوت ارادی کا مالک ہوتا ہے اسے اپنی کامیابی پر یقین نہیں ہوتا وہ یہی سوچتا ہے کہ کامیاب نہیں ہوں گا تو وہ دوسروں پر اثر یا رعب نہیں ڈال سکے گا۔ تقریر اور غیروں اور اجنبیوں کے سامنے تحریر میں لرزہ براندام ہو کر کانپنے اور ہانپنے لگے گا۔ ایک پہلو یہ ہے کہ ظلم اور چیرہ دستی پر بھی اتر آتا ہے۔ مخالفت بالکل ناقابل برداشت، لیکن دوسرا پہلو یہ کہ اداس، قوت ارادی کمزور، لطافت و توانائی نابود۔ یہاں تک کہ صنفِ نازک سے بھی نفرت کرنے لگتا ہے۔

بارآئٹا کارب یہ ایسے مریض کی دوا ہے جس کے شریانوں کے پرت موٹے ہو چکے ہوں اور دورانِ خون سست رفتار ہو گیا ہو۔ ذراسی حرکت پر ہانپنے لگے، اور رک رک اور بیٹھ بیٹھ کر چلے پھرے۔ اس کی سمجھ بوجھ بھی کم اور کند ذہن ہو جائے۔ یہ ایسے بچوں کی دوا ہے جن کی نشوونما رک جائے۔ خواہ ذہنی ہو یا جسمانی۔ بچہ نہ تو جلدی سمجھے۔ یا کچھ یاد نہ رکھے۔ انتہائی درجے کا شرمیلا ہو۔ گھر میں مہمان بھی آجائے تو چھپتا پھرے۔ خود اعتماد نہ ہو۔ اور دوسروں پر بھروسہ نہ کرے۔ اجنبیوں سے خاص طور سے اجتناب اور کنارہ کشی اختیار کرے۔ اور بہت ہی محتاط رہے لیکن ضمیر کے مطابق فرض شناس ہو۔ مگر بے بنیاد تفکرات میں گھرا رہے۔

سائی لیشیا:۔ سستی اور کاہلی جسمانی کمزوری، ذہنی تھکاوٹ۔ ہر وقت سوچ بچار خوش اسلوبی میں کمی، رائے دہندگی میں دماغی توازن کا فقدان، خود اعتمادی کا نہ ہونا اور طبیعت میں انتہائی انتشار۔ ایک فیصلہ نہ کر پانا۔ بے چینی، ذکاوتِ حس۔ جلدی سے چونک جانا۔ مشتعل دماغی ہیجان، بیقراری و بیزاری۔ خواہ مخواہ جھگڑنا۔ مخالفت کی بات ناگوار۔ خاکساری بھی۔

طبیعت انکسار پسند، کہا سنا مان لینا، رضامند، لیکن اس کے ساتھ ساتھ ضد اور اکڑپن بھی موجود
مایوسی کے عالم میں رو دینا۔

پلسیٹیلا عموماً ان عورتوں کی دوا ہے جو کہ بہت خوبصورت ہوں۔ طبیعت میں ملائمت اور شفقت، شرافت اور جلدی سے اثر قبول کر لینا جھنجلا جانا اور فیصلہ نہ کر پانا، ڈھلوک پن، اتصال کی خواہش کو دبائے رکھنا۔ متلون مزاجی، اپنی مرضی سے کام کرنا، آرام طلبی، آنسو بھری آنکھیں، مالیخولیائی حالت، جلدی سے رو دینا، لیکن آنسوؤں کا خشک بھی جلد ہو جانا

ارجنٹم نائٹریکم ہر کام میں جلدی بازی۔ یہی خیال کہ دیر ہو جائے گی وقت سے پہلے حاضر۔ انتظار سے گھبراہٹ۔ کام کی مشغولیت سے اپنے آپکو بھلائے رکھنا اور اس کام میں محو رہنا۔

اس کے علاوہ اور بھی کئی دوائیں ہیں لیکن اس سے بہتر یہی ہے کہ کسی ہومیوپیتھک کی نگرانی میں علاج کروایا جائے۔



کسی درخت کی چھال جلدی امراض کو اپنے ابتدائی عمل میں بڑھا دیتی ہے تو آخر میں وہ اس کو اچھا بھی کر دیتی ہے۔

موتیابند

سناریریا۔ مدر ٹنکچر ایک قطرہ دن میں چار مرتبہ آنکھ میں ڈالیں۔ ہومیوپیتھی کی یہ دوا اس قدر مقبول ہے کہ ہومیوپیتھ سے زیادہ اس کا استعمال ایلوپیتھ ڈاکٹر کرتے ہیں۔ ویسے صرف اس دوا کے استعمال سے موتیا اچھا نہیں ہو جائے گا البتہ یہ ضرور ہے کہ بعض مریضوں میں اس کا بڑھنا رک جائے۔

اس کے علاوہ کلکیریا فاس اور کلکیریا فلور جو کہ بائیو کیمک فارم میں استعمال کرائی جائیں عموماً ۶× میں۔

یہ ضروری ہے کہ مریض کے مزاج کی حالت کے مطابق علاج کیا جائے اس کے بعد ممکن ہے وہ بالکل اچھا ہو جائے۔ یا پھر آپریشن کروایا جائے۔

بعض امراض میں بجلی سے سینکائی درد کو دور کرتی ھے لیکن ایک صحت مند آدمی میں وھی بجلی درد پیدا کرتی ہے۔

دلِ دھڑکنا ۔ ہوَل اُٹھنا

اردو شاعری میں دل کی دھڑکن پر کافی کچھ کہا گیا ہے ۔ اس کے اسباب بھی تلاش کئے گئے ہیں ۔ لیکن اردو کا شاعر ۔ وہ تری یاد تھی اب یاد آیا ۔ سے آگے نہیں بڑھ سکا ۔ ایلوپیتھک طریقۂ علاج میں تو اس کے لئے ایک الگ شعبہ تک مقرر کرنا پڑا ۔ لیکن اس کے باوجود دل کے امراض پر قابو نہ پایا جا سکا ۔ آج بھی امریکہ جیسے ترقی یافتہ ممالک میں اس کی وجہ سے پیدا ہونے والی اموات سرِفہرست ہیں ۔ ہومیوپیتھی ان اسباب سے بخوبی واقف ہے ۔ اور ان کا علاج زیادہ بہتر طور پر کر سکتی ہے ۔

دل کی دھڑکن اسے کہتے ہیں جبکہ دل زور زور سے دھڑکتا ہے اور یہ دھڑکن سینہ پر بخوبی معلوم ہوتی ہے یا کہ پھر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ دل ڈوبا جا رہا ہے اور آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا ہو ۔ بعض اوقات بے ہوشی تک ہو جاتی ہے دل کے دھڑکنے کی بہت سی وجوہات ہیں ۔ مثلاً بکثرت چائے ۔ تمباکو نوشی یا شراب نوشی ۔ ریاح ، بدہضمی ، رنج و غم ، فکر و تردّد ۔ دماغی و جسمانی کمزوری ، کثرتِ جماع یا جلق کی ازحد زیادتی اس کے علاوہ بعض دل کے امراض اور بعض عصبی مثلاً ہسٹریا ، رعشہ ، مرگی ، مالیخولیا اور جنون وغیرہ

عورتوں میں دل کی دھڑکن عموماً دل کے فعل کی خرابی سے ہوتی ہے جبکہ مردوں میں عموماً دل کی ساخت کی خرابی کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں میں یہ دھڑکن یکایک پیدا ہوتی ہے اور جلد ٹھیک ہو جاتی ہے یا کہ پھر معمولی واقعات سے بڑھ جاتی ہے یا آرام میں بھی دھڑکن ہوتی ہے اور طاقت والی غذا سے اس میں آرام آتا ہے جبکہ مردوں میں دھڑکن کا عارضہ زیادہ شدید ہوتا ہے آرام کے وقت دھڑکن نہیں ہوتی اور طاقت والی غذا سے تکلیف ہوتی ہے اسی وجہ سے زیادہ چربی والی غذا کو اس کا اہم سبب مانا جاتا ہے

علاج : ۔ مرض کے اصل اسباب کو مدِنظر رکھ کر علاج کرنا چاہیئے ۔ دل کے ڈاکٹر کا

مشورہ بھی ضروری ہے لیکن اپنا حوصلہ بلند رکھنا چاہیئے اور کھانے پینے کے معاملہ میں احتیاط لازمی امر ہے۔ ساتھ ہی ساتھ زیادہ ذہنی اور جسمانی محنت سے بھی پرہیز کیا جائے۔ ہومیوپیتھک ادویات قانون بالمثل کے تحت علامتوں کی روشنی میں اثرانداز ہوتی ہیں لہذا ان کو پہچاننے کے لئے ان علامات پر غور کرنا انتہائی ضروری ہے۔ مثلاً اگر معمول سے جوش کے بعد بھی دل زور زور سے دھڑکنے لگتا ہو یا یوں معلوم ہوتا ہو کہ دل فیل ہوا چاہتا ہے۔ مریض کو جاڑا لگنا شروع ہوجاتا ہے۔ ہاتھ پاؤں میں جھنجھناہٹ سی محسوس ہونے لگتی ہے لیکن چہرہ تمتما اٹھتا ہے۔ ان جملہ صورتوں میں ایکونائیٹ سے فائدہ ہوگا۔ طاقت ۳۰ قوت میں۔ اس دوا میں خاص و اہم بات جو یاد رکھنے کی ہے وہ یہ کہ مریض زیادہ بےچین ہوتا ہے۔

لال و سرخ آدمیوں میں جبکہ سر کی طرف خون کا دوران زیادہ ہو۔ شور و غل کو مریض قطعی برداشت نہ کرسکتا ہو اور ذراسی حرکت کے بعد دھڑکن ہوتی ہو یا اسمیں اضافہ ہوتا ہو۔ تو اس مریض کے لئے بیلاڈونا مفید و کارآمد دوا ہے۔ خوراک ۳۰ طاقت میں، ہر دو چار گھنٹے کے وقفے سے اور پھر حسب ضرورت۔

رطوبات جسمانیہ مثلاً خون اور مادہ منویہ وغیرہ کے نکل جانے کی وجہ سے دھڑکن لاحق ہوئی ہو تو چائنا از حد مفید ہے۔ خوراک تیس قوت میں۔

بچے اگر بہت جلد بڑھ جائیں اور دل کی دھڑکن کی شکایت کریں تو فاسفورک ایسڈ کا دھیان آئے گا لیکن اگر بدہضمی اور معدہ میں ریاح کی کثرت کی وجہ سے دھڑکن ہوتی ہو تو کاربوویج چائنا اور نکس وامیکا کو نظر میں رکھیں اور یہی بدہضمی کی شکایت اگر کوئی خوبصورت خاتون کرے یا اس کے معدے میں غیر معمولی اکساہٹ ہو۔ اسے اکثر درد کی شکایت ہوجایا کرتی ہو تو اس کی دھڑکن کے لئے مجرب دوا پلسٹیلہ ہوگی۔ خوراک تیس یا دوسو قوت میں۔

عصبی مزاج والی خواتین یا بہت ہی زیادہ حساس قسم کے اشخاص جنھیں رات کے وقت دھڑکن میں زیادتی ہوجاتی ہو اور جس کی وجہ سے وہ سو نہ پاتے ہوں۔ ان کے لئے اگنیشیا زیادہ مفید ہے۔ رنج و غم کے اثرات سے دھڑکن کے لئے بھی اگنیشیا کارآمد دوا ہے یہ علامت فاسفورک ایسڈ میں بھی پائی جاتی ہے۔

عصبی مزاج والے اشخاص کی دھڑکن کے لئے کافیہ یعنی کافی خاص دوا ہے خاص علامت

دل کی دھڑکن تیز اور درد ساتھ ہی پیشاب بھی زیادہ آتا ہے ۔ مریض کے دل میں تشویش بھی پائی جاتی ہے۔ بے حد خوشی کے باعث اگر دھڑکن ہوئی ۔ تب بھی یہ کافیہ بے حد مفید ہے۔ طاقت تیس۔ اعصابی کمزوری کی وجہ سے دھڑکن ہو۔ اور ہاتھ پاؤں بھی کانپتے ہوں تو دوا ہے جیلسیمیم۔

اعصابی دھڑکن کی ایک اور خاص دوا ہے **ماسکس** ۔ یعنی کستوری یا مشک یہ بالخصوص ان عصبی خواتین یا لڑکیوں کی دوا ہے جن میں ہسٹریائی دورے پڑتے ہیں۔ دوروں کے دوران مریضہ بے ہوش تک ہو جاتی ہے۔ اس کے ہونٹ نیلے پڑ جاتے ہیں۔ یہ ہسٹریائی غشی معمولی جذبات پیدا ہونے۔ کھاتے وقت یا ماہواری کے دوران دل کی دھڑکن کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ مریضہ بہت چلاتی ہے۔ کہتی ہے کہ میں مر جاؤں گی۔ مر جاؤں گی۔ بعض اوقات تشنجی ہنسی، جھرجھری یا لرزہ وغیرہ ساتھ ہوتا ہے۔ طاقت تیس قوت میں۔

غنودگی کی حالت میں اگر دھڑکن ہو تو کیمو ملا اہم دوا ہے۔ ذرا در غنودگی کے عالم میں دھڑکن ہو تو اوپیم۔ دھڑکن کے ساتھ ہی کاٹنے والا تیز درد ہوتا ہو تو سپائی جیلیا۔ کثرت چائے نوشی سے دھڑکن ہو تو چائنا۔ کثرت تمباکو نوشی سے دل کی دھڑکن ہو تو **نکس وامیکا** جب دل کی دھڑکن بوقت شب بستر پر لیٹنے یا کھانا کھانے کے بعد ہوتی ہو تو **نیٹرم میور** ویسے یہ علامات اور بھی دیگر ادویات میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً ٹیبیکم (تمباکو) نکس وامیکا اور آرسنک وغیرہ۔ لیکن اگر بائیں طرف لیٹنے سے زیادہ دھڑکن ہوتی ہے تو کیکٹس ٹیبیکس اور فاسفورس وغیرہ میں یہ علامت پائی جاتی ہے اور یہ دوائیں اپنی اپنی خاص علامات سے پہچانی جاتی ہیں مثلاً کیکٹس کی خاص پہچان یہ ہے کہ رات دن دل دھڑکتا رہتا ہے اور ذرا سے چلنے پھرنے سے زیادہ دھڑکتا ہے۔ اور مقام دل میں کھنچاؤ سی محسوس ہوتی ہے ایسی صورت میں یہ کیکٹس دل کے مریض کا بہترین ساتھی ہے۔ اور آپ جانتے ہیں یہ کیکٹس ہے کیا؟ یہ کیکٹس ایک پودا ہے جسے ناگ پھنی کہتے ہیں۔ ہر وقت کانٹوں میں گھرا رہتا ہے لیکن دل کے مریض کا کانٹا دور کر سکتا ہے۔ خوراک مدر ٹنکچر میں یا چھ اور تیس ۳۰ طاقت میں۔
حرکت سے زیادہ دھڑکن کی یہ علامت ڈیجی ٹلس میں بھی پائی جاتی ہے۔ ڈیجی ٹلس

کا استعمال ایلو پیتھی میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔ بالخصوص اس وقت جب دل انتہائی لاغر ہو چکا ہو۔ اور قیل ہو رہا ہو۔ ایلو پیتھی میں اس دوا کا استعمال انتہائی احتیاط سے کیا جاتا ہے کیونکہ یہ دوا دل کی رفتار کو کم کر دیتی ہے اور ایسی صورت میں ڈیجی ٹلس کا استعمال خطرناک ہوتا ہے لیکن ہومیو پیتھی میں اس کی یہی علامت سب سے اہم سمجھی جاتی ہے اور ایسا مریض جس میں کسی بیماری کی وجہ سے اس کے دل کی رفتار انتہائی سست ہو گئی ہو اور اس میں اس دوا کی دیگر علامات بھی ہوں تو یہی ڈیجی ٹلس اس کو موت کے منہ سے نکال لے گی یہ فرق ہے ایلو پیتھی اور ہومیو پیتھی میں ایک اس کی ظاہری کیفیت سے واقف ہے اور دوسری اس کے باطن سے بھی واقف ہے۔

یہاں ایک مریض کا ذکر کروں گا۔ یہ ایک بینک آفیسر تھا اس کا ایک لڑکا خطرناک مرض میں مبتلا تھا اور میرے علاج سے شفا پا چکا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ باپ کو بھی ہومیو پیتھک علاج کروانے کا شوق ہوا۔ اس کی اہم شکایت یہ تھی کہ ذراسی حرکت سے اس کا دل دھڑکتا تھا اور چلنے میں سانس پھول لیتی تھی بات کرنے کے دوران وہ رکتا اور ایک گہری سانس لیتا یہ بھی خاص علامت ہے جس سے ڈیجی ٹلس کی طرف میرا دھیان گیا۔ اس کی نبض انتہائی سست تھی جس نے ڈیجی ٹلس کی تشخیص کو زیادہ مضبوط کیا لہٰذا اُسے یہی دوا طاقت تیس میں اور صرف ایک خوراک دی دوسرے روز سے اس کی تمام شکائتیں رفع ہو گئیں۔ اس کے پہلے وہ اپنی انھیں شکائیتوں کے لئے مختلف ماہرین سے رابطہ قائم کر چکا تھا لیکن سب ہی ڈاکٹروں نے اسے سکون آور ادویات کے علاوہ کچھ نہیں دیا تھا۔ کیونکہ اس وقت اس کی کسی رپورٹ سے کوئی بیماری ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ ڈاکٹر ان علامتوں کو ضائع کرنے کے لئے نسخہ لکھ رہے تھے جبکہ یہی علامتیں کسی بھی بیماری کا اظہار ہوتی ہیں اور انھیں علامتوں کے سہارے اس مرض پر مکمل قابو پایا جا سکتا ہے۔

ہومیو پیتھی کی دوا ڈیجی ٹلس سے اس مریض کو فائدہ ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ وہ مریض درا صل دل کا مریض تھا لیکن اس وقت تک دل کی ساخت میں کوئی نمایاں تبدیلی نہیں ہوئی تھی اس لئے اس کی تمام رپوٹیں نارمل تھیں ایلو پیتھی اور ہومیو پیتھی میں یہ ایک اور فرق ہے اور یہ فرق خاص طور پر نمایاں ہے کہ ہومیو پیتھی قبل از وقت بھی ان علامتوں کے سہارے

مرض کی شناخت کر سکتی اور مریض کو مکمل شفا بخشتی ہے کچھ روز بعد اس مریض کے ایک گھٹنے میں درد ہوا یہ ایک اور ثبوت تھا کہ دوا برابر کام کر رہی تھی یعنی اعضائے رئیسہ میں پیدا ہونیوالی خرابی کو اس نے دل سے دور گھٹنے میں پھینک دیا تھا۔ یہی حیاتی طاقتوں کی منشا تھی کہ کچھ روز بعد گھٹنے کا درد اپنے آپ رفع بھی ہو جاتا۔ یہی قانون قدرت ہے۔ اب اسے کسی دوا کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن جو عام طور سے ہوتا ہے وہ اس مریض کے ساتھ بھی ہوا اسے ہومیوپیتھی کا یہ فلسفہ سمجھ میں نہ آیا اس کی یہ دلیل تھی کہ اس طرح تو وہ آفس میں نہیں جا سکتا جبکہ اس مریض کو اگر وہ دوا نہ دی جاتی تو یہ مریض دل کے عارضے میں مبتلا ہی رہتا اور ایسی صورت میں اسے مہینوں آرام کرنا پڑتا۔ یہ بتلانے کی ضرورت نہیں ہے کہ بعد ازاں اس نے اپنے گھٹنے کے درد کا علاج کروایا کئی طرح کے معالج بدلے اور پھر پیچ در پیچ بیماریوں کا شکار رہا۔ اب یہ مریض ذیابیطس کے مرض میں مبتلا ہے۔ اور اس کو دل کی دھڑکن دوبارہ ہونے لگی ہے فرق یہ ہے کہ اب اس کی ای سی جی، رپورٹ دل کے کمزور ہونے کی نشاندہی کرتی ہے۔ اب یہ مریض چاہتا ہے کہ میں پھر اپنی دوا سے اس کے دل کی دھڑکن دور کردوں لیکن کیا اب یہ مریض اچھا ہو سکے گا؟ اس کا جواب ہے نہیں ــ کیونکہ اب یہ مریض بیماری کی مکمل گرفت میں ہے ــ لیکن اس میں کوئی بھی علامتیں نہیں ہیں۔ البتہ تمام ٹیسٹ رپورٹوں میں ہر طرف خرابی ظاہر ہوتی ہے۔ یہی سب کے ساتھ ہوتا ہے۔ جو قانونِ بالمثل کی سچائی کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کا مذاق اڑاتے ہیں۔ بالآخر اسی انجام کو پہنچتے ہیں۔

دل کی دھڑکن کا ایک دوسرا کیس یاد آرہا ہے۔ یہ ایک حاجی صاحب کا کیس ہے ان کو یہ شکایت تھی کہ وہ جب نماز کے وقت رکوع میں جاتے تھے تو دل زور سے دھڑکتا تھا۔ اور کبھی کبھی تیز لہردار درد بھی ہوتا تھا۔ ان کی بھی ای سی جی کی رپورٹ نارمل تھی۔ یہی وجہ تھی کہ دل کے ماہر نے انھیں کچھ سکون آور دوائیں لکھ دی تھیں اور وقفے سے بلڈ پریشر چیک کروانے کی صلاح دی تھی۔ انھیں جو دوا دی گئی وہ سپائی جیلیا تھی۔ کچھ ہی دنوں میں ان کو دھڑکن سے آرام مل گیا۔ کئی دنوں تک وہ میرے پاس آتے رہے۔ لیکن میں انھیں کوئی دوا نہیں دیتا کیونکہ اب انھیں کسی دوا کی ضرورت نہیں تھی کچھ دن اور گذر گئے پھر اس کے بعد ان کے ایک گھٹنے میں درد شروع ہوا میں نے اس کے بعد بھی کوئی دوا نہیں دی۔ کیونکہ حاجی صاحب جو کہ

دراصل دل کے مرض میں مبتلا ہونے والے تھے اس دوا کی مدد سے روحانی طاقتوں نے بیماری کے وجود کو دل کے مقام سے اٹھا کر دور ٹخنے میں چھوڑ دیا تھا اور آہستہ آہستہ وہاں سے بھی وہ رفع ہو جاتا۔ حاجی صاحب باقاعدگی سے میرے پاس آتے لیکن میں انھیں صبر کی تلقین کرتا رہا وہ درد ویسے بھی کچھ زیادہ نہیں تھا۔ لیکن حاجی صاحب شاید یہ سمجھے کہ ہمارے پاس درد کی کوئی دوا نہیں ہے لہذا انھوں نے مجھ سے رابطہ ہی نہ رکھا۔

اس سلسلے میں ایک اور اہم دوا رہ گئی ہے جو دل کے ہر قسم کے عوارضات میں ایک نہایت مفید ٹانک کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور جسے بلا کھٹکے استعمال کیا جا سکتا ہے خاص طور سے دل کے ان مریضوں میں جن کا دل انتہائی ضعیف ہو چکا ہو دوا کا استعمال مدر ٹنکچر میں پانچ سے دس قطرے حسب ضرورت یا ایک قطرہ صبح شام

دوا کا نام کراٹیگس ہے



اگر سورہ الم نشرح پڑھ کر سینے پر دم کیا جائے

تو

دل کی دھڑکن کم ہو جاتی ہے۔ اور دل

کے مریض کو آرام ملتا ہے۔

سچ ہے اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو

آرام ملتا ہے۔

دل کا درد

بعض اوقات یہ مرض جان لیوا ثابت ہوتا ہے کیونکہ کمزور اعصاب والے اشخاص اس کا ایک جھٹکا تک برداشت نہیں کر پاتے۔ اور اگر یہ درد زیادہ دیر تک قائم رہا تو دل میں چھالہ پڑ جاتا ہے۔ اکثر اموات اسی وجہ سے ہوتی ہیں۔ جب چھالہ پڑنے کا خطرہ لاحق ہو یا پڑ چکا ہو۔ تو اس کو ہارٹ اٹیک کہتے ہیں۔ لیکن اگر تھوڑی دیر کے لئے درد کی لہر اٹھ کر غائب ہو جاتی ہو تو اینجائنا کہتے ہیں۔

یہ مرض بہ نسبت عورتوں کے مردوں کو زیادہ ہوتا ہے اور عموماً چالیس، پینتالیس برس کی عمر کے بعد ہوا کرتا ہے۔ بالعموم نقرسی مزاج کے اشخاص اس مرض میں زیادہ مبتلا ہوا کرتے ہیں۔ عام وجوہات، ذیابیطس، ہائی بلڈ پریشر، بہت زیادہ ورزش، گرم سرد ہو جانا، رنج و غم، شراب نوشی پیٹ میں گیس، قبض اور بدہضمی کے علاوہ بعض امراض قلب وغیرہ ہیں

یہ درد ایک دم شروع ہوتا ہے اور سینہ کے کسی حصہ تک یا گردن کے نچلے حصے، کندھے اور بائیں بازو تک اس کی لہریں اٹھتی ہیں۔ درد اتنا شدید ہوتا ہے کہ بعض اوقات مریض بے ہوش تک ہو جاتا ہے یا اس کا پاخانہ پیشاب خطا ہو جاتا ہے۔ درد کی شدت سے مریض کا رنگ زرد پڑ جاتا ہے۔ اور پسینہ سے اس کا جسم تربتر ہو جاتا ہے۔ اکثر اس کا دورہ چند منٹوں تک رہتا ہے لیکن اگر اس سے زیادہ قائم رہے تو دل میں چھالہ پڑنے کا امکان رہتا ہے۔ ایسی صورت میں مریض کو انٹینسو میں داخل کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یعنی اس کی ہر لمحے تیمارداری لیکن اس کے باوجود اموات واقع ہو جاتی ہیں۔ مرض کے نہایت شدید حملوں میں ایمل نائیٹریلیٹ نامی دوا کا استعمال ہوتا ہے۔ یہ دوا عموماً سنگھائی جاتی ہے۔

آج سے دو سو سال پہلے جب ڈاکٹر ہانی من نے قلیل ترین دوا یعنی کم سے کم خوراک کا نظریہ پیش کیا تھا تب ان کے ہمعصروں نے ان کا مذاق اڑایا تھا۔ لیکن ان کے انتقال کے کچھ عرصہ بعد ہی یہ بات ثابت ہو گئی اور ایمل نائٹریٹ اس کی ایک مثال ہے۔ آج بھی اس

دوا کا استعمال ایلوپیتھک طریقہ علاج میں رائج ہے یہ کیپسول کی شکل میں ملتی ہے اور اس کیپسول کو رومال میں توڑ کر سنگھاتے ہیں۔ ہومیوپیتھی میں یہ مدر ٹنکچر کی شکل میں استعمال ہوتی ہے اس کے تین چار قطرے رومال پر ڈال کر سنگھاتے ہیں یہ دوا بہت جلد آرام لاتی ہے۔

ایمل نائیٹریٹ کے علاوہ دیگر کئی ادویات ہیں جو اپنی علامتوں کے اعتبار سے استعمال کرائی جاسکتی ہیں اور دل کے مریض ان سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ مثلاً موت کا خوف اور شدید بے چینی ہو اور گھبراہٹ بہت زیادہ ہو۔ درد عموماً ٹھنڈک کی وجہ سے شروع ہو مریض سردی محسوس کرتا ہو۔ درد کی لہریں جسم میں دوڑ جاتی ہوں اور جھنجھناہٹ محسوس ہوتی تو ایسے وقت ایکونائیٹ کا استعمال کیا جائے۔ ایکونائیٹ کی خاص الخاص علامت موت کا خوف اور شدید بے چینی دھیان میں رکھیں۔ خوراک ہر دس یا پندرہ منٹ کے وقفے سے ۳۰ قوت میں۔ دو چار خوراکوں میں فائدہ ہو جائے گا۔

دوروں کی میعاد کو کم کرنے کے لئے میگنیشیا فاس چھ ایکس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اگر نقاہت کی وجہ سے مریض بے ہوشی کی طرف مائل ہو تو کالی فاس کے ساتھ باری باری دیں۔ میگھا اس (میگنیشیا فاس) اور کالی فاس دونوں چھ ایکس طاقت میں استعمال کریں۔

میگ فاس کی خاص علامت یہ ہے کہ چھاتی سکڑی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔ اور درد دل تشنجی دوروں کی شکل میں تمام اطراف میں جاتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اس دوا کو گرم پانی کے ساتھ استعمال کریں آٹھ دس گولیاں تھوڑے سے گرم پانی میں ملا دیں پھر ہر دس یا پانچ منٹ کے وقفہ سے مریض کو ایک ایک چمچہ دیں۔

اگر دورے کے دوران ایسا محسوس ہوتا ہو کہ کوئی فولادی ہاتھ دل کو جکڑے ہوئے ہے کبھی کسی وقت دبا دیتا ہے اور کسی وقت چھوڑ دیتا ہے۔ سینہ کسا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اور سانس تکلیف سے آتی ہے تو دوا ہو گی کیکٹس۔

کیکٹس کی خاص علامت دل کو جیسے کوئی بھینچ رہا ہو اور بائیں جانب لیٹنے سے تکلیف زیادہ۔ خوراک ۶ یا ۳۰ طاقتوں میں۔ ہر پندرہ منٹ یا آدھے گھنٹے سے دیں۔ آرام ملنے کی صورت میں دوا کا وقفہ بڑھا دیں۔ اگر آدھی رات کے بعد دل کا درد شروع ہوا اور سخت بے چینی اور گھبراہٹ ہو رہی ہو تو دوا ہو گی۔ آرسنک طاقت ۳۰ میں۔

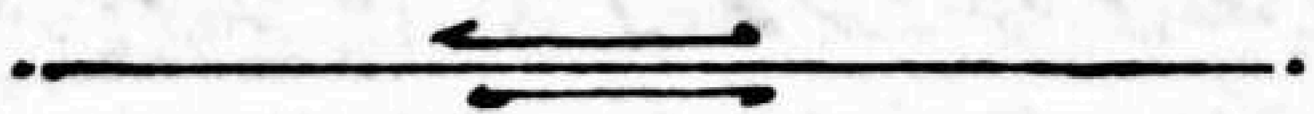
اگر دل کے درد کے ساتھ تمام جسم دھڑکتا ہوا محسوس ہوتا ہو تو گلونائن سے فائدہ ہوگا۔ یہ دوا بھی اس مرض میں آزمودہ ہے۔ گلونائن کی خاص الخاص علامت اچھی طرح ذہن نشین کریں وہ یہ کہ جسم کے ہر حصے پر رگیں دھڑکتی ہوئی محسوس ہوں۔ طاقت ۳۰ قوت عموماً ایک ہی خوراک کافی ہے۔

دیگر ادویات میں اسپائی جیلیا، سمی سی فیوگا، کالمیا اور نکس وامیکا وغیرہ خاص ہیں۔ ان کی تشخیص اس طرح کر سکتے ہیں کہ سپائی جیلیا کے کیس میں دل کی شدید دھڑکن ہوتی ہے اور یہ دھڑکن کپڑوں سے باقاعدہ نظر آتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ آواز بھی سنائی دیتی ہے۔ ذرا سی حرکت سے تکلیف بڑھتی ہے۔ خاص الخاص علامت مریض صرف دائیں جانب اور سر کو اونچا کر کے لیٹ سکتا ہے۔ خوراک ۳۰ طاقت میں۔

اگر رحم کی خرابیوں کی وجہ سے دورہ پڑتا ہو یا جب عورت میں بائی کے دوروں کی علامات پائی جائیں، اور شدید سر درد جیسے کہ سر کی چوٹی اڑ جائے گی۔ ایسی صورت میں سمی سی فیوگا اہم دوا ہے۔

اگر جوڑوں کے درد کے دب جانے کی وجہ سے دل کا درد شروع ہوا ہو تو کالمیا ذہن میں رکھیں۔ کالمیا کی خاص علامات، بایاں بازو سُن۔ جبکہ تمباکو نوشی کے بداثرات کی وجہ سے درد ہوتا ہو تو نکس وامیکا سے فائدہ ہوگا۔ ان دواؤں کی خوراک بھی ۳۰ طاقت۔ حسب ضرورت اس کے علاوہ لیکیسس بھی ایک خاص دوا ہے۔ اس دوا کی خاص علامت یہ ہے کہ نیند میں تکلیف بڑھتی ہے اور سینے پر کپڑے کا بوجھ بھی ناقابل برداشت ہوتا ہے۔ خوراک طاقت ۳۰ یا ۲۰۰ میں صرف ایک خوراک

دل کے پرانے مریضوں میں اگر بائیں طرف سینے میں اچانک اور غضبناک درد شروع ہوا ہو اور یہ درد بائیں بازو تک پھیلتا ہوا محسوس ہوتا ہو۔ مریض زندگی سے مایوس ہو تو دوا ہے کراٹیگس۔ خوراک مدر ٹنکچر میں ۵ سے ۱۰ قطرے۔ ہر دس پندرہ منٹ کے وقفے سے۔ بعد ازاں بطور دل کے ٹانک کے طور پر صبح و شام استعمال کریں۔



بچے کا نیند میں چونکنا یا پیشاب کر دینا

مالیگاؤں کے مجید صاحب کا یہ سوال تھا کہ ان کی دو سالہ بچی کو نیند میں چونکنے کی عادت ہے، انھوں نے پوچھا تھا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اور اس کا حل کیا ہے مالیگاؤں ہی کے ایک اور صاحب کا مسئلہ تھا کہ ان کی بچی جس کی عمر دس برس کی ہے وہ اکثر بستر پر پیشاب کر دیتی ہے۔ اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا اور صبح وہ شرمندہ ہو جاتی ہے۔

دونوں صاحبان کے یہ سوالات اردو ٹائمز کے حوالے سے کئے گئے اور ان کو جو جوابات دیئے گئے انھیں مزید اضافے کے ساتھ یہاں درج کر رہا ہوں کیونکہ اکثر بیشتر لوگوں کے لئے بھی یہی مسائل ہیں۔

جہاں تک بچے کے نیند میں چونکنے کا تعلق ہے تو اس کی وجہ وہ خوف ہے جو آپ بچوں کے ذہن میں داخل کرتے رہتے ہیں۔ مثلاً انھیں شرارت سے باز رکھنے کے لئے یا روتے ہوئے بچے کو چپ کرانے کے لئے مائیں اور دادی مائیں اکثر کہا کرتی ہیں کہ بلی آئی شیر آیا۔ یا بڑے بالوں والا ریچھ آکر پکڑ لے جائے گا۔ اس کے علاوہ دوسرے اسباب بھی ہیں۔ جیسے چھوٹے بچے کے سامنے بڑے بچے کی پٹائی کی جائے یا انھیں ڈرایا دھمکایا جائے۔ معصوم بچوں کا ننھا سا ذہن ان تمام باتوں کا اثر قبول کرتا ہے۔ اور یہ خوف ان کے لاشعور میں پوشیدہ رہتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ نیند میں سوتے سوتے چونک کر اٹھتے ہیں اور لاشعوری طور پر ہر اس شے سے ڈرنے لگتے ہیں۔ مثلاً، اندھیرا، بھوت پریت، اجنبی لوگوں سے، اور کیڑے مکوڑوں سے۔ اس قسم کے تمام خوفوں کی روک تھام کے لئے اکثر ڈاکٹر نیند و سکون آور دواؤں کا استعمال کرواتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے۔ اس قسم کے مریضوں کے لئے نفسیات مندرجہ ذیل اصول پیش کرتی ہے۔ مثلاً بچوں کو کبھی ڈرا دھمکا کر پڑھانے کی یا کوئی بات سکھانے کی کوشش نہ کیجئے بچہ سچ اور جھوٹ اور غلط اور صحیح میں تمیز نہیں کر پاتا۔ اس سے محبت اور خلوص سے پیش آیئے اس کی غلطیوں پر اسے سزا نہ دیجئے بلکہ بڑے پیار سے سمجھائیے۔ بچے کے سامنے کسی خوف کا

ظاہر نہ کیجئے۔ کسی دوسرے سے بھی اپنے خدشات کا ذکر نہ کیجئے بچہ بظاہر نہ دیکھنے اور نہ سننے کے باوجود آپ کی ایک ایک بات کو دیکھتا اور سنتا رہتا ہے۔ گھر کا ماحول خوشگوار کیجئے لڑائی جھگڑوں سے پاک وصاف۔ نفرت اور تشدد سے خالی بے ضرر چیزوں سے آپ خود بھی نہ ڈریئے۔ بلیوں، کتوں سے ڈرنا کیا اس طرح اندھیرے سے بھی نہ ڈریئے۔

اگر بچہ خواہ مخواہ کسی چیز سے ڈرتا ہے تو اسے اس بات کا موقع دیجئے کہ وہ اس چیز کے بے ضرر ہونے کا یقین کرلے۔ اگر بچہ اندھیرے سے ڈرتا ہے اور آپ سے چمٹ کر سونا چاہتا ہے تو کمرے میں اندھیرا نہ کیجئے۔ روشنی رہنے دیجئے اور اسے یقین دلائیے کہ آپ اس کی حفاظت کے لئے موجود ہیں۔ جب بچہ کچھ بڑا ہو جائے تو آپ اسے اندھیرے کی ضرورت اور اہمیت سمجھائیے یہاں میں ایسے بچے کا تذکرہ کرنا چاہوں گا۔ جو سوتے سوتے چیخ پڑتا تھا۔ کیونکہ وہ خواب میں ایک بڑے چیتے کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا کرتا تھا۔ ماں باپ نے پریشان ہو کر اسے ایک معالج سے رجوع کیا۔ ڈاکٹر نے اُسے گود میں لے کر اس خیالی چیتے کی کہانی سنائی جو ہر روز خیال ہی خیال میں اس کی طرف آتا تھا اس نے بچہ کو بتایا کہ جو چیتا آتا ہے وہ تو پالتو چیتا ہے اس کا دوست ہے اور اب کی بار جب وہ آئے تو اُسے چیتے کو ایسے ہی چمکارنا چاہیئے جیسے کتے کو چمکارتے ہیں۔ اس رات جب۔ بچہ سونے کے لئے لیٹا تو والدین کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر بھی وہیں موجود رہا۔ جب نیند گہری ہوئی تو انہوں نے بچے میں خوف کی کیفیت دیکھی لیکن ایک دو لمحہ میں ہی یہ کیفیت بدلنے لگی اور اسکا ہاتھ تکیہ کو تھپتھپانے لگا۔ اس کے فوراً بعد بچے کے ہونٹ ہلے اس نے کہا۔ تم آگئے میرے دوست۔ اور اس کے بعد اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی پھر وہ گہری نیند سو گیا۔

ایسے بچے جو بستر میں پیشاب کر دیتے ہیں لیکن انھیں اس کا احساس نہیں ہوتا اور وہ ایسی حالت میں بھی سوئے رہتے ہیں تو ان بچوں کی دوا ہے کریازوٹ۔ اسے دو سو قوت میں اور بیس نمبر گولیوں میں دیجئے۔ اور چار سے چھ گولیوں کی ایک خوراک صبح وشام اس طرح دو چار روز تک ہی دوا دیجئے۔ اور اس دوا کے بعد دوا بند کر دیجئے۔ انشاء اللہ فائدہ ہو گا۔ اگر اس کے بعد بھی پھر ہو جائے تو اسی دوا کو ہفتہ میں ایک خوراک دے دیا کریں کچھ ہفتوں کے بعد انشاء اللہ بالکل آرام ہو جائے گا۔

اس سلسلے کی دیگر دوائیں اپنی اپنی علامات کے اعتبار سے چُنی جا سکتی ہیں مثلاً اگر بچہ

بے خوابی میں نیند کے پہلے حصہ میں پیشاب کردیتا ہے یا سوتے سوتے کھانسی آنے پر یا چھینکنے پر یا یا زور سے ناک چھنکنے پر، یا زور سے ہنسی آنے پر اس کا پیشاب خطا ہو جاتا ہو تو ان جملہ صورتوں میں کاسٹیکم مفید و کار آمد دوا ہے اسے تیس قوت میں استعمال کرایا جائے۔ اور کل دو خوراک اس سے زیادہ نہیں۔ پھر اس کے بعد حسب ضرورت۔

اگر بچہ سونے کے فوراً بعد دو گھنٹے کے اندر اندر پیشاب کر دیتا ہو تو سیپیا دوا ہوگی۔

سیپیا کی مریضہ عموماً دُبلی پتلی اور لاغر قسم کی بچیاں ہوتی ہیں۔

اس سلسلے کی ایک اور اہم دوا بنزوئک ایسڈ ہے لیکن اس کی تمام علامات صرف ایک علامت کی محتاج ہیں وہ علامت ہے پیشاب کی شدید و تیز بو اور یہ بو اس قدر تیز ہوتی ہے کہ تمام کمرے کو پیشابی بُو سے بھر دیتی ہے۔ بچہ کئی کئی بار پیشاب کر دیتا ہے اور چادر اس قدر خراب ہو جاتی ہے کہ پھر صاف نہیں ہوتی۔

بغیر کسی سبب کے محض عادت کی بناء پر اگر پیشاب کر دیتا ہے تو دوا ہے ایکیوسیٹم۔

قبض اور انتڑیوں کے مروڑ کی شکایتوں میں اکثر طبیب افیون کی قلیل خوراکیں استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ افیون بذات خود اپنی خاصیت اور تاثیر کے اعتبار سے قابض ہے۔ ان طبیبوں کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آئی ہوگی کہ ان کا یہی عمل قانون بالمثل یعنی ہومیو پیتھی کے عین مطابق ہے

نکسیر پھوٹنا

بچوں میں اکثر نکسیر پھوٹنے کے واقعات ہوتے ہیں بعض اوقات کھیلتے ہوئے ناک میں معمولی چوٹ سے ایسا ہو جاتا ہے۔ موسم گرما میں زیادہ دیر تک دھوپ میں پھرنے سے اکثر نکسیر پھوٹ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بھاگتے ہوئے یا شدید ورزش کے دوران بھی یہ واقعات ہوتے ہیں۔ بعض اوقات چھینکنے یا کھانسنے سے یا کسی دوسرے مرض کے دوران یا اس کے خاتمے پر یہ واقع ہو سکتی ہے۔ علامتوں کے اعتبار سے دواؤں کا انتخاب اس طرح کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً

اگر ناک چھنکنے سے نکسیر پھوٹے تو کاربوویج

لیکن اگر کھانسنے سے ایسا ہو تو آرنیکا

ناک یا سر پر چوٹ آنے کی وجہ سے ہو تب بھی آرنیکا

جب خون بکثرت اور زیادہ مقدار میں خارج ہوتا رہتا ہو تو فاسفورس

اگر بواسیر کے دب جانے کی وجہ سے نکسیر واقع ہوئی ہو تو نکس وامیکا دیں

حیض کے بند ہو جانے کی وجہ سے ہو تو برائیونا

بخار کے دوران آرنیکا، ہیماملس یا ملی فولیم

جب سر میں اجتماع خون ہو، سر درد اور چہرہ سرخ ہو تو بیلاڈونا

نکسیر پھوٹنے کے بعد سر درد کو آرام ہو جاتا ہو تو میلی لوٹس

خون کا رنگ سیاہ اور دھاگے کی طرح لٹکے تو کروکس

خون کا رنگ سرخ اور چمکدار ہو تو ایکونائٹ لیکن اگر سیاہ ہو تو ہیمامیلس

اگر علامتیں، صاف نہ ہوں تو بطور مجرب ملی فولیم کا استعمال کریں۔ اسے مدر ٹنکچر میں لیں چار، پانچ قطرے پاؤ کپ پانی میں ملا دیں۔ اور ہر پندرہ منٹ سے ایک گھونٹ دیں نکسیر کے حملے کے بعد اگر مریض مستقل طور پر نکسیر کا مریض ہو تو، صبح شام فیرم فاس دیں خوراک چھ ایکس میں۔

اگر زیادہ نکسیر آنے سے کمزوری آگئی ہو تو چائنا دیں۔ خوراک تیس طاقت میں ۔ صبح شام ایک ہفتہ تک ۔

وقتی طور پر نکسیر بند کرنے کے لئے کچھ دیگر تدابیر بھی اپنائی جائیں۔ مثلاً کچھ دیر کے لئے دونوں ہاتھ سر سے بلند کرائیں۔ سر پر برف رکھیں یا ریڑھ کی ہڈی پر ٹھنڈا پانی گرائیں اگر اس طرح بند نہ ہو تو تھوڑی دیر تک دونوں نتھنوں کو ہاتھ سے بند کر کے رکھیں اور منہ سے سانس لینے کے لئے کہیں۔ اگر اس طرح بھی خون کا اخراج بند نہ ہو تو پلگ کرنا لازمی ہے اس کے لئے کسی ڈاکٹر سے رابطہ قائم کریں یا اسپتال لے جائیں ۔

اگر دھتورا صحت مند انسانوں کے اندر ذہنی، خلل، ضبط و جنون کی سی کیفیت پیدا کرتا ہے ۔ تو کیوں نہ اُسے جنون اور پاگل پن کے مریضوں پر استعمال کیا جائے ہو سکتا ہے کہ وہ ان کے بگڑے ہوئے ذہن کو اُلٹ کر درست کر دے ۔

ڈاکٹر ھانی من

آج دھتورا ہومیو پیتھی کی ایک بڑی دوا ہے اور اس نے بے شمار ذہنی خلل اور جنون میں مبتلا مریضوں کو اچھا کیا ہے

بچوّں میں منہ کے چھالے

بچوں میں عموماً زبان پر اور گالوں کے اندر چھالے پڑ جانے کی وجہ سے بچہ دودھ نہیں پیتا۔ بچے کا منہ بہت گرم اور خشک ہوتا ہے جسے ماں دودھ پلاتے وقت محسوس کرتی ہے۔ بچہ دودھ پیتے وقت پستان چھوڑ دیتا ہے، اور رونے لگتا ہے یا نیند کے دوران بچہ چونک پڑتا ہے۔ اسے دن رات سبز رنگ کے پاخانے ہوتے ہیں۔ یہ وہ علامتیں ہیں جن میں اکثر بچے مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان جملہ باتوں کے لئے بوریکس خاص و اہم دوا ہے۔ تیس طاقت میں اس کا استعمال کریں۔ دو سے چار خوراک بس۔ ایک خوراک ایک ننھی سی گولی کی۔ بوریکس کا استعمال ایلوپیتھک طریقۂ علاج میں بھی ہوتا ہے لیکن یہاں یہ خارجی طور پر استعمال کی جاتی ہے بوریکس کو گلسیرین میں ملا کر بورو گلسیرین کا استعمال عام ہے۔ ننھے بچوں میں منہ میں چھالوں کی وجہ سے بے تحاشا رال بہتی ہے تو دو دوائیں ذہن میں رکھنا چاہیئے۔ ایک مرک سال اور دوسری سلفیورک ایسڈ۔ لیکن ان دونوں دواؤں میں علامتوں کے فرق کو اچھی طرح سے ذہن نشیں کر لینا چاہیئے۔ اور وہ یہ کہ مرک سال کا بچہ منہ سے بے تحاشا رال گراتا ہے۔ اس کی گردن کے غدود بھی عام طور سے سوجے ہوئے ہوتے ہیں یا سبز رنگ کے اسہال ہوتے ہیں اور بچہ پاخانہ کرتے وقت زور لگاتا ہے۔ جبکہ سلفیورک ایسڈ میں یہ علامتیں خاص ہیں۔ بچہ کھٹی قے کرتا ہے۔ اور ہر طرح سے صاف ستھرا رکھنے کے باوجود اس کے جسم سے کھٹی بو آتی ہے۔ اور وہ سوکھا روگ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ خوراک تیس طاقت میں اور صرف دو خوراک۔ صبح و شام

اگر بچے کا منہ انتہائی خشک ہو جائے اور خشکی کی وجہ سے بچہ دودھ نہ پیتا ہو۔ لیکن اگر پستان اور منہ کو تر کر دیا جائے۔ تو پوری رغبت سے دودھ پینے لگتا ہے ایسے بچے کے لئے اس کے چھالوں کی دوا ہوگی برائیونیا۔ ان چار دواؤں کے علاوہ ایک بایوکیمک دوا اور بھی ہے جو چھالوں کے لئے استعمال کی جاتی ہے۔ اس کا نام ہے کالی میور، کالی میور کی خاص

علامت یہ ہے کہ بچے کی زبان سفید ہو جاتی ہے۔ اس طرح بچے کے منہ کے چھالوں کے لئے چار ہومیو پیتھک دوائیں اور ایک بایوکیمک دوا خاص ہے۔ ان چار ہومیو پیتھک دواؤں میں زیادہ تر کیس بوریکس اور مرک سال کے ہی ملتے ہیں۔ اس لئے ان دونوں دواؤں کا استعمال ہی زیادہ ہوتا ہے۔

ایک بار پھر ان علامتوں کے فرق کو ذہن نشیں کر لینا چاہیئے۔ بوریکس اور مرک سال کے بچے کا فرق یہ ہے کہ چھالوں کے ساتھ بوریکس کے بچے کی زبان خشک ہو جاتی ہے جبکہ مرک سال میں رال ٹپکتی ہے۔ بوریکس اور برائیونا کے بچے میں فرق یہ ہے کہ بوریکس کا بچہ منہ خشک ہونے کی وجہ سے دودھ پیتے پیتے پستان چھوڑ کر رونے لگتا ہے۔ لیکن برائیونا کا بچہ منہ خشک ہونے کی وجہ سے دودھ پی ہی نہیں سکتا۔ اور جب پستان اور منہ کو تر کر دیا جائے تو خوب رغبت سے دودھ پینے لگتا ہے۔



مسوڑھوں پر گھی ملنے سے دانت جلد ہی نکل آتے ہیں

—

حکیم جالینوس

بچوّں میں ٹانسلز کی شکایت

بچوں میں ٹانسلز یعنی لوزتین کی شکایتیں عام ہیں اور اس کے لئے بار بار اینٹی بائیٹک کا استعمال کرنا پڑتا ہے۔

اس طرح اینٹی بائیٹک ادویات کی زیادتی کی وجہ سے بچے کی نشونما پر اثر پڑتا ہے۔ اور اکثر بچوّں کی صحت مستقل طور پر خراب ہو جاتی ہے۔ ہومیوپیتھک طریقۂ علاج سے مرض پر مکمل طور پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ اور اس مرض کے پرانے کیس بلا وجہ آپریشن کی زحمت سے بچ جائیں گے۔ ہومیوپیتھی کے اصولوں کے مطابق اس مرض کے لئے آپریشن کروانا سخت نادانی ہے۔

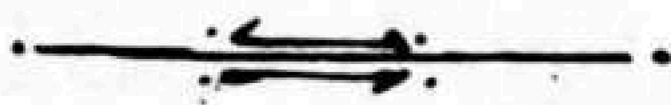
اس مرض کی شدید یعنی حاد حالت میں جاڑا لگ کر تیز بخار چڑھتا ہے۔ حلق متورم ہو کر درد کرتا کرتا ہے اور درد کی ٹیسیں کانوں تک جاتی ہیں گلے کے غدود سوج کر بڑے ہو جاتے ہیں سر درد کرتا ہے۔ زبان گندی اور سانس میں بدبو ہوتی ہے۔ بعض اوقات کوا بھی سوج کر بڑا ہو جاتا ہے۔ گلے میں سخت تکلیف ہوتی ہے

جب اس کا حملہ بار بار ہونے لگتا ہے تو یہ مرض مزمن یعنی پرانا ہو جاتا ہے پھر مریض کے غدود ہمیشہ بڑھے رہتے ہیں اور تھوڑی سی بد پرہیزی یا موسم کی یکایک تبدیلی سے مرض شدید صورت اختیار کر لیتا ہے۔ لہذا ایسے کیسوں میں ڈاکٹر آپریشن کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہومیوپیتھی کی بیشمار ادویات ہیں۔ لیکن ہم ان سب کا بیان کر کے خواہ مخواہ آپ کو الجھن میں نہیں ڈالنا چاہتے۔ البتہ ان ادویات کا بیان ضرور کریں گے جن کے کیس زیادہ تر دیکھنے میں آئے ہیں اور یقین مانیئے کہ اگر آپ ان علامتوں کا بغور مطالعہ کر لیں تو اکثر کامیاب ہوں گے۔ دوسرے ڈاکٹر صاحبان بھی اپنی روزمرّہ کی پریکٹس میں ان ادویات کا استعمال کر سکتے ہیں وہ خود اس فرق کو محسوس کریں گے کہ اینٹی بائیٹک سے کہیں زیادہ بہتر اور کس تیزی کے ساتھ یہ دوائیں کام کرتی ہیں۔ ہاں یہ بات انتہائی ضروری ہے کہ دوا کا انتخاب علامات کے عین مطابق کیا

گیا ہو ورنہ فائدہ نہ ہوگا۔ مثلاً لوزتین کی حاد یعنی شدید سوزش کے لئے جبکہ دائیں جانب کی گلٹی زیادہ درد کرے اور گردن تک سوجی اور اکڑی ہو، بخار تیز ہو چہرہ سرخ اور سر جلتا ہو تو بیلاڈونا کام کرے گی۔ اسے تیس طاقت میں استعمال کریں۔ ہر دس سے چار گھنٹے کے وقفے سے ۳۰ طاقت میں تا بو میں نہ آئے تو ۲۰۰ طاقت میں استعمال کریں۔

اکثر ہومیو پیتھ حاد کیسوں میں مرک آئیوڈائیڈ روبر اور بیلاڈونا کا استعمال باری باری سے کراتے ہیں بالخصوص اس وقت جبکہ سوجے ہوئے لوزتین میں پیپ پڑنے والی ہو یا پڑ چکی ہو۔ اگر منہ سے بکثرت رال ٹپکے اور سانس بدبودار ہو تو بیلاڈونا کے بعد مرک سال دیں۔ اگر زبان سفید ہو جائے تو کالی میور جیہ ایکس بھی دیں یہ دوا مزمن کیسوں کے لئے بھی اہم ہے بالخصوص اس وقت جبکہ لوزتین (ٹانسلز) بڑھے ہوں قبض کی شکایت عام ہو۔ اور زبان، سفید رہتی ہو۔ تو اس دوا کو کئی روز تک استعمال تک کریں۔

اگر بچہ دماغی اور جسمانی طور پر کمزور ہو اور ہر مرتبہ جب سردی لگے تو اس کے ٹانسلز بڑھ جائیں تو ایسے بچے کے لئے بارائیٹا کارب اہم اور خاص دوا ہے۔ تیس طاقت میں۔ مزمن یعنی پرانے کیسوں میں علاج کسی ہومیو پیتھ معالج کی نگرانی میں کروایا جائے۔ یہی بہتر و مناسب ہے۔



گرم کھانا کھانے کے بعد برف کا پانی پینے سے

سختی سے پرہیز کرنا چاہیئے

ارشاد نبوی ؐ

مسوڑے کا پھوڑا اور پائیوریا

مسوڑے کے پھوڑے میں عموماً روزمرہ کی دوا مرک سال ہے اس کی اہم علامت یہ ہے کہ منہ سے زیادہ رال بہتی ہے اور بدبودار سانس آتی ہے لیکن اگر ابتدائی سوزش میں ٹیکنے کا درد بھی شامل ہو تو بیلاڈونا دیں۔ مسوڑے کے پھوڑے سے پیپ نکالنے کے لئے سائی لیشیا کا استعمال انتہائی چھوٹی قوت یعنی 3 یا 6x میں کیا جاتا ہے۔ البتہ پیپ نکل چکنے کے بعد بند کرنے کے لئے بڑی طاقت میں استعمال کی جاتی ہے اس ضمن میں ایک بات جو یاد رکھنے کی ہے وہ یہ ہے کہ مرک سال اور سائی لیشیا ایک دوسرے کی دشمن دوائیں ہیں لہٰذا ان کا استعمال ایک دوسرے کے بعد ہرگز ہرگز نہ کرائیں۔ دوسری دواؤں میں ایکونائیٹ ہیپر سلف اور کلکیریا سلف ہیں ایکونائٹ اس وقت استعمال کی جائے جبکہ ابتدائی سوزش اور درد کی وجہ سے شدید بے چینی ہو۔ ایکونائٹ اور بیلاڈونا کا استعمال بھی ۳۰ قوت میں کریں۔ اگر پھوڑے میں پیپ بننے کا امکان نظر آئے تو ہیپر سلف اونچی قوت میں مثلاً ۲۰۰ قوت تو پھوڑے کو پکنے اور پھیلنے کو روک دیگا لیکن اگر پیپ بن چکی ہو تو یہی دوا نیچی قوت میں مثلاً ۳ یا ۶x پیپ تیار کرکے نکال دے گی۔ ہیپر سلف کی اہم علامت یہ ہے کہ پھوڑا چھونے اور ٹھنڈک سے پُرحس اور پر درد ہوتا۔

پیپ بننے کو روکنے کے لئے کلکیریا سلف بھی اہم دوا ہے یہ پیپ بننے کے عمل کو رُکتی بھی ہے اور ساتھ ہی ساتھ پھوڑے کو ٹھیک بھی کر دیتی ہے اسے 6x طاقت میں استعمال کریں۔ مسوڑوں اور جبڑوں کی سوجن کے لئے ہکلا لاوا بھی ایک مفید دوائی ہے اور جس کا استعمال عام طرح سے ہومیوپیتھ کرتے ہیں اسے تین ایکس یا ۶x طاقت میں استعمال کریں۔ اگر مسوڑوں سے اکثر و بیشتر خون اور پیپ آتا رہے اور اس کے کنارے دانتوں کو چھوڑتے نظر آئیں۔ منہ سے بدبو آئے وغیرہ وغیرہ تو یہ سب پائیوریا کی علامتیں ہیں۔ اس کی جڑیں بہت دور دراز تک پھیلی ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایلوپیتھک علاج میں دواؤں کے مقامی استعمال سے یہ مرض اچھا نہیں ہوتا اور بار بار نمودار ہوتا رہتا ہے۔

ہومیوپیتھک نظریے کے مطابق اس کا سبب عام طور پر آتشکی مادہ ہے لہٰذا مقامی طور پر اس کا علاج کرنا نادانی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی بھی اینٹی بایئٹک ٹوتھ پیسٹ یا ڈینٹل پاوڈر وقتی طور پر اپنا اثر دکھاتا ہے۔ ہومیوپیتھک ادویات کے سہارے مزاجی علاج کے بعد ہی اس مرض پر مکمل قابو پایا جاسکتا ہے۔

یہ ادویات مرک سال، سائی لیشیا۔ کلیریا فلور، کلکیریا سلف۔ پلان ٹیسگوار اسٹیفس ایگریا وغیرہ ہیں جو علامتوں کے اعتبار سے استعمال کی جائیں تو فائدہ یقینی ہے۔

مرک سال کی اہم علامت یہ ہے کہ منھ سے بدبو آتی ہے اور سوتے میں رال گرتی ہے نیز منھ کا لعاب بہت بنتا ہے۔ اسے ۳۰ یا دوسو قوت میں چند دنوں استعمال کیا جائے۔ چند دنوں سے مراد ہے دو چار دن

اسٹیفس ایگریا کی اہم علامت ہے دانت سیاہ اور بھربھرے اور پانی لگنے سے ٹیس مارنا اس کا استعمال بھی ۳۰ یا دوسو طاقت میں کیا جاتا ہے اور چند خوراکیں۔

سائی لیشیا، کلکیریا فلور اور کلکیریا سلف عموماً بایوکیمک مرکب کی صورت میں استعمال کرائی جاتی ہیں۔

پلانٹیگو مدر ٹنکچر میں مسوڑھوں پر ملنے سے کافی فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن جو خاص بات نوٹ کرنے کی ہے وہ یہ کہ مریض کا مزاجی علاج ضروری ہے اور وہ یہ کہ کسی ہومیوپیتھ معالج کی نگرانی میں کریں۔

روزہ روحانی، قلبی اور جسمانی امراض کے لئے ڈھال ہے

ارشاد نبوی ؐ

بالوں کا گرنا اور گنجا پن

صحت اور خوبصورتی کا رشتہ ایسا ہی ہے جیسے چولی دامن کا ۔ مثلاً اگر صحت اچھی ہے تو خوبصورتی قائم ۔ اور جس کی خوبصورتی قائم ہے تو سمجھئے کہ اس کی صحت اچھی ہے ۔ خوبصورتی میں اضافے کے علاوہ بالوں کا کام ہے جلد کی حفاظت کرنا اور اسے چوٹ یا خراش سے بچانا ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ موسمی سرد گرم ہواؤں سے جسم کی حفاظت کرنا ۔ ان دنوں جب کہ انسان جنگلوں میں وحشی جانوروں کی طرح رہتا تھا تو اس کے سارے جسم پر بڑے بڑے بال ہوا کرتے تھے ایک واحد بال کی زندگی دو سے پانچ سال کے درمیان ہوتی اس کے بعد یہ خلیہ خشک ہو جاتا ہے اس طرح نارمل طور پر بھی بالوں کے گرنے اور ان کے دوبارہ پیدا ہونے کا عمل جاری رہتا ہے ۔ گو کہ اس طرح چند ایک بالوں کا گرنا کوئی اہمیت نہیں رکھتا لیکن آدمی نفسیاتی طور پر فکر مند ہونے لگتا ہے اور بالخصوص خواتین کے لئے تو یہ سب سے زیادہ پریشان کن مسئلہ ہوتا ہے ۔ سر کی جلد میں ایک وقت میں ۹۰ فیصد خلیئے کام کرتے ہیں اور باقی دس فیصد خلیئے آرام کرتے ہیں ۔ جب کام کرنے والے خلیوں میں سے کوئی خلیہ خشک ہو جاتا ہے تو اس کی جگہ آرام کرنے والا خلیہ لے لیتا ہے اس طرح ایک نیا بال جنم لیتا ہے ۔

سر کی جلد میں تیل جیسی رطوبت خارج ہوتی ہے جس میں بالوں کے لئے غذا ہوتی ہے لیکن بعض اوقات تیل پیدا کرنے والے خلیئے کچھ زیادہ ہی رطوبت خارج کرتے ہیں جس کی وجہ سے جلدی سطح پر کچھ چکنا پن پیدا ہو جاتا ہے اور اس سے خلیوں کے سوراخ بند ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے ان راستوں سے خارج ہونے والا جسم کا بے کار مادہ خارج نہیں ہو پاتا اور پھر یہ رکا ہوا مادہ بالوں کی جڑوں کو بھی نقصان پہنچاتا ہے ۔ رفتہ رفتہ یہ خلیات ضائع ہونے لگتے ہیں اور مردہ ہو کر جلد کی اوپری سطح سے خشکی یا بھوسی کی شکل میں باہر نکلنے لگتے ہیں ۔ بعض اوقات سر میں خارش کا سبب بھی یہی مادّہ ہوتا ہے ۔

بالوں کے گرنے کی دوسری کئی وجوہات ہیں جن میں کلورین اور فلورین کا زہریلا اثر بھی شامل ہے جو کہ رفتہ رفتہ ان کی جڑوں کو کمزور کر دیتا ہے ۔ یا پھر انھیں قبل از وقت سفید کرنے کا ذمہ دار

ہوتا ہے۔ جاپانی ہمیں نلوں سے دستیاب ہوتا ہے اس میں کلورین اور فلورائیڈ ملا ہوا ہوتا ہے۔ کلورین اس لئے ملائی جاتی ہے تاکہ پانی کو جراثیم سے پاک کیا جاسکے جبکہ فلورائیڈ اس لئے ملایا جاتا ہے کہ یہ دانتوں کے لئے مفید ہے۔

شیمپو یا ہیئر ٹانک قسم کے تیلوں کا زیادہ استعمال بھی نقصان دہ ہے۔ کسی ڈٹرجنٹ یا سیمپو کا کام بس یہ ہوتا ہے کہ سر کی چکناہٹ کو کم کر کے بھوسی یا ڈینڈرف سے چھٹکارا دلائے لیکن ہر آئے دن اس کے استعمال سے سر کی جلد خشک ہونے لگتی ہے اور اس کے ساتھ بالوں کی جڑیں بھی خشک ہو جاتی ہیں، اور پھر بال یا تو الجھ کر ٹوٹنے لگتے ہیں یا تیزی سے جھڑنے لگتے ہیں۔ خوشبودار تیل اور صابن بھی بالوں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

غصہ فکر و پریشانیاں، افسردگی اور دیگر جذباتی اسباب کے علاوہ غیر مناسب غذیہ کا استعمال بھی بالوں کے گرنے کا سبب ہوتا ہے بعض بیماریاں مثلاً ٹائیفائڈ، نمونیہ، پرسوتی کا بخار اور پرانا سر درد وغیرہ کچھ جراثیم اور طفیلی کیڑے بھی اس کی اہم وجوہات ہیں

دوائیں اور ہارمون بھی بالوں کو نقصان پہنچاتے ہیں اور بالخصوص ان کی وجہ سے بال سارے جسم میں سے کسی بھی حصے کے گر سکتے ہیں۔ ان میں یونانی ادویات بھی شامل ہیں خاص طور پر وہ دوائیں جو اکثر و بیشتر ضعف باہ کے نسخہ جات میں استعمال ہوتی رہی ہیں۔ مثلاً کشتہ فولاد، مشک عنبر، سلاجیت، اور سم الفار سفید و سیاہ وغیرہ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ان اشیاء کے مناسب استعمال سے بالوں کے گرنے کو روکا بھی جاسکتا ہے۔

اکثر اوقات ان اسباب کی بنا پر جو عارضی گنج ہوتی ہے۔ وہ قدرتی طور پر بالوں کے دوبارہ نمودار ہو جانے سے جاتی رہتی ہے۔

گنجاپن اسے کہتے ہیں جب کہ بال گرنے کے بعد دوبارہ نہ آئیں۔ مستقل گنجاپن بڑھاپے کی صفت ہے اور یہ مردوں میں زیادہ پائی جاتی ہے ایسا کیوں ہوتا ہے اس کی وجہ اب تک دریافت نہ ہو سکی آپ اسے موروثی کہہ سکتے ہیں۔ قطعی گنجے پن کا کوئی علاج نہیں ہے۔

علاج ہومیو پیتھی میں بالوں کا گرنا یا بالچر کے لئے روزمرہ کی دوا آرنیکا ہیئر آئل ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر طرح کا بالچر اس ایک دوا سے ٹھیک ہو جائے۔ اسی طرح ایلو پیتھک علاج میں یہ مقام ہائیڈرو کارٹیسون نامی دوا کو حاصل ہے۔ ہائیڈرو کارٹیسون کا استعمال مرہم

یا لوشن کی شکل میں خارجی طور پر کیا جاتا ہے یا اسپرے اور انجکشن کے ذریعے بالوں کی جڑوں میں پہنچایا جاتا ہے اس سے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوتے ہیں بالخصوص کہ جب گنجا پن چھوٹے بڑے ٹکڑوں کی شکل میں ہوا ہو۔ طبی اصطلاح میں اسے ایلوپیسیا کہتے ہیں۔ ہائیڈروکارٹیسون کے خارجی استعمال سے ایلوپیسیا کے اکثر کیس اچھے ہوئے ہیں۔ ہومیوپیتھی میں بھی اس طرح خارجی استعمال کے لئے ایک مفید اور پراثر دوا ہے ھائیڈروکوٹائل ایشیاٹیکا۔ اسے مدر ٹنکچر میں برابر مقدار میں ناریل کا تیل ملا کر اس مقام پر لگائیں اور مالش کریں۔ جہاں کے بال ضائع ہوئے ہیں۔ کچھ دنوں تک لگاتار استعمال کرنے سے دوبارہ بال نمودار ہونے لگ جاتے ہیں گویا یہ دوا پیوندکاری کا کام کرتی ہے۔ ہائیڈروکوٹائل ایشیاٹیکا دراصل ایک طرح کی گھاس ہے اور یہ گھاس ہندستان کے ہر خطہ میں کثرت سے پائی جاتی ہے۔ جنوبی افریقہ کے بعض علاقوں میں بھی یہ گھاس ہوتی ہے۔ زمانۂ قدیم سے ہندستان میں اس خس و خاشاک سے کئی طرح کے امراض کا علاج کیا جاتا رہا ہے بڑے بڑے ہندو اطباء نے اس کی بے شمار طبی خصوصیات کا تذکرہ کیا ہے۔ اسے بطور دوا یرقان کے مریضوں کو بھی دیا جاتا اور کوڑھ کے مریضوں کا بھی علاج اس دوا سے کیا گیا اس کے علاوہ بہت سے جلدی امراض میں اس کو مفید پایا گیا اور ہومیوپیتھی کی موجودہ تحقیق سے ان سب کی تصدیق ہو چکی ہے۔

سنسکرت میں اس بوٹی کو مندوکپارنی کہتے ہیں ہندی میں مندوکی اور انگریزی میں پینی وارٹ کہتے ہیں۔ دکن میں اسے مندوکا اور ولاریٹی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ بالچر اور گنجے پن کے لئے نیم کو بھی کافی مفید بتایا گیا ہے۔ نیم کا درخت ہندستان میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔ سنسکرت میں اسے نمبا کہتے ہیں اور دکن میں دیپا۔ انگریزی میں مارگوساٹری کہلاتا ہے۔ اس نیم کی چھال سے جو تیل نکلتا ہے اسے ملگوسا آئیل کہتے ہیں اور یہ تیل بال کا گرنا روکتا ہے۔ اس تیل کا استعمال کئی طرح سے کیا جاتا ہے۔ آج کل کچھ مختلف ہیرٹانک، شیمپو اور صابن وغیرہ بازار میں دستیاب ہیں جن میں مارگوسا آئیل ہوتا ہے۔

ہومیوپیتھک علاج میں بالوں کے گرنے کے لئے کوئی مخصوص دوا نہیں ہے۔ البتہ مریض کی جملہ علامتوں اور اس کے مزاج کے مطابق بالچر کا علاج کیا جا سکتا ہے۔ بے شمار مریض ایسے ہیں جن کے کیس میں بالوں کا گرنا نمایاں علامت ہوتی ہے کئی ایسے ہیں جن کے اعضائے تناسلی، ہونٹوں

ابرو اور داڑھی کے بال بھی گر جاتے ہیں اور تعجب اس وقت ہوتا ہے جب ایسے مریض ہومیوپیتھک علاج سے مکمل شفا پا جاتے ہیں۔

یہاں علامتوں کے اعتبار سے چند ایک دواؤں کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ مثلاً کالی کارب اور نیٹرم میور کی خاص علامت یہ ہے کہ بال بہت زیادہ خشک ہوتے ہیں اور کالی کارب کا مریض نیٹرم میور کے مریض سے اس طرح پہچانا جاتا ہے کہ کالی کارب کا مریض سرد ہوا سے بہت جلد متاثر ہوتا ہے۔ نیٹرم میور کی مریضہ عموماً دبلی پتلی اور لمبی لڑکیاں ہوتی ہیں اور مزاجاً چڑچڑی ہوتی ہیں ان کے چہرے پر مہاسے رہتے ہیں۔ اور پسینے میں تیل جیسی چکنائی رہتی ہے۔ دوسری سب سے اہم بات یہ کہ نیٹرم میور کا مریض اکثر سر درد کی شکایت کرتا ہے۔

اکثر سر درد کی شکایت فاسفورس، سیپیہ اور سائی لیشیہ کے مریضوں میں بھی ہوتی ہے۔ کچھ ایک ہومیوپیتھ بال گرنے کے ہر مرض کے لئے فاسفورس کا استعمال بتاتے ہیں، یہ صحیح نہیں ہے۔ فاسفورس کا استعمال اس وقت ہی کیا جائے جبکہ فاسفورس کی واضح علامات ہوں۔ فاسفورس کی خاص علامت یہ ہے کہ سر پر خشک اور چھلکے دار بغیر بالوں کے گول گول ٹکڑے ہوتے ہیں۔

ایک اور دوا فاسفورک ایسڈ ہے۔ اس میں بھی بالوں کا گرنا ایک نمایاں علامت ہے، بالوں کے گرنے کے سلسلے میں جو دوائیں گہرا تعلق رکھتی ہیں ان میں فاسفورک ایسڈ، نیٹرم میور اور سلینیئم اہم ہیں۔ سیلینیئم میں سر بھنویں اور پلکوں، داڑھی، اور اعضائے تناسلی حتیٰ کہ تمام جسم سے بال گر جاتے ہیں، نیٹرم میور میں بال بہت باریک ہو جاتے ہیں اور دوران حمل میں اعضائے تناسلی سے بال گر جاتے ہیں۔ دودھ پلانے والی عورتوں کے بال اگر گر رہے ہوں تو اس وقت بھی نیٹرم میور یاد رکھنا چاہیئے۔ نیٹرم میور کی دوسری اہم علامت یہ ہے کہ کنگھی کرنے یا چھونے سے بال گرنا۔

عام کمزوری اور غم کے بداثرات کی وجہ سے بالوں کا گرنا واقع ہوا ہو تو فاسفورک ایسڈ سے فائدہ ہوگا۔ اس کے علاوہ بہت سی دوائیں ہیں لیکن سب سے اہم بات یہی ہے کہ علاج معالجہ کسی ہومیوپیتھ معالج کی نگرانی میں کروایا جائے کیونکہ اکثر یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ لوگ علامتوں کے اعتبار سے صحیح دوا کا انتخاب نہیں کر پاتے اور اگر کر بھی لیتے ہیں تو اس کا استعمال غلط طرح سے کرتے ہیں۔

احتیاط کسی بھی دوا کا متواتر استعمال نہ کیا جائے۔ بہت ہی زیادہ شیمپو کے استعمال

سے گریز کیا جائے۔ شیمپو کا استعمال پندرہ روز یا ماہ میں ایک بار کیا جائے۔ تیز قسم کے خوشبو والے صابن، لوشن اور اسپرے وغیرہ سے بچا جائے۔ غذائیں سب طرح کی ہوں، مثلاً سبزی اور ہر قسم کی دالیں وغیرہ، سبزی میں شلجم، ککڑی، کو کمبر، گاجر، گو بھی، بند گوبھی اور ہر اسلاد، انڈا اور دودھ وغیرہ ساتھ میں تازے پھل جو سیزن میں دستیاب رہیں۔ بجائے اس کے کولڈ اسٹوریج میں رکھے ہوئے باسی پھل کھائیں۔ زیادہ دنوں کولڈ اسٹوریج میں رکھنے سے وٹامن ضائع ہو جاتے ہیں۔

زیتون کا تیل اگر
بالوں میں لگایا جائے
تو انہیں جاذب نظر
اور دراز کرتا ہے

گلسوئے

پہلے وقتوں میں جب کسی بچے کو گلسُوا ہو جاتا یا اس کے ساتھ بخار بھی آجاتا تو مولوی صاحب اس کے گال پر نقش بنا دیتے یا بیپل کے پتے پر تعویذ لکھ دیتے - اب یہ بیپل کی کرامت تھی یا مولوی صاحب کے تعویذ کا کرشمہ کہ وہ بچہ بالکل صحت یاب ہو جاتا - اور دوسرے روز گلی ڈنڈا کھیلتا نظر آتا - لیکن جدید دور میں اس طرح سے گال کا غدود سوج جائے یا اس کے ساتھ بخار بھی آجائے تو ڈاکٹر کئی طرح کی دوائیں دیتے ہیں مگر اس کے باوجود بچوں کو پورے طور پر صحت یاب ہونے میں کم از کم ایک ہفتہ تو لگتا ہی ہے -

یہاں ہم بیپل کے پتے والا نسخہ نہیں بتائیں گے بلکہ چند ہومیو پیتھک ادویات کا ذکر کر رہے ہیں جو کہ اگر علامتوں کے اعتبار سے استعمال کرائی جائیں تو وہ بچہ ایسے ہی حیرت انگیز طور پر بہت جلد اچھا ہو جائے گا -

بیلا ڈونا دائیں طرف کے گال میں سوجن اور بخار تیز ہو - منھ خشک اور چہرہ سُرخ ہو تو یہ دوا مجرب ہے - تیس قوت میں ہر دو سے چار گھنٹے کے بعد حاد علامتوں کے قابو میں آتے خوراک کا وقفہ بڑھا دیں -

مرک سول اگر منھ سے رال بکثرت بہتی ہو یا تھوک بہت زیادہ بنتا ہو اور منھ سے بدبُو آتی ہو تو اس دوا کا دھیان رکھیں تیس یا دو سو قوت میں استعمال کریں -

رہس ٹوکس: بائیں جانب کی سوجن مریض رات کو بہت بےچین رہے کیونکہ تمام جسم درد کرتا ہے

پلسٹیلا جب مرض جگہ بدل دے یعنی گال کی سوجن تو کم ہو جائے لیکن لڑکوں میں خصیئے متورم ہو جائیں اور لڑکیوں میں پستان سوج جائیں - ایسی صورت میں یہ دوا انتہائی مفید ہے قوت تیس یا دو سو اور چند خوراکیں بس - اگر مرض کسی وجہ سے قابو میں نہ آ رہا ہو تو بطور حفظ ما تقدم پیروٹائیڈینم تیس یا دو سو طاقت میں ایک خوراک دے دیں -

اس دوا کو بہت احتیاط سے استعمال کریں - ایک خوراک صرف ایک گولی کی ہو -

مہاسے

بمبئی کی مس ممتاز بشیر نے یہ سوال پوچھا تھا کہ ان کے چہرے پر تقریباً چار سال سے مہاسے ہیں اور چہرے پر تیل جیسی چکناہٹ رہتی ہے وہ ہومیو پیتھی کی ایک دوا سائی لیشیا کا استعمال ایک سال سے کر رہی ہیں مگر زیادہ فائدہ نہیں ہوا۔ مس ممتاز کی طرح اور بھی کئی لڑکیاں ہونگی جو اس طرح کے نسخوں کا استعمال کرتی ہیں اور فائدہ نہ ملنے کی صورت میں ہومیو پیتھی کو ناقص اور بیکار سمجھ لیتی ہیں۔ کچھ ایسی بھی ہیں جن کو ابتداءً فائدہ نظر آتا ہے چنانچہ وہ دوا کا استعمال لگاتار کرتی رہتی ہیں اور بعض اوقات دوسری پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتی ہیں۔

دراصل اس طرح کے نسخے مریضوں اور ہومیو پیتھی دونوں کے لئے نقصان دہ ہوتے ہیں ہومیو پیتھک نسخہ کسی ایک علامت کی روشنی میں ہرگز نہیں بتایا جا سکتا جس طرح کہ کسی اسٹول کو کھڑا رہنے کے لئے کم از کم تین پائے ہونا ضروری ہیں اس طرح کسی ہومیو پیتھک دوا کو بتانے کے لئے اس مریض میں اس دوا کی کم از کم تین علامتیں ہونا ضروری ہیں۔

اگر سائی لیشیا اس قدر اونچی قوت میں اتنے طویل عرصے تک استعمال کی جائے تو اس کا مریض خون تھوکنے لگے گا۔ مجھے حیرت ہوتی ہے اس طرح کے نسخے دیکھ کر محض ایک علامت کی روشنی میں کوئی دوا بتا دینا نہایت آسان ہے۔ لیکن اس طرح کے نسخے ہومیو پیتھک نہیں کہلاتے ہر چند کہ اس میں ہومیو پیتھ ادویات کا استعمال ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ بھی جو اس طرح سے دوا کھاتے ہیں خبردار رہیں کیونکہ غلط ایلو پیتھک دوا کھانے سے جسم متاثر ہوتا ہے تو غلط طرح سے ہومیو پیتھک ادویات کے کھانے سے روح متاثر ہوتی ہے۔

اگر چہرے سے تیل جیسی رطوبت خارج ہوتی ہو اور چہرے پر مہاسے ہوں تو اس کے لئے دوا ہوگی نیٹرم میور۔ نیٹرم میور کی مریضہ عموماً دبلی پتلی ہوتی ہے اور اس کے چہرے کی رنگت اڑی ہوئی ہوتی ہے۔ آئے دن اس کے سر میں درد ہوتا ہے۔ بہت ڈرپوک ہوتی ہے ذرا سی بات پر رو دیتی ہے۔ یہاں تک ہنستی بھی ہے تو اس کی آنکھوں میں آنسو چھلک آتے ہیں۔ ایام میں عموماً افسردہ رہتی ہے اور اسے دھڑکن کا احساس بھی ہوتا ہے اسے وہ سو قوت میں صبح

ایک خوراک دیں دوسری شام استعمال کریں اور صرف دو روز تک ہی دوا کھائیں یعنی کل چار خوراکوں سے زیادہ نہ لیں اس کے بعد دوا بند کر دیں۔ آہستہ آہستہ دو چار ماہ بعد آپ کے مہاسوں میں کمی آجائے گی اور اگر ایسا لگے کہ فائدہ مکمل نہیں ہو رہا ہے تو ہر مہینے یا پندرہ دن بعد اسی دوا کی ایک خوراک لے لیا کریں۔

ہومیوپیتھک ادویات کا نسخہ مرض کے لئے نہیں بلکہ مریض کے لئے بنایا جاتا ہے۔ نیٹرم میور کی اہم علامت ہے چہرے سے تیل جیسی رطوبت کا اخراج۔ پیاس کی شدت اور نمکین کی تیز ہوا ناگوار

کیل اور مہاسوں کے لئے عام طور سے سادہ کیسوں میں روزمرہ کی دوا کالی برومیٹم ہے خوبصورت عورتوں میں ماہواری کی خرابی کے ساتھ یہ شکایت پیدا ہو تو اس کے لئے دوا ہے پلسٹیلا۔ پلسٹیلا کی مریضہ کا چہرہ ہمیشہ زرد ہوتا ہے جبکہ کالی برومیٹم کی مریضہ کا چہرہ ہمیشہ سرخ ہوتا ہے۔ پرخون کیسوں میں تیز سرخ رنگ کے چہرے کی پھنسیوں کے لئے بیلاڈونا بھی اہم اور خاص دوا ہے۔

کمزور اور دبلے پتلے اشخاص میں کثرت جماع اور مشت زنی کی وجہ سے چہرے میں کیل کانٹوں اور مہاسوں کی زیادتی ہوئی ہو تو فاسفورک ایسڈ اہم دوا ہے لیکن اگر کیلوں کی پرانی تکلیف کی وجہ سے چہرہ پانی سے دھونے کے بعد زیادہ خشک اور اکڑ جاتا ہو تو سلفر کو یاد رکھیں۔ بیرونی طور پر وسلین یا وہائٹ پٹرولیم میں کیلنڈولا مدر ٹنکچر میں ملا کر استعمال کریں۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ کیل کانٹوں اور مہاسوں کا اس طرح سے علاج کرنے کی بجائے مریض کا مزاجی علاج کیا جائے اس کے بعد ہی مکمل طور پر اس علت سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے۔ ویسے ایک بات یہ بھی ہے کہ اگر مہاسوں کے لئے کسی بھی طرح کا کوئی علاج نہ کیا جائے تو کچھ عرصے بعد یہ مسئلہ اپنے آپ قدرتی طور پر حل ہو جاتا ہے۔

جلدی امراض

طب کی نام نہاد کتابوں میں جلد کی بیشمار بیماریاں گنوائی گئی ہیں اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم جلد کی کوئی بھی تبدیلی آنکھوں سے بہ آسانی دیکھ سکتے ہیں۔ لہذا ان تبدیلیوں کا نام رکھتے چلے جاتے ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ جلدی امراض بذات خود کوئی بیماری نہیں ہیں۔ بلکہ اندرونی کسی خرابی کا پیش خیمہ ہوتے ہیں۔ لہذا یہ خیال کہ جلدی مرض صرف سطحی ہے قطعاً گمراہ کن ہے اس نظریے کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آپ بیرونی طور پر کسی مرہم کا استعمال کرنے لگ جاتے ہیں یا مسّوں کو جلانے یا دور کرنے کی کوشش کرنے لگتے ہیں اور اس کا خمیازہ یوں بھگتنا پڑتا ہے کہ جسم سے باہر جلدی سطح پر پھینکا گیا کریہ زہر واپس جسم کے اندر دب جاتا ہے اور کئی سالوں بعد جسم کے اندرونی حصے میں کسی نرم و نازک اعضاء کو اپنا نشانہ بناتا ہے۔ جس کا نتیجہ پہلے سے کہیں زیادہ خوفناک شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔ لہذا مناسب یہی ہے کہ اس طرح کے ناعاقبت اندیش علاج سے دامن بچایا جائے اور اس سلسلے میں ہومیوپیتھک معالج کا فرض بنتا ہے کہ وہ مریض کو ان باتوں سے آگاہ کرے۔ اور اُسے صاف صاف الفاظ میں اس حقیقت سے باخبر کرے کہ مناسب دوا کا استعمال ہی جلدی تکالیف کا واحد و جائز حل ہے اور یہ صرف ہومیوپیتھک طریقۂ علاج سے ہی ممکن ہے خواہ اس پر نسبتاً زیادہ وقت ہی کیوں نہ لگ جائے۔ لیکن ہومیوپیتھک معالجوں کی بھی اکثریت محض چند علامتوں کو دیکھ کر اکثر و بیشتر مرض جلد اچھا کر دینے کی فکر میں جلدی امراض کو دبا دیتے ہیں جو کہ صحیح نہیں ہے۔ بعد ازاں اس کا ردعمل بھی ایلوپیتھک طریقے سے دبائے گئے امراض کی طرح ہوتا ہے۔

جلدی امراض میں چند ایک ادویات کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے مثلاً گریفائٹس۔ آرسنک، سلفر، میزریم، پلسٹیلا۔ پٹرولیم وغیرہ وغیرہ لیکن بہتر یہ ہے کہ جلدی امراض ایکسپرٹ معالج کی نگرانی میں ہی کروائے جائیں ورنہ اپنے تئیں اگر آپ نے صحیح دوا کا انتخاب کر بھی لیا تو اس کا استعمال غلط کریں گے۔

پھوڑے پھنسیاں

پھوڑے پھنسیاں ایک عام بیماری ہے۔ بالخصوص بچوں اور نوجوانوں میں۔ ایلوپیتھک طریقۂ علاج میں اینٹی بائیٹک ادویہ کا استعمال کیا جاتا ہے۔ جس سے پھوڑے پھنسیوں کے ذریعہ خارج ہونے والا فاسد مادہ دب جاتا ہے۔ کچھ عرصے کے بعد جسم اُسے باہر پھینکتا ہے۔ لیکن باربار اینٹی بائیٹک دواؤں کے استعمال سے یہ فاسد مادہ جلدی سطح سے ہٹ کر جسم کے اندرونی کسی عضو کو نشانہ بناتا ہے اور اس کے نتائج کئی سالوں بعد کسی پیچیدہ شکل میں ظاہر ہوتے ہیں لہٰذا پھوڑے پھنسیوں کا مستقل اور شفابخش علاج ہومیوپیتھک ادویات سے ہی ممکن ہے۔

ان دواؤں میں بیلاڈونا، سائی لیشیہ، ہیپر سلف اور مرک سول خاص ہیں۔

بیلاڈونا۔ پھوڑے پھنسیوں کے شروع میں اس وقت استعمال کی جائے جب سرخی اور سوجن کے ساتھ ٹیس دار درد یا ٹپکن ہوتی ہو۔ استعمال ۳۰ طاقت میں۔ ہر دو سے تین گھنٹے کے بعد یہاں تک کہ سوزش کم ہوجائے اس کے بعد سائی لیشیہ چھ ایکس۔ بالخصوص اس وقت جب پھوڑے پھنسی کو جلد پکا کر پھوڑنا مقصود ہو۔ سائی لیشیہ کم قوت میں مواد خارج کردیتی ہے اور اونچی قوت میں مواد کو خشک کردیتی ہے۔ جب پھوڑا پھوٹ جائے اور پیپ اچھی طرح نکل جائے تو سائی لیشیہ دوسو قوت میں اور صرف ایک خوراک دے دیں۔ پھوڑے کا زخم بہت جلد اچھا ہوجائے گا۔

اگر پھوڑے میں بہت زیادہ درد ہو، یہاں تک کہ ہاتھ نہ لگایا جاسکے۔ مریض کو بہت زیادہ سردی محسوس ہوتی ہو۔ پیپ پڑنے کا امکان ہو۔ لیکن پھوڑے کو پھوڑنا مقصود نہ ہو۔ تو ہیپر سلف دوسو طاقت یا ہزار طاقت میں دیں چند خوراکوں میں ہی پھوڑا ختم ہوجائے گا لیکن اگر پیپ پڑ چکی ہو تو پیپ نکالنے کے لئے ہیپر سلف کم طاقت میں استعمال کرائیں، عموماً تین ایکس یا چھ ایکس۔ سائی لیشیہ کی مانند ہیپر سلف کم قوت میں مواد خارج کردیتی ہے اور اونچی قوت میں مواد خشک کردیتی ہے ناخن کے ورم اور بغل اور جبڑے کے غدودوں میں بیحد مفید ہے۔ مسوڑوں کے پھوڑوں میں مرک سال بیلاڈونا کے بعد استعمال ہوتی ہے۔ لیکن سائی لیشیہ کے پہلے یا بعد اس کا ہرگز استعمال نہ کریں سائی لیشیہ اور مرک سال ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

سیت یا پتّی اُچھلنا

سیت یا پتّی اچھلنے کو انگریزی میں ارٹیکیریا کہتے ہیں۔ یہ عام شکایت ہے اور الگ الگ مقامات پر الگ الگ ناموں سے جانی جاتی ہے۔ مثلاً کسی علاقے کے لوگ اُسے چھپا کی کہتے ہیں تو کہیں خُل پتی کہتے ہیں۔ اس میں سرخ رنگ کے لمبے یا گول دِدورے اُبھر آتے ہیں۔ اس کے بہت سارے اسباب ہیں۔ عام طور سے مرطوب موسم میں بچوں کو یہ شکایت عام ہوجاتی ہے اور نہانے کے بعد گیلے تولیئے کے استعمال سے بھی یہ چٹے نکل آتے ہیں۔ بسااوقات کھانے پینے کی بداحتیاطی یا پیٹ کی خرابی اس کا سبب ہوتا ہے۔ یا کسی دوا کے ری ایکشن سے بھی ایسا ہوسکتا ہے۔

ایلوپیتھک طریقۂ علاج میں اینٹی ہسٹامینک دواؤں کا استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً ایول یا انسی ڈال وغیرہ اور اکثر یہ دانے ان دواؤں سے فوراً دب جاتے ہیں لیکن اگر اسباب موجود ہوئے تو یہ دانے پھر اُبھر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے اکثر و بیشتر مریض ان دواؤں کے بار بار استعمال کے باوجود اس علت میں گرفتار رہتے ہیں۔

ہومیوپیتھک علاج مرض کے اسباب کی مناسبت سے علامتوں کی روشنی میں کیا جاتا ہے اس کے نتائج بہتر ہوتے ہیں۔ اس سلسلے کی مندرجہ ذیل دوائیں اہم ہیں۔

ایپس خاص علامت چھپا کی چٹوں میں جلن اور ڈنک مارنے کی سی ٹیس اٹھنا۔ گرمی سے اضافہ اور ٹھنڈک سے آرام۔ اس کے مریض کو پیاس نہیں ہوتی

استعمال ۳۰ قوت میں اور خوراکیں ہر دو چار گھنٹوں سے چند خوراکوں میں ہی آرام ہوجاتا ہے۔

آرسنک البم اس کے مریض کو زیادہ سردی محسوس ہوتی ہے اور سردی سے تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے اور گرمی سے آرام معلوم ہوتا ہے۔ لہذا اگر چٹوں کی جلن اور سوزش میں سینکنے سے آرام ملتا ہو تو سب سے پہلے اسی دوا کا خیال آنا چاہیئے۔ آرسنک کا مریض بے چین ہوتا ہے۔ اور وہ چین سے ایک جگہ نہیں بیٹھتا۔ اور اسے پیاس کی بھی طلب بار بار ہوتی ہے دوا کا استعمال

۳۰ قوت میں اور ہر چار سے چھ گھنٹہ بعد دہرائی جاسکتی ہے۔ اگر علامتیں دوا کو درکار ہوں ورنہ تین چار خوراک سے زیادہ دوا نہ دیں۔

پلسٹیلا نرم مزاج عورتوں کی دوا ہے۔ جن میں پیٹ کی خرابی یا حیض کی بے ترتیبی کی وجہ سے سیت کے دانے ابھر آئے ہوں۔ پلسٹیلا کی مریضہ گرمی اور سردی دونوں برداشت نہیں کرسکتی۔ اس کا استعمال ۳۰ قوت میں کریں۔

برائیونیا ۔ کسی ایلوپیتھک دوا یا انجکشن کے بعد دانے ایکدم سے دب گئے ہوں اور مریض سینے میں درد کی شکایت کررہا ہو۔ اسے سانس لینے میں دقت ہو رہی ہو۔ تب اسے یہ دوا دیں۔ اس کے استعمال سے دانے باہر نکل آئیں گے اور مریض کو آرام مل جائے گا۔ پھر رفتہ رفتہ اپنے طور پر یہ دانے زائل ہوجائیں گے۔ اس کا استعمال بھی ۳۰ قوت میں کریں۔

نکس وامیکا ۔ اگر شراب کی ازحد زیادتی یا اس کے بد اثرات کی وجہ سے چھپاکی ہوئی ہے تو یہ دوا کارآمد اور مفید ہے۔ طاقت ۳۰

رسٹاکس ۔ جوڑوں اور کمر کا درد لیکن چلنے پھرنے اور حرکت کرنے سے آرام رہے اس کے ساتھ سیت کے دانے جو کہ بستر میں لیٹنے کے بعد اور زیادہ ہوجائیں تو اس دوا کے بارے میں سوچیں۔ رسٹاکس کے مریض کی تکلیف میں بھی سرد و مرطوب موسم میں اضافہ ہوتا ہے قوت ۳۰

ایکونائیٹ اگر سردرد کی وجہ سے بخار آگیا ہو اور اس کے ساتھ چھپاکی بھی ظاہر ہوگئی ہو تو ایکونائیٹ سے فائدہ ہوگا۔ ایکونائیٹ کا مریض شدید بے چینی میں مبتلا رہتا ہے۔ استعمال ۳۰ قوت میں۔

انیٹم کروڈ اگر بدہضمی کی شکایت کی وجہ سے سیت ابھر آئی ہو اور مریض کی زبان سفید ہو بائیل باؤئی کی طرح اس کے علاوہ مزاجی علاج کے طور پر دیگر ادویات کا استعمال بھی ہوتا ہے۔

نائٹرم میور شدید قبض، پیاس زیادہ اور سورج کی گرمی ناقابل برداشت اور گرمیوں کے موسم میں زیادتی۔ اس طرح کی چھپاکی کے لئے نٹرم میور اہم دوا ہے طاقت ۳۰ یا ۲۰۰

سلفر : اگر ہاتھ پاؤں میں جلن اور رات کو دردوں میں اضافہ ہو تو سلفر یاد رکھیں۔ طاقت ۳۰ یا ۲۰۰

ارٹیکا یورنس وضع مفاصل والے مریضوں میں اگر چھپاکی بھی پریشان کن مسئلہ بنی ہو تو ایسے مریضوں کے لئے یہ دوا کارآمد ہے ا سے Q مدر ٹنکچر میں استعمال کریں ایک قطرہ ایک چمچہ پانی میں ملا کر دن میں دو تین بار۔ اس سے مریض کے جوڑوں کے درد میں بھی فائدہ ہوگا۔

کان کا بہنا
اور
کان کا درد

بمبئی کے محمد مظہر الحسن کا یہ سوال تھا کہ ہومیوپیتھی میں کان کا بہنا بند کرنے کا کوئی علاج ہے؟ ان کے والد صاحب حکیم ہیں اور انھوں نے خود اس کا علاج کیا تھا۔ لیکن آج تک کان کا بہنا بند نہیں ہوا اور اچھا نہ ہونے پر کہہ دیا کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

حکیم صاحب کی اس بات میں وزن ہے۔ غالباً یہ رائے ان کے اپنے مشاہدے کی بناء پر ہو۔ کسی دوا سے کچھ دن کے لئے کان کا بہنا بند بھی ہو جائے تو اس کے بعد پھر بہنا شروع ہو جاتا ہے بعض اوقات آپریشن کے بعد بھی یہ مرض اچھا نہیں ہوتا۔ کم از کم بھیونڈی کی سیماجی کا تو یہی تجربہ ہے۔ ان کا کان اس وقت سے بہتا ہے جبکہ وہ پانچ برس کی تھیں اور اب ان کی عمر ۲۱ سال ہے کالج کی طالبہ ہیں وہ لکھتی ہیں شروع شروع میں کان سے پانی بہتا تھا بعد میں مواد کی شکل اختیار کر گیا۔ بہت علاج کروایا۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ ٹانسلز نکال دینے پر ٹھیک ہو جائے گا۔ لیکن آپریشن کے بعد دوسرا کان بھی بہنے لگا۔ پھر ایک کان کا آپریشن ہوا جس کے بعد سنائی کم دینے لگا۔ پھر دونوں کانوں کا باری باری آپریشن کروایا۔ لیکن اس کے باوجود کان سے مواد بہنے کا سلسلہ جاری ہے۔

ایلوپیتھک نقطۂ نگاہ سے کان کے بہنے کا سبب تعدیہ یعنی انفیکشن ہے اور انفیکشن کی وجہ جراثیم ہوتے ہیں۔ جبکہ ہومیوپیتھی اس نظریے کو نہیں مانتی۔ ہومیوپیتھی کے مطابق پہلے انفیکشن ہے

بعد میں جراثیم اس انفیکشن میں پیدا ہوتا ہے۔

ہومیوپیتھی کے مطابق کان کا بہنا مزاجی مرض ہے اور اس کو بیرونی طور پر دواؤں سے دبانے کی کوشش ہمیشہ خطرناک ہوتی ہے کیونکہ در اصل یہ کسی کہنہ مرض کی علامت ہوتی ہے۔ یا کہ پھر اس کا بہنا جسم کا حفاظتی عمل ہوتا ہے۔ جس کے ذریعہ جسم کا فاسد مادّہ خارج ہوتا رہتا ہے لہٰذا ہومیوپیتھک علاج کے دوران اس کا بہنا اور بھی زیادہ ہو سکتا ہے کیونکہ اگر جسم کا منشا اس فاسد مادے کو باہر نکالنا ہے تو صحیح دوا اس کے کام میں مزید مدد کرے گی پھر آہستہ آہستہ جب اصل مرض اچھا ہو جائے گا تو کان کا بہنا بھی بند ہو جائے گا۔

بعض اوقات غلط طریقے سے ہومیوپیتھک علاج سے بھی وقتی طور پر اور فوراً فائدہ نظر آتا ہے لیکن بعد ازاں مسائل اور بھی پیچیدہ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا علاج کسی اچھے معالج کی نگرانی میں کیا جائے اور یہی زیادہ صحیح اور بہتر ہے۔ یہاں مجرب علامتوں کی روشنی میں چند مخصوص ادویات کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ لیکن اگر علامات کے پہچاننے میں غلطی ہو گی تب دوا کی تشخیص بھی غلط ہو گی مثال کے طور پر آپ نے کسی دوا کا انتخاب کیا ہے اور اس کے بعد مریض کا کان بہنا بند ہو گیا ہے۔ لیکن سر کا درد ہونے لگا ہے تب اس کا مطلب یہ ہوا کہ دوا غلط تھی، لیکن اگر کان کے اخراج میں اضافہ ہو گیا ہے اور بہت زیادہ اور کئی دنوں سے یہ مواد جا رہا ہے لیکن مریض کی دیگر تکالیف میں آرام آتا جا رہا ہے۔ تب اس کا مطلب یہ ہوا کہ دوا کا انتخاب صحیح تھا اور یہ سب حیاتی قوت کی منشا کے مطابق ہو رہا ہے۔ لیکن اگر کان کا بہنا زیادہ ہوا ہے اور دیگر تکالیف میں بھی اضافہ ہوا ہے تب اس کا مطلب یہ ہے کہ دوا کے انتخاب یا اس کی صحیح قوت کے انتخاب میں غلطی ہوئی ہے یا دوا زیادہ ہو گئی ہے۔ ان جملہ صورتوں میں یہ بات اور بھی زیادہ ضروری ہو جاتی ہے کہ مریض اپنے طور پر اپنا علاج نہ کریں۔ اور کسی معالج کی ہی نگرانی میں علاج کروائیں یا کہ پھر ان تجربہ کار افراد کی زیر نگرانی میں جو کہ اس فن سے بخوبی واقف ہیں۔ خاص خاص دوائیں یہ ہیں۔

پلسٹلا اگر کان کا اخراج زردی مائل ہو یا سبز اور گاڑھی رطوبت کافی مقدار میں خارج ہوتی ہو تو یہ دوا اہم ہے بالخصوص ان بچوں کے لئے جو نرم مزاج ہوں یا دہ لڑکیاں جو خوبصورت ہوں اور جلد ہی رونے لگ جاتی ہوں اس دوا کو تیس قوت یا دو سو میں استعمال کریں دن میں تین مرتبہ اور تین چار روز تک بس۔

سائیلیشیہ:۔ جب بدبودار پیپ کا اخراج ہوتا ہو۔ گلے وغیرہ کے غدود سوجے ہوئے ہوں مہٰذا تیس قوت میں استعمال کریں اور دو چار ہی خوراک بس۔ اگر کان کا بہنا رک گیا ہو اور تکلیف پیدا ہو گئی ہو۔ تو ایسی صورت میں بھی یہ دوا مفید ہے۔ لیکن اس کے لئے کم قوت یعنی ۶x چھ ایکس میں استعمال کریں۔ چھ ایکس میں یہ دوا رکے ہوئے مواد کو خارج کر دیگی اور اس کے بعد مرض اچھا ہو جائے گا کم قوت میں بھی اس دوا کا استعمال چند ہی روز کیا جائے۔

ٹلیوریم: اگر اخراج پتلا تیزابی اور بدبودار ہو اور عرصہ سے بہہ رہا ہو تو یہ دوا مفید ہے۔ اسے بھی تیس قوت میں استعمال کریں اور چند روز۔

ہائیڈراسٹس۔ جب گاڑھی لیسدار زرد رنگ کی رطوبت کا اخراج ہوتا ہو۔ صرف قوت تیس میں۔

کلکریا کارب۔ موٹے بچے اور بڑے جن کے سر کو بہت پسینہ آتا ہو۔ اسے بھی تیس یا دوسو قوت میں استعمال کریں اور دو چار روز تک ہی بس۔

مرکیورس یا مرک سول۔ بدبودار سانس۔ کان کا اخراج پتلا اور تیزابی۔ کان کا درد اور چہرے کا درد رات کو بڑھ جائے۔

سلفر پرانے کیس جو ٹھیک ہونے میں نہ آئیں۔ ہاتھوں پاؤں میں جلن کا احساس کان کا اخراج نہایت تیزابی آمیز۔ جو کان کو چھیل کر سرخ کر دیتا ہو اور نہایت بدبودار ہو۔

کیپ سی کم۔ جب کان سے خون اور پیپ ملی ہوئی بہتی ہو اور کان کے پیچھے ہڈی میں دبانے سے درد ہوتا ہو۔ یہ علامت میسٹائیڈ ائیٹس میں اکثر پائی جاتی ہے۔ مسٹائیڈائیٹس ایک خطرناک بیماری ہے جس میں ڈاکٹر آپریشن کا مشورہ دیتے ہیں۔ لیکن یہ کیپ سی کم چند خوراکوں میں ہی ایسے مرض کو اچھا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لیکن ضروری ہے علامتوں کا پہچاننا ورنہ دوا کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

ہم نے یہاں خاص خاص دواؤں کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے علاوہ سینکڑوں دوائیں اور بھی ہیں جو ذرا ذرا سے فرق سے پہچانی جا سکتی ہیں۔

ہچکی

روزمرہ کی دوا میگفاس چھ ایکس نیم گرم پانی میں چند گولیاں حل کر کے ہر دس منٹ سے اس پانی کا گھونٹ حتیٰ کہ ہچکی بند ہو جائے۔

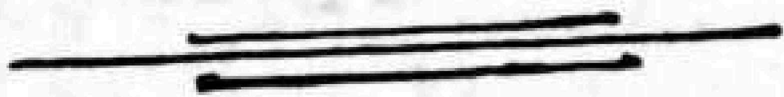
عموماً دو چار خوراکوں سے ہی آرام آجاتا ہے اس کے بعد حسب ضرورت دوا دہرائیں۔ چھ ایکس میں دوا کام نہ کرے تب تیس طاقت میں۔

اگر معدہ کی خرابی جو کہ چائے۔ شراب، اور گوشت وغیرہ کے زیادہ استعمال کی وجہ سے ہوئی ہو تب نکس وامیکا دیں۔ مریض عموماً چڑچڑا ہوتا ہے اور اس میں بار بار پاخانہ کی ناکام حاجت پائی جاتی ہے۔

ہسٹریائی مریضہ میں ہچکی کے لئے اگنیشیا اور ماسکس دھیان میں رکھیں۔

شیر خوار بچوں میں ہچکی ہو تب میگفاس چھ ایکس میں ایک گولی ایک چمچہ پانی میں حل کریں اور اس کا آدھا چمچہ دیں۔

اگر بند نہ ہو تو بچا ہوا آدھا چمچہ دس منٹ بعد دوبارہ دے دیں۔ ویسے عموماً ایک یا دو خوراکوں سے ہی آرام آجاتا ہے۔



قولنج

پیٹ کے شدید درد کو قولنج کہتے ہیں۔ اکثر لوگ پریشان ہوجاتے ہیں، ڈاکٹر اس کے لئے انجکشن دیتے ہیں۔ جس کے بعد وقتی طور پر آرام آجاتا ہے۔ لیکن اگر اس کے اسباب موجود رہے تو درد دوبارہ ہونے لگتا ہے۔ پھر بار بار درد کش دواؤں کا استعمال اور بھی زیادہ خرابی کا باعث بن جاتا ہے۔ اس کی وجوہات کئی ہیں۔ مثلاً قبض، کرم، ثقیل غذا، وغیرہ وغیرہ بعض اوقات آنتیں ایک دوسرے میں پھنس جاتی ہیں یا ناف سرک جاتی ہے تب بھی شدید قسم کا قولنجی درد پیدا ہوتا ہے۔ ایسے موقع پر بعض اوقات آپریشن تک کی نوبت آجاتی ہے۔ لہذا اس سے پہلے کہ ڈاکٹر آئے اور مریض کو نیند آور انجکشن لگائے علامتوں کے اعتبار سے اس مریض کی دوا کا انتخاب کریں اور مریض کو منٹوں میں راحت پہنچائیں۔ مثلاً اگر مریض آگے کی طرف جھکنے اور پیٹ کو دبائے رکھنے سے آرام پائے تو آپ اسے کولوسنتھ دیں، تیس یا دوسو قوت۔ اور حسب ضرورت ہر آدھا گھنٹہ یا دو گھنٹے سے اسے دہرائیں۔ لیکن اگر مریض کو پیچھے کی طرف جھکنے سے آرام آتا ہے یعنی کولوسنتھ کے الٹ تو آپ اسے ڈائسکوریا دیں۔

اگر ریاح کی وجہ سے پیٹ درد کرتا ہے اور مریض کولوسنتھ کی طرح دوہرا ہوجاتا ہو، ڈکار لینے سے کسی قدر آرام آتا ہو یا سینکنے سے راحت آتی ہو۔ تب اس مریض کو میگفاس سے فائدہ ہوگا اسے چھ ایکس یعنی بائیوکیمک میں اس دوا کی چند گولیاں نیم گرم پانی میں ڈال کر گھول لیں اور پھر دس منٹ کے وقفے سے مریض کو پلائیں یقیناً فائدہ ہوگا۔

اگر ثقیل غذاؤں کے کھانے سے درد ہوا ہو، مریض کو بار بار پاخانہ کی حاجت آئے لیکن پاخانہ صاف نہ ہوتا ہو۔ تب اسے نکس وامیکا دیں۔ تیس یا دوسو طاقت میں۔

اگر ننھے بچے کے پیٹ میں درد ہوا ہو۔ جس کی وجہ سے بچہ بہت رو رہا ہو۔ اور روتے روتے دہرا ہوجاتا ہو۔ ایک لمحے کے لئے آرام نہیں کرتا۔ ماں باپ اسے اِدھر اُدھر ٹہلاتے رہتے ہیں جس سے بچے کو کچھ راحت ملتی ہے۔ لیکن بستر پر لٹانے کے بعد بچہ پھر رونے لگتا ہے۔ رات کو یہ شکایت زیادہ ہوتی ہے۔ ماں باپ پریشان ہوجاتے ہیں کہ اچانک

بچے کو کیا ہو گیا؟ ایسی حالت میں آپ اس ننھے بچے سے بچے کی زبان کے نیچے میں کیموملا تیس طاقت کی ایک ننھی سی گولی انگلیوں سے مس کر کے رکھ دیں یا چند قطرے پانی میں گھول کر اس کو پلا دیں بچے کو فوراً آرام آجائے گا، اور وہ آرام سے سوجائے گا۔ بچوں کے درد میں بیلاڈونا کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ کچھ لوگ یہ دونوں ادویات باری باری سے دیتے ہیں۔



دادا مرحوم ماہر نبض شناس تھے ان کے علاج کے طریقے بہت عجیب تھے ان کی مختلف تدابیر کے خاکے آج ذہن میں محفوظ ہیں۔ افسوس کہ ہم ان سے کما حقہٗ فیض نہ پا سکے

پیٹ کا شدید درد۔ قولنج کا علاج وہ اس طرح کرتے کہ پاؤں کی چھوٹی انگلی یا پنڈلی کی کسی نس کو اس طرح دباتے کہ اس مقام پر درد ہونے لگتا۔ اور تھوڑی دیر میں مریض کو آرام ہو جاتا۔

کمر کا درد

کمر درد اگر مستورات کے لئے وبال جان ہے تو ڈاکٹروں کے لئے سر درد۔ عورتوں کو یہ مرض خصوصاً اس لئے ہوتا ہے کہ انھیں گھریلو کاموں کے علاوہ اور بھی بہت کچھ کرنا پڑتا ہے اس کے علاوہ پوشیدہ امراض اور موٹاپے کے سبب ایسا زیادہ ہوتا ہے۔

بچوں میں کمر کے درد کی شکایت عام نہیں ہے لیکن اگر کوئی بچہ شکایت کرے تو اُسے ہنسی میں نہیں ٹالنا چاہیئے۔ جوانوں میں اس کی شکایت نسبتاً کم ہوتی ہے لیکن درمیانہ عمر اور بڑھاپے میں اس کی وجوہات بہت ساری ہیں۔ جدید ترین تحقیقات کے مطابق کمر کے درد کی تقریباً ایک سو اسی وجوہات ہیں۔

ریڑھ کی ہڈی میں چوبیس گوٹیاں ہوتی ہیں جو گوشت اور دبیز جھلیوں کے لچکدار ریشوں کے سہارے ایک دوسرے پر جمی رہتی ہیں اور یہی ریشے وزن کا زوردار جھٹکا بھی برداشت کرتے ہیں ہر دو گوٹیوں کے درمیان ایک نرم ہڈی ہوتی ہے۔ جسے ڈسک کہتے ہیں۔ کبھی کبھی چوٹ یا زائد وزن اُٹھانے کی وجہ سے ریشوں میں لچک آجاتی ہے۔ اور پھر یہی کمر کے مستقل درد کی اہم وجہ بن جاتی ہے۔ بیماریوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ جس کی وجہ سے کمر کا درد ہوتا ہے۔ مثلاً ہڈی یا ڈسک کی بیماریاں نفسیاتی یا کام کے دوران۔ ایک ہی پہلو پر لگاتار بیٹھے بیٹھے کام کرنا یا متواتر کار ڈرائیو کرنا۔ ہائی ہیلز کی جوتیاں یا سینڈلز پہننا یا پھر نرم ریشم و ڈنلپ کے گدوں پر سونا یا سوتے وقت اونچا تکیہ استعمال کرنا بس ا، وجہ سے گردن اور کمر کا تناؤ زیادہ رہتا ہے۔ موٹاپے کی وجہ سے درد اس لئے ہوتا ہے کہ گوشت کے ریشے ڈھیلے پڑجاتے ہیں۔

نیا آلہ آج کل امریکہ اور انگلینڈ کے اسپتالوں میں ایک جدید آلے کا استعمال ہوتا ہے اسے اسپونڈائلو میٹر کہتے ہیں۔ اس کی مدد سے مرض کی تشخیص میں کچھ مدد ملتی ہے۔ جہاں تک مرض کی تشخیص کا تعلق ہے۔ جدید طب نے بہت ترقی کر لی ہے اور جدید دواؤں سے مریضوں کی تکلیف کو کچھ کم کیا جانے لگا ہے۔ لیکن مکمل طور پر انھیں صحت مند نہیں بنایا جا سکتا۔ یہی حال یونانی اور آیوریدک دواؤں کا ہو گیا ہے کیونکہ آج کل ان ادویات کو بھی ماڈرن طریقوں پر بنایا جاتا ہے یہ دوائیں خوش شکل اور خوش ذائقہ

تو ضرور ہو جاتی ہیں لیکن طبی اعتبار سے بے جان ہوتی ہیں۔ اس سے قبل ان دواؤں کو کھرل میں اچھی طرح خوب کوٹ کر اور پیس کر بنایا جاتا تھا۔ اس عمل سے مادے میں تحریک پیدا ہوتی ہے اور اس کی قوت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ہومیو پیتھک دوائیں دراصل اسی کھرل میں پس کر قوی بنتی ہیں اور مادے کی قلیل سے قلیل ترین مقدار کو اس قدر پیسا جاتا ہے کہ مادّہ فنا ہو جاتا ہے لیکن اس کی قوت باقی رہتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہومیو پیتھک ادویات کو دراصل نیوکلیر یا ایٹامک دوائیں کہنا چاہیئے۔ مختصر یہ کہ رگڑ سے ہی مادے میں حرارت پیدا ہوتی ہے اور اس کی قوت باقی رہتی ہے۔ مثلاً سرد لوہے کی دو سلاخوں کو اگر آپس میں رگڑا جائے تو وہ گرم ہو جاتی ہیں۔ ایک زمانے تک ایلوپیتھک نسخوں میں بھی یہ اثر موجود تھا۔ جب ڈاکٹر بذات خود اپنے ہاتھوں سے دواؤں کو تیار کرتے تھے۔ یہ پرانے وقتوں کے لوگ اچھی طرح سے جانتے تھے کہ اس مکسچر کی محض ایک خوراک آج کی دسیوں، کیپسول سے زیادہ پر اثر ہوا کرتی تھی۔

تقریباً تین سو برس قبل مسیح سلطنتِ روم میں کوسمس اور ڈامیئن نامی جڑواں بھائی تھے جو بیک وقت بلند پایہ عالم اور طبیب بھی تھے انھوں نے اپنی ساری خدمات خلقِ خدا کے لئے وقف کر رکھی تھیں۔ لیکن خود فقیروں کی طرح زندگی گزارا کرتے تھے۔ ان کی شہرت کا یہ عالم تھا کہ دور دراز سے لوگ بغرض علاج ان کے پاس آیا کرتے تھے۔ شہنشاہ روم بھی ان کا مریض تھا لیکن اس نے ان دونوں، بھائیوں کو محض اس بنا پر قتل کرا دیا کہ یہ دونوں بادشاہ کی بیماری کا سبب نہیں بتا سکے تھے

سرمایہ کاری کا چکر

لگتا ہے کہ اس واقعہ کا خوف طبی دنیا میں کچھ اس طرح سرایت کر گیا کہ مرض کے اسباب کو علاج پر ترجیح دی جانے لگی اور پھر رفتہ رفتہ یہ رجحان اس قدر بڑھا اور کچھ امریکی سرمایہ کاری نے ایسا چکر چلایا کہ اب مرض کی تشخیص کرواتے کرواتے ہی بیچارے مریضوں کے اتنے پیسے خرچ ہو جاتے ہیں کہ پھر ان کے پاس علاج کروانے کے لئے شاذ و نادر ہی کچھ باقی رہ جاتا ہے۔

انگریز مصنف ڈاکٹر فرینک ڈڈلی ہارٹ اپنی کتاب پریکٹیکل پرابلم ان ریومیٹولوجی میں لکھتا ہے کہ کمر کے درد کی چند ایک خاص وجوہات وہ بیماریاں ہیں جو ہزاروں سال پرانی ہیں اور ان کا علاج ہم سے بہتر ہمارے بزرگ جانتے تھے۔ باقی وجوہات چند سو سال پرانی ہیں ان میں اکثر تو ۱۰ یا ۴۰ سال پرانی ہیں۔ آگے چل کر اپنی اس کتاب میں مضحکہ خیز انداز میں لکھتا ہے کہ علاج کے نام پر ہم نے

بس اس قدر ترقی کی ہے کہ مختلف بیماریوں کا لیبل لگا سکتے ہیں لیکن جہاں تک مرض سے صحیح معنوں میں نجات پانے کا سوال ہے تو ہماری معلومات صفر کے برابر ہیں

ایلوپیتھک علاج کے تعلق سے جن دواؤں کا استعمال ہوتا ہے وہ مریض کی تکلیف کو ہی کم کر سکتی ہیں۔ ان میں درد کش، سکون اور نیند لانے والی دوائیں ہوتی ہیں جن کے استعمال سے مریض ان کا عادی ہو جاتا ہے لہذا ادویات کی بجائے احتیاط والے اصولوں پر زیادہ بھروسہ کرنا چاہیئے تاکہ وہ باتیں جو مرض کو ابھارنے کا سبب بنتی ہیں ان سے دامن بچایا جا سکے مثلاً زیادہ دیر تک ایک ہی پہلو پر بیٹھے بیٹھے لکھنا یا کار ڈرائیو کرنا یا ایک ہی انداز میں بیٹھے بیٹھے ٹی، وی دیکھنا یا گردن اٹھا کر سینما ہال میں بیٹھنا اور دوسری ان باتوں سے جن کا بیان اوپر کیا جا چکا ہے بچا جائے۔

گھریلو علاج میں آرام اور سکائی کافی ہیں۔ جدید دور میں اس کے مختلف طریقے ایجاد ہو گئے ہیں مثلاً ریڈ مینٹ ہیٹ، ڈائی تھرمی، برامیس، بلیٹ اور فزیو تھراپی وغیرہ۔ ان سارے طریقوں سے درد کی شدت میں کسی حد تک کمی واقع ہوتی ہے۔ لیکن کبھی کبھی عمل جراحی کی بھی ضرورت پیش آسکتی ہے۔ سکائی کے لئے گرم پانی ریت یا پتھر وغیرہ سے کام لیا جا سکتا ہے۔

کھانے کے لئے جس غذا کا استعمال ہو وہ صحت بخش اور وٹامنوں سے بھرپور ہونی چاہیئے اور اس میں کیلشیم اور فاسفورس کی وافر مقدار ہو مثلاً ہری اور تازہ سبزیاں، مختلف اقسام کی دالیں اور بیسن وغیرہ، نیز مرچ مسالے تلی ہوئی اور بہت ہی زیادہ میٹھی اشیاء تنکر چائے اور کافی وغیرہ کا استعمال جس قدر ممکن ہو کم کیا جائے۔

یونانی اور ہومیوپیتھی علاج

یونانی علاج میں کچلہ، معجون آزارتی، حب آزارتی، روغن سورنجان، روغن دستورہ اور روغن قسط یا موم وغیرہ ہیں۔ ہومیوپیتھی مرض کا نہیں بلکہ مریض کا علاج کرتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل کا واقعہ ہے ہمارے ایک ہومیوپیتھ دوست کی ملاقات فلمی دنیا کی ایک عظیم ہستی سے ہوئی۔ باتوں کے دوران ہومیوپیتھی کا تذکرہ بھی نکلا۔ یہ ہردلعزیز فلمی شخصیت بذات خود بے پناہ صلاحیتوں کی مالک ہے اور دنیا بھر کے دوسرے کئی شعبوں کا بڑا گہرا مطالعہ کر رکھا ہے۔ لہذا ہومیوپیتھی سے بھی دلچسپی ہے اور ان کی یہ دلچسپی اس وقت مزید بڑھ گئی جب ہمارے ان ہومیوپیتھ دوست نے اپنے ایک مریض کا واقعہ سنایا۔ وہ مریض کمر کے درد میں برسہا برس سے مبتلا تھا ہومیوپیتھی علاج سے بھی اس کو کوئی فائدہ

نہ ہوا اور ممکن تھا کہ وہ مایوس ہو کر علاج چھوڑ چکا ہوتا کہ ایک روز اس نے اپنی ایک خاص علامت کا تذکرہ کیا وہ یہ کہ جب کبھی وہ خون کا ایک قطرہ بھی دیکھ لیتا ہے تو اسے غش آجاتا ہے۔ یہ ایسی علامت ہے جو ہومیوپیتھی کی بے شمار دواؤں میں صرف ایک دوا کی خاص علامت ہے اور یہ دوا ہے نکس ماشکٹا یعنی جائے پھل۔ اور اگر یہ مریض اس کا تذکرہ نہ کرتا تو دنیا کا کوئی بھی ہومیوپیتھ اسے اچھا نہیں کر سکتا تھا۔ اب یہ مریض بالکل اچھا ہے۔

یوگا سے علاج

پشچم اُتّن آسن: بظاہر آسان ہے لیکن کچھ مشق ضروری ہے۔ پہلے فرش پر بیٹھ جائیں دونوں ٹانگوں کو آگے کی طرف سیدھا کھینچ کر رکھیں اور سیدھا تن کر بیٹھیں۔ اس طرح کہ سر گردن اور کمر ایک دم سیدھے ہوں اس کے بعد دونوں ہاتھوں کو ایک ساتھ آگے پھیلائیں اور پیروں کی انگلیوں کو چھونے کے لئے آگے بڑھیں۔ اس درمیان سر کو جھکائیں۔ اور آگے کی طرف جھکتے چلے جائیں اس طرح کہ سر دونوں بازوؤں کے درمیان رہے اور تھوڑی سینے سے لگ جائے آہستہ آہستہ گہری سانسیں لیتے رہیں اس کے بعد دوبارہ پہلی شکل پر آجائیں اور اس طرح اس عمل کو کئی بار دہرائیں اس سے کمر اور پیٹ کی بہت سی خرابیاں دور ہو سکتی ہیں۔

ترکون آسن: دونوں پاؤں کسی قدر پھیلا کر کھڑے ہو جائیں گہری سانس اندر کی طرف لیں دونوں ہاتھوں کو افق کے متوازی پھیلائیں پھر آہستہ آہستہ سانس چھوڑتے جائیں لیکن سر اور کمر کو دائیں طرف موڑیں ساتھ ہی ساتھ بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے بائیں پاؤں کو چھونے کے لئے جھکتے جائیں اور دایاں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے جائیں۔ تھوڑی دیر اس پہلی شکل میں رُکے رہیں۔ پھر سانس اندر کی طرف کھینچیں اور آہستہ آہستہ چھوڑتے ہوئے سامنے کی طرف دیکھتے ہوئے دایاں ہاتھ آگے کی طرف سیدھا کھینچ کر رکھیں۔ بایاں ہاتھ بایاں پاؤں پر ہی رہے پھر اس طرح کچھ سیکنڈ رکے رہیں۔ اور آہستہ آہستہ نظروں کو نیچے پاؤں کی طرف جمائیں۔ دائیں ہاتھ کو بھی اسی طرح نیچے لائیں لیکن زمین سے تقریباً ایک فٹ اونچا رہے۔ یعنی دائیں ہاتھ کی انگلیوں سے زمین نہیں چھوتی ہے۔ یہ دونوں پاؤں کے درمیان رہے اور نظروں کو اس نکتہ پر مرکوز کر کے سانس ڈھیلی چھوڑ دیں یہ ترکون آسن کی آخری شکل ہے۔ اس عمل کو شروع سے آخر تک بائیں سمت گھوم کر دہرائیں اس طرح کہ دایاں ہاتھ دائیں پاؤں پر رہے اور بایاں ہاتھ آسمان کی سمت

بھجنگ آسن: پیٹ کے بل لیٹ جائیں پھر دونوں ہاتھوں کو فرش پر دباتے ہوئے سر اور کمر اوپر کی طرف اٹھائیں۔ آنکھیں بند رکھیں اور آہستہ آہستہ سانس لیں پھر آنکھوں کو ڈھیلا چھوڑ دیں اور لیٹ جائیں پھر دوبارہ اسی عمل کو دہرائیں۔

اردھ شلبھ آسن پیٹ کے بل لیٹیں اور ایک پاؤں زمین سے آہستہ آہستہ اوپر اٹھائیں اس طرح کہ گھٹنا نہ مڑے پھر اسے نیچے لائیں اور دوسرا پاؤں اسی طرح اٹھائیں۔

دھنور آسن ۔ یا کمان کی شکل اس میں دونوں پاؤں ایک ساتھ اُٹھائیں اور دونوں ہاتھوں سے پاؤں کو تھامیں اس طرح کہ کمر کمان کی طرح ہو جائے۔ اس کے علاوہ اور کئی آسن ہیں لیکن جو خاص خاص ہیں ان کا یہاں ذکر کیا گیا ہے انکو ذرا سی مشق سے باسانی کیا جا سکتا ہے۔

ہومیو پیتھک ادویات جو کارآمد ثابت ہو سکتی ہیں ان میں اہم دوائیں علامات اور اسباب کی بناء پر بتائی جا رہی ہیں تاکہ صحیح دوا کی تشخیص میں آسانی ہو۔ مثلاً

سرد خشک ہوا کی وجہ سے اگر کمر کا درد ہوا ہو اور مریض میں شدید بے چینی کی علامات بھی پائی جائیں تو دوا ہوگی ایکونائٹ ۔۔ لیکن اگر چوٹ لگنے کی وجہ سے درد ہو تو آرنیکا استعمال کریں۔ وزن اُٹھانے کی وجہ سے اگر درد ہوا ہو تب بھی آرنیکا استعمال کی جائے۔

مرطوب موسم میں کمر کے درد کے لئے نیز پرانے دردوں میں جب کہ پہلی حرکت یعنی بستر سے اُٹھتے ہوئے یا کھڑے ہوتے ہوئے ہیں درد زیادہ ہو جائے لیکن آہستہ آہستہ حرکت کرتے چلے جانے پر رفتہ رفتہ درد کو آرام آتا چلا جائے تو رسٹاکس کا استعمال کریں۔ رہس ٹاکس کی خاص علامت یہی ہے کہ حرکت کرنے سے آہستہ آہستہ آرام آجاتا ہے۔ لیکن بیٹھ جانے یا آرام کرنے پر پھر ہی درد آگھیرتا ہے۔

کمر کے درد کے لئے اینٹی مونیم ٹارٹ (انیٹم ٹارٹ) کا بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اس دوا کی اہم علامت یہ ہے کہ ذرا سی حرکت سے جسم ٹھنڈا اور چپچپے پسینے سے شرابور ہو جاتا ہے۔

نکس وامیکا کا مریض رات کو بستر پر کروٹ نہیں لے سکتا اور اس کے لئے پہلے وہ اُٹھ کر بیٹھتا ہے اس کے علاوہ نکس وامیکا کا مریض انتہائی بد دماغ اور چڑچڑا ہوتا ہے۔ اور اسے قبض کی شکایت بھی رہتی ہے۔ اگر قبض کے ساتھ بواسیر کی شکایت بھی ہو تو ایسکیولس کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ جبکہ عورتوں میں سمی سی فیوگا۔ بالخصوص ان میں جنہیں اکثر و بیشتر رحم کی تکالیف ہوا کرتی ہوں، یہ دوا

کارآمد ثابت ہوگی۔ سیپیا میں بھی یہی علامتیں ہیں۔ لیکن سیپیا کی مریضہ میں کمر کا درد اور اعضا کا بوجھ نیچے کی طرف رہتا ہے۔

برائیونیا کی خاص علامت یہ ہے کہ ذرا سی حرکت پر شدید درد ہوتا ہے لہٰذا مریض چپ چاپ بے حس و حرکت پڑا رہتا ہے۔ جبکہ رہس ٹاکس کا مریض مسلسل حرکت کرتا رہتا ہے۔ برائیونیا اور رہس ٹاکس اکثر و بیشتر استعمال میں آنے والی دوائیں ہیں لیکن ان دونوں کا فرق یہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اسے اچھی طرح ذہن نشیں کرلیں۔

فصل کاٹنے والا تجربہ کار شخص انتہائی تیز دھوپ میں کام کرنے کے دوران ٹھنڈے پانی کو ہاتھ نہیں لگاتا کیونکہ وہ جانتا کہ ایسی حالت میں کام کرنے کی وجہ سے جسم بہت زیادہ گرم ہو جاتا ہے، ٹھنڈے پانی کا استعمال کتنا نقصان دہ ہوتا ہے۔

چنانچہ وہ ٹھنڈے پانی کی جگہ حرارت بخش مشروبات کے چند گھونٹ پی لیتا ہے۔ یہ باالمثل طریقہ اس کی گرمی اور تھکان کو دور کرنے کے لئے نہایت مفید ہوتا ہے

عرق النسّا

(شیاٹیکا)

بعض علاقوں میں اسے لنگڑی کا درد کہتے ہیں۔ یہ درد بڑا پریشان کن ہوتا ہے اور اکثر یہ عورتوں کو ہوتا ہے۔ اس کے اسباب کئی ہیں۔ بعض اوقات کئی طرح کے ٹسٹ کے باوجود اس کا سبب معلوم نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ علاج معالجے سے خاطر خواہ افاقہ نہیں ہوتا لیکن ہومیوپیتھک دواؤں سے علامتوں کی روشنی میں اس مرض سے مکمل طور پر فائدہ ہو جاتا ہے اگر اسباب بہت گہرے ہوئے تو اس مریض کا مزاجی علاج بہت ضروری ہے اور یہ علاج کسی قابل ہومیوپیتھ معالج کی نگرانی میں کرایا جائے۔

چند ایک ادویات جو اس مرض میں خاص اثر رکھتی ہیں ان کا تذکرہ ضروری سمجھتا ہوں ان کی تشخیص علامتوں کے مطابق بالکل صحیح کی جائے تو فائدہ یقینی ہے۔

کولوسنتھ ۔ جب یہ درد اچانک ہوا ہو اور عموماً دائیں ٹانگ میں ہو۔ درد شدید ہوتا ہے کولہے سے گھٹنے تک چلتا ہے۔ بھٹن سی ہوتی ہے۔ چلنے اور آرام کرنے سے درد بڑھتا ہے لیکن دبا کر رکھنے اور سینکنے سے آرام ملتا ہے تو طاقت تیس صبح دوپہر شام، ایک ہفتے سے دو ہفتے تک استعمال کریں۔

رسٹاکس پرانے کیس چلتے پھرتے رہنے سے درد میں افاقہ۔ لیکن آرام کرنے سے تکلیف کا بڑھنا خاص علامت۔

آرسنک درد دورہ کی شکل میں نمایاں ہوتا ہے۔ یعنی دن بھر تو آرام رہتا ہے۔ لیکن رات بارہ بجے کے بعد درد شروع ہو جاتا ہے۔ جو کچھ دیر رہ کر پھر ختم ہو جاتا ہے۔

دورے کے دوران مریض بے چین رہتا ہے۔

ایکونائیٹ سرد ہوا لگنے سے درد کا پیدا ہونا۔ مریض کی بے چینی اور بعض اوقات بخار بھی ہو جاتا ہے۔

نکس وامیکا عموماً قبض کی علامت واضح، ان اشخاص کو ہوتا ہے جو زیادہ تر بیٹھے بیٹھے کام کرتے ہیں مثلاً کلرک

میگفاس گرم سینکنے سے آرام ملنا خاص الخاص علامت ہے۔ درد عموماً تشنجی اور اینٹھن دار ہوتا ہے

نیفائیلم اگر کسی دیگر دوا کی علامات نمایاں نہ ہوں تو اس دوا کا استعمال کریں۔ اس کی ایک خاص علامت یہ ہے کہ کرسی پر بیٹھنے سے درد کو آرام ملتا ہے اور درد، اور سن ہونا باری باری ہوتا ہے۔

امونیم میور چلنے پھرنے اور بیٹھنے سے درد۔ لیٹنے سے افاقہ۔ عموماً درد۔ بائیں جانب۔

برگِ سنا کی سبز پتیوں کے استعمال سے درد قولنج اور پیٹ کے مروڑ کو آرام ہوتا ہے جبکہ انھیں پتیوں کے استعمال سے ایک صحت مند آدمی ٹھیک ایسی ہی مرضیاتی کیفیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

لقوہ یا فالج

اس سلسلے میں ایک کالج کی طالبہ کا خط یاد آرہا ہے جو کہ کافی عرصہ پہلے اس نے مجھے لکھا تھا اس کی کرب ناک تحریر اب بھی میری نگاہوں کے سامنے گھوم رہی ہے۔ اس نے پوچھا تھا کہ کیا پولیو ایک لاعلاج مرض ہے؟ اگر ہے تو پلیز ہاں کہیئے گا۔ اس نے آگے لکھا تھا کہ اس کی ایک بہت پیاری کزن جو کہ سترہ سالہ ہے پولیو کے جان لیوا مرض کا شکار ہے جبکہ اس کی تحریر صاف چغلی کھا رہی تھی کہ یہ مریضہ دراصل وہ خود ہے۔

آگے کی عبارت کچھ اس طرح تھی کہ وہ مریضہ جب ایک سال کی تھی تب وہ بالکل تندرست و توانا اور کافی خوبصورت بچی تھی اور انہی دنوں اس نے اپنے پیروں چلنا سیکھا تھا لیکن چونکہ اسے پولیو کا ٹیکہ دینے میں لاپرواہی برتی گئی تھی اس لئے تقریباً ایک ڈیڑھ مہینے بعد اسے بخار آگیا اور پھر وہ اس مرض میں مبتلا ہو گئی۔

اس نے لکھا تھا کہ قدرت بھی کس کس طرح بعض اوقات آزمائش میں ڈالتی ہے۔ حالانکہ یہ قدرت کا پیدا کردہ پولیو نہیں تھا بلکہ اس ٹیکے کا پیدا کردہ مرض تھا میرے علم میں ایسے اور بھی کئی بچے ہیں جو ٹیکے لگنے کے بعد بیمار ہو گئے۔ دراصل بعض انسانی جسم اس قدر حساس ہوتے ہیں کہ اس طرح سے بھی اثر انداز ہوتے ہیں یا ہو جاتے ہیں یا ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ایک فرد اسپرین کی کئی گولیاں ایک ساتھ کھا جاتا ہے لیکن اسے کچھ نہیں ہوتا جبکہ دوسرا شخص ایسی اسپرین یا ڈگولی بھی کھا لیتا ہے تو خون کی اُلٹیاں کرنے لگتا ہے۔ جہاں تک ٹیکے لگوانے کا تعلق ہے تو ہومیوپیتھی نے کبھی اس کی حمایت نہیں کی بلکہ اس کی مخالفت کی ہے۔ اور اس سلسلے میں انگلینڈ کے ڈاکٹر برنیٹ کا نام پیش پیش ہے۔

ہمارے نزدیک تو ٹیکے یا اس کے مضر اثرات سے کہیں زیادہ نقصان دہ وہ اناڑی قسم کے معالج ہیں جن کی لاپرواہی سے نہ جانے کتنے ننھے منے بچے معذور و بے بس ہو گئے۔ بالخصوص گاؤں کھیڑے میں اکثر بچے جو لقوے کا شکار ہوتے ہیں ان میں سے اکثر ایسے ہی عطائی قسم کے ڈاکٹروں کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ ان نیم حکیم ڈاکٹروں کے پاس جو سوئیاں ہوتی ہیں وہ باقاعدہ

اسٹرلائیزڈ نہیں ہوتیں اور نہ ہی وہ انجکشن لگانے کی صحیح تکنیک سے واقف ہوتے ہیں دوسرے یہ کہ اگر ننھے منے بچوں میں بہت ہی تیز قسم کے بخار میں بلا وجہ یا غلط قسم کا انجکشن لگادیا جائے تو اکثر فالج ہو جاتا ہے اور گاؤں دیہاتوں میں تو اس طرح کی پریکٹس عام سی بات ہے۔ پھر اگر بچے کو پولیو ہوگیا تو سارا الزام پولیو کے سر جاتا ہے۔

ایسے مایوس کن حالات میں بھی ہومیو پیتھک ادویات بہتر نتائج لاتی ہیں اور مریض کے مکمل طور سے اچھا ہونے کی آس بندھ جاتی ہے جبکہ نسوں کے ان امراض میں ایلو پیتھک طریقۂ علاج سے زیادہ کامیابی نہیں ہوتی۔ میں نے خود ایسے ہی ایک مریض کو دیکھا ہے جس کا مثانہ لقوہ زدہ تھا اور وہ بغیر کیتھٹر کے سہارے پیشاب نہیں کر سکتا تھا۔ اس کی زندگی بے بس ہو کر رہ گئی تھی لیکن ہومیو پیتھک علاج سے وہ اس قابل ہوگیا کہ خود سے پیشاب کر سکے۔

میں اس واقعہ کا چشم دید گواہ ہوں اور غالباً یہی ایک وجہ ہے کہ میں ہومیو پیتھک علاج کی طرف راغب ہوا۔ ورنہ میں بھی اس طریقۂ علاج کو محض ایک مذاق سمجھتا تھا۔

اگر آپ ہومیو پیتھی جانتے ہیں تو ان فالج زدہ مریضوں کے لئے رحمت کا فرشتہ بن جائیں گے لیکن شرط یہی ہے کہ ہومیو پیتھک دواؤں کا استعمال قانون بالمثل کے مطابق ہو۔ ورنہ یہ ضروری نہیں کہ آپ کامیاب ہوں۔

فالج کی خاص خاص ادویات میں ایکونائیٹ بھی ایک دوا ہے ہر قسم کے فالج کی ابتدا میں اکثر کامیابی کے ساتھ اس سے علاج کیا جا سکتا ہے اس کی اہم علامت یہ ہے کہ خشک سردی لگنے سے فالج کا واقع ہونا۔

دوسری دواؤں میں **کاسٹیکم** ایک اہم دوا ہے بالخصوص زبان کا فالج یا مثانہ کا فالج وغیرہ۔ اس سلسلے میں پلمبم بھی کم اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ لیکن اس کی خاص الخاص علامتوں کی تشخیص ضروری ہے۔ اور اس کے لئے آپکو ہومیو پیتھی کا گہرا مطالعہ کرنا پڑے گا اور جو کہ بچوں کا کھیل نہیں ہے۔

جلسیمیم کی ضرورت اکثر بچوں کے فالج میں پڑتی ہے۔ بچہ سست اور غنودگی کے عالم میں رہتا ہے۔ یہاں تک کہ آنکھ تک نہیں کھول سکتا۔ جبکہ **رھس ٹاکس** ان تمام اقسام کے فالج کو ٹھیک کر سکتا ہے۔ جو پانی سے بھیگ جانے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں

یا بخار کی حالت میں ہوا لگ جانا اس کا خاص اور اہم سبب ہو۔ یا کہ مریض گیلی جگہ پر بیٹھے رہنے سے بیمار پڑا ہو۔

بچوں میں بالخصوص دانت نکلنے کے زمانے میں بھی فالج کا اثر ہو سکتا ہے۔ انتڑیوں کی خرابی یا پیٹ کے کیڑے چیچک اور خسرہ وغیرہ بھی اس کے اسباب خیال کئے جاتے ہیں کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رات کو بچہ بھلا چنگا سوتا ہے۔ لیکن صبح اٹھنے پر فالج زدہ ہو جاتا ہے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کا راز طب کے طالب علم کو سمجھایا جا سکتا ہے لیکن آپ لوگوں کو صرف اسی قدر جان لینا ضروری ہے کہ آپ ایسے بچوں کی کس طرح مدد کر سکتے ہیں اور غالباً یہی سب سے اہم بات ہے۔ آپ اپنی نیت صاف رکھئے اللہ تعالیٰ آپ کی رہنمائی کرے گا اور شفاء اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہے۔

جیلسیمیم کی خاص الخاص علامت سر میں درد، خاص کر پچھلی طرف، بولنا مشکل یا بولنے میں زبان کانپنے لگے ساتھ ہی ساتھ تمام جسم بھی کانپتا ہو۔ یا اعضاء میں جھنجھناہٹ محسوس ہوتی ہو تو بلا خوف یہ دوا دیں یقینی فائدہ ہوگا جبکہ نوجوانوں کے لقوہ میں جبکہ زبان کا لقوہ ہوا ہو تو برائٹا کارب کو یاد رکھیں۔ برائٹا کارب بوڑھوں کے فالج کے لئے بھی ایک اہم دوا ہے جبکہ فالج کا اثر سکتہ کے بعد ہوا ہو

اگر بائیں طرف فالج ہوا ہو اور اس فالج کا رجحان دائیں طرف جا رہا ہو تو لیکس کو ضرور یاد رکھیں۔ لیکس کا فالج عموماً شرابیوں میں ملتا ہے۔

مرگی یا دورے

یہ مرض دورے کی شکل میں آتا ہے۔ جسم میں تشنج پیدا ہوجاتا ہے۔ آنکھیں اوپر کی طرف کھنچ جاتی ہیں اور جسم جھٹکے کھانے لگتا ہے۔ پتلیاں گھومنے لگتی ہیں۔ منہ سے جھاگ نکلتا ہے۔ اور مریض بے ہوش ہوجاتا ہے۔ یا پھر ہوش میں ہوتا ہے لیکن کچھ سمجھ نہیں پاتا کہ اسے کیا ہورہا ہے۔

اکثر بچے شدید بخار کے دوران اس طرح کے جھٹکوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔ بعض اوقات دانت نکلنے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے یا کہ پھر ڈر اس کا سبب ہوتا ہے یا پھر معدے کی خرابی ناقابل ہضم غذا یا پیٹ کے کیڑے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں علامتوں کے اعتبار سے ہومیوپیتھی کے ذریعے مکمل شفا پہنچائی جاسکتی ہے۔

مثلاً موٹے خنازیری مزاج والے افراد جن کے سر پر بہ کثرت پسینہ آتا ہو تو دوا ہے کلکیریا کارب، لیکن اگر مشت زنی کے بعد مرگی کا حملہ ہوا ہو اور اس کی لہر اعضائے تناسلی سے اٹھتی ہو تو دوا ہوگی بیوفو۔

اگر دورہ ہاتھ اور پاؤں کے کھنچاؤ سے شروع ہوتا ہو۔ مریض کا چہرہ اور ہونٹ بالکل نیلے ہوجاتے ہوں۔ منہ سے جھاگ آتا ہو اور مریض بے ہوش ہوجاتا ہو تو دوا ہوگی کیوپرم میٹلکم۔

اگر دورے نئے چاند پر ہوتے ہوں تو دوا ہے سائی لیشیا۔ لیکن اگر بدہضمی اور قبض اس کی وجہ ہو تو نکس وامیکا۔ اگر دوروں کے دوران جسم پیچھے کی طرف بالکل کمان کی مانند اکڑ جاتا ہو تو دوا ہے سیکوٹا۔ بچوں میں اگر بخار اس کا سبب ہو تو اکثر بیلاڈونا کام آتی ہے اہم علامت۔ سر کی طرف اجتماع خون چہرہ سرخ۔ سر گرم۔ اور پاؤں ٹھنڈے۔ دانت نکلنا اگر سبب ہو تو کیمولا۔ پیٹ کے کیڑے ہوں تو سائنا۔

ہسٹریا

ہسٹریا ایک نفسیاتی مرض ہے جس کا تعلق انسان کی روح سے ہوتا ہے یعنی یہ جسم کی نہیں بلکہ روح کی بیماری ہے اس کی مریضہ عموماً جوان ہوتی ہے اور وہ دورہ کی کیفیت میں اگرچہ ہوش میں رہتی ہے لیکن بول نہیں سکتی اس مرض کو پہچاننے کے لئے ایک تجربہ کار معالج چاہیئے ورنہ نوسکھیئے یا اناڑی قسم کے معالج اسے مرگی، ٹیٹنس، غشی یا دورہ سمجھ لیتے ہیں اور غلط علاج کرتے ہیں اس کے مریض شہروں میں کم اور دیہاتوں میں زیادہ ہوتے ہیں۔

ہاتھ پاؤں کا اکڑنا۔ ہمارے یہاں اُن مسلم گھرانوں میں اس کے مریض زیادہ نظر آتے ہیں جہاں پر بہت زیادہ پابندیاں یا بندشیں عائد ہوتی ہیں اس کا عارضہ دورے کی شکل میں آتا ہے۔ جہاں مریضہ کو کسی بھی حصّے کا درد ہوتا ہے، یا ہاتھ پاؤں میں اکڑن کے ساتھ لرزہ آتا ہے۔ یا پھر کوئی حصّہ سن ہو جاتا ہے۔ اور فالج کی سی کیفیت طاری رہتی ہے۔ بعض اوقات کسی کسی مریضہ میں یہ دورہ دمہ، مسلسل ہچکیاں، کھانے پینے میں دشواری وغیرہ ایسی علامتوں کے ساتھ رہتا ہے۔ کبھی دورے کے ساتھ آنکھوں کی پتلیوں کا یہاں وہاں حرکت کرنا۔ پلکوں کا بار بار کھلا رہنا، جھٹکے آنا، کانوں میں گھنٹیوں کی آواز، زور زور سے ہنسنا۔ غرض یہ کہ مریضہ مختلف طریقوں سے بیماری کا اظہار کرتی ہے دیکھنے والے یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی خطرناک قسم کی بیماری لاحق ہو گئی ہے۔ جبکہ در اصل کوئی بیماری نہیں ہوتی۔ اکثر اوقات یہ دورے اس وقت پڑتے ہیں۔ جب گھر کے تمام افراد موجود ہوں یا شادی

بیاہ وغیرہ کی کسی تقریب میں سارے مہمان جمع ہوں۔ میرے اپنے تجربے کے مطابق جب کوئی مریضہ باختہ دوڑتا ہوا آئے اور جلدی چلنے کے لئے کہے۔ اور پوچھنے پر صرف اتنا بتائے کہ اس کی بہن یا بھابی کی دانت کلّی بیٹھ گئی ہے یا کہ وہ بیہوش ہوگئی ہے۔ اور دیکھنے پر اگر اس مریضہ کی عمر ۱۲ سے ۴۰ سال کے درمیان ہو تو ۹۹ فیصد یہ مریضہ ہسٹریا کی ہی ہوگی۔

قدیم اطبّا - یونان کے قدیم اطبا کا خیال تھا کہ یہ مرض HYSTERONE ہسٹرون یعنی رحم سے شروع ہوتا ہے اور اسی مناسبت سے اس کا نام ہسٹریا اور عربی زبان میں اختناق الرحم کہا گیا

حکماء کے مطابق رحم اور خصیۃ الرحم میں حیاتی جوہر اور دیگر مواد جب بکثرت اکٹھا ہو کر بند ہو جاتے ہیں تو یہ زہریلا اثر چھوڑتے ہیں۔ اور عفونت کی طرف منتقل ہو جاتے ہیں۔ جبکہ کچھ اطبا کا یہ بھی خیال ہے کہ کسی سبب سے رحم سکڑتا ہے یا اس میں تشنج پیدا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے دماغ میں اس کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں یا پھر فاسد مواد اور زہریلے اجزا جذب ہو کر دماغ یا قلب تک پہنچتے رہتے ہیں۔

وقت کے ساتھ ہسٹریا کی ترجمانی بدلتی رہی اور ماڈرن کتابوں میں اس کی تمہید میں کچھ نہ کچھ اضافہ ہوتا رہا۔ اس سلسلے کی ایک اہم کڑی فرانس کے ڈاکٹر شارکوٹ کی ہے جو ۱۸۲۵ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۹۳ء تک طبی دنیا میں درخشاں ستارے کی طرح چمکتے رہے۔ فنِ مصوری میں بے پناہ دلچسپی کی بناء پر خود میں شارکوت کے نام سے بخوبی واقف تھا لیکن اس وقت یہ نہیں جانتا تھا کہ شارکوت ایک معالج بھی ہوں گے۔ ڈاکٹر شارکوٹ نے اپنے مریضوں کے مفصل حالات لکھنے کے علاوہ ان کی تصویریں بھی بنائیں تاکہ دورے کی مکمل عکاسی ہو سکے۔ ان کی ڈائری اس طرح کے مناظر سے بھری پڑی ہے۔

علم الاعصاب عصبیات یا علم الاعصاب میں ایک بڑا نام رابرٹ برو ڈنیل کارٹر کا بھی ہے۔ جو ۱۸۲۸ء میں انگلینڈ میں پیدا ہوئے۔ اپنے ابتدائی دنوں میں آپ لندن ٹائمز کے دفتر میں جرنلسٹ کا کام کرتے تھے لیکن طب سے دلچسپی کی وجہ سے نہ صرف آپ نے طِب سیکھا بلکہ ہسٹریا کے موضوع پر ایک بے مثال کتاب لکھ کر ساری دنیا کو چونکا دیا۔ آپ کی اس تصنیف کو پڑھنے کے دوران ایک عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے اور ایک ایک لفظ پر دل کھول کر داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ ہسٹریا کو نئے معنی پہناتے ہوئے آپ لکھتے ہیں کہ ہسٹریا دراصل براہ راست جذبات

کا جسم پر حاصل ہے جو عصبی نظام کے ذریعے کارگذار ہوتا ہے کیونکہ احساسات کے بہنے کا یہی ایک امکانی راستہ ہے۔ قدرتی طور پر جذبات کی ترجمانی کا رجحان یا اخراج اپنے طور پر نظامِ افرازی یا آنسوؤں کی شکل میں ہوتا ہے یا پھر نظامِ عضلاتی سے مثلاً جنون، غصہ توڑ پھوڑ یا خون ریزی وغیرہ سے سر بنجامن برو ڈی کہتے ہیں کہ جذبات سے بے قابو ہو کر مجنونانہ دورہ بس ایسا ہے جسے صرف مریض ہی محسوس کرتا ہے۔ جبکہ حقیقت میں اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر اختناق الرحم میں مبتلا کسی مریضہ کے ہاتھ پاؤں شل ہو گئے ہیں اتنی بھی سکت نہیں ہے کہ جنبش دے سکے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس کے عضلے کو اس کی منشا کی اطاعت سے انکار ہے۔ بلکہ وہ منشا ہی ہے جس نے اطاعت سے انکار کر دیا ہے اسطرح سولہویں صدی کے عظیم طبیب ڈاکٹر تھامسن سڈنہم سے لے کر موجودہ محققین تک سیکڑوں ڈاکٹروں کے مختلف نظریات ہیں۔ آج سے تقریباً ۳۰۰ برس قبل ڈاکٹر سڈن ہم نے یہ کہا تھا کہ مردوں میں مُراق کی حالت یعنی خیالی بیماری یا کمزوری کا احساس اور عورتوں میں ہسٹریائی دورہ کی مرضی کیفیت ایک ہی ہے۔ ۱۹۱۶ء اور ۱۹۴۰ء کے درمیان عالمی جنگوں کے دوران ڈاکٹر ہرسٹ اور ڈاکٹر میئر نے جو مشاہدہ کیا تھا اس کے مطابق ان مقامات پر جہاں بمباری ہوئی تھی ہسٹریا کے مریضوں میں خاطر خواہ کمی ہوئی تھی جبکہ ان مقامات پر جہاں بمباری کے واقعات قطعاً نہیں ہوئے وہاں ہسٹریا کے مریضوں کی تعداد زیادہ تھی۔

غالباً انہیں اعداد و شمار کے پیش نظر موجودہ دور کا سائنسداں ڈاکٹر سلیٹر ۱۹۶۵ء اس کے وجود کو ماننے سے ہی انکار کرتا ہے۔ اس کے مطابق یہ کیفیت جزوی طور پر مریض کی اپنی پیدا کردہ ہے گو کہ بعض اوقات اس کا مریض پورے طور پر ہوش میں نہیں ہوتا یا کبھی کبھی مکمل طور پر اس سے غافل ہوتا ہے یا بیہوش ہو جاتا ہے۔ ان سب کے پس پردہ اس کا ایک ہی مقصد ہوتا ہے کہ ذہن ناقابل برداشت زحمت اور تاکید سے راحت پا سکے۔ کیونکہ یہی وہ لمحات ہوتے ہیں جہاں کہ خاندان کا ایک حقیر یا بے معنی فرد لوگوں کی توجہ کا مرکز بن جاتا ہے۔ ایک بچے کا ذہن بھی اپنے تجربات کی بناء پر یہ سیکھ لیتا ہے کہ اگر وہ سر درد کی شکایت کر بیٹھے تو اسکول جانے کی زحمت سے بچ جاتا ہے۔

جہاں تک ذہنی صعوبت دباؤ یا شدت کا سوال ہے تو نازیوں کے اجتماعی کیمپوں میں اس ہولناک اذیت سے گذرنا پڑتا تھا کہ روزانہ ہزاروں اموات ہوتی تھیں اور ذہنی دباؤ اس مہیب ماحول میں اپنی انتہا پر ہوتا تھا پھر بھی ہسٹریا کا کوئی مریض دیکھنے میں نہیں آیا۔ کیونکہ اس انتہائی ناخوشگوار

ماحول میں کسی کو فکر ہی نہیں تھی کہ کسی کی پرواہ کرتا۔ مختصر یہ کہ یہ عجیب و غریب مرض ہے اور امراض دماغیہ کی اس بڑی جماعت میں شامل ہے جن کی ماہیت کا ابتک کوئی پتہ نہیں چل سکا اور جن کو مجہول ماہیت کہا جاتا ہے۔ مثلاً مرگی ، مالنخولیا (وحشت) جنون اور مراق (ہائیپوکونڈریا)

اسباب مرض ہسٹریا کی مریضہ دوروں کے وقفہ میں کبھی شاداں و فرحاں رہتی ہے اور کبھی گریاں و نالاں ، عموماً اس کی شروعات ان حالات میں ہوتی ہے جبکہ رنج و غم اور بڑی عمر تک کنوارہ رہنا یا خواہشات نفسانی کا غلبہ ، جبکہ اس کا شوہر اس سے دور ہو ، یا کسی دور دراز مقام پر اپنے ذریعہ معاش کے سلسلے میں سرگرداں ہو یا مرگیا ہو ۔ جبکہ مردوں میں جلق ، اغلام ، دماغی محنت اور بے خوابی وغیرہ اس کا سبب ہوتے ہیں۔ بعض اوقات یہ وراثت کے طور پر ماں سے بیٹی کو منتقل ہو جاتا ہے ۔

علاج ۔ اس مرض میں جسم نہیں بلکہ روح بیمار ہے اس لئے اس کا علاج یہ ہے کہ اگر مریضہ غمگین ہے تو اسے خوش کرو ، اگر مرض کا حملہ شادی سے قبل ہو تو اس کا بہترین علاج شادی ہے ۔ کیونکہ بعد ازاں شادی کے کچھ سالوں بعد یا بچے کی پیدائش کے بعد اس کی حدت میں کمی ہو جاتی ہے ۔ اور رفتہ رفتہ یہ مرض دفع ہو جاتا ہے ۔ لیکن اکثر و بیشتر اس کا سارا انتساب گنڈہ تعویذ جھاڑ پھونک کو چلا جاتا ہے ۔

دورے کی حالت میں مریضہ کو صاف اور ہوادار کمرے میں نرم بستر پر لٹا دیں سینے کے بٹن کھول دیں اور ٹھنڈے پانی سے چہرے کو صاف کریں ، یا چھینٹے دیں ۔ اس کے بازو اور رانوں کو کس کر باندھیں ، تاکہ اس کی طبیعت آگاہ و بیدار ہو جائے ۔ پیاز ، لہسن یا کافور وغیرہ سنگھائیں ۔ ہاتھ سے ناک اور منہ تھوڑی دیر کے لئے بند کر دیں ۔ غرض یہ کہ ایسی تدبیر کریں جس سے کہ مریضہ کو تکلیف پہنچے ۔ اگر ترک جماع سبب ہو تو شوہر کو چاہیئے کہ دوران غلبہ جماع کرے اور اگر کثرت جماع اس کا سبب ہے تو اس سے پرہیز کرے ۔ شادی بیاہ یا کسی اور تقریب کے موقعوں پر اگر کسی مریضہ کو اس طرح کا غلبہ آجائے تو اسے تنہا چھوڑ دیں اور کسی بھی طرح کوئی توجہ نہ دیں اس طرح وہ خود اپنے آپ ٹھیک ہو جائے گی ۔ لیکن اگر اس کے پاس لوگوں کی بھیڑ جمع رہے گی تو اس کے دوروں میں تیزی آجائے گی اس مرض سے متعلق قابل توجہ بات یہ ہے کہ ایسے ہی معالج سے رجوع کیا جائے جو مریض کا علاج نفسیاتی طور پر کر سکے ۔ بغیر دوا کے ذہن کا ذہن سے علاج کیا جائے ۔

ہومیوپیتھی اور زچہ

شہروں میں آج کل ہر ماں کو بچہ پیدا کرنے کے لئے اسپتالوں کا رُخ کرنا پڑتا ہے لیکن اس کے باوجود بھی شہروں میں گاؤں کی بہ نسبت زچہ کی اموات کے واقعات ۲۰ فیصد زیادہ رونما ہوتے ہیں بمبئی ایسے شہر میں تو یہ حال ہے کہ اکثر و بیشتر بغیر پیٹ چاک کئے بچہ پیدا ہی نہیں ہوتا اس کے لئے ڈاکٹروں سے زیادہ وہ مائیں بھی ذمہ دار ہیں جو دردِ زہ جھیلنا ہی نہیں چاہتیں۔

پہلے بچے کے وقت زچگی کا درد کم و بیش ۱۸ گھنٹوں تک ہوتا ہے اس کے بعد کی پیدائشوں میں اس کی میعاد ۴ یا ۶ گھنٹوں اور بعض میں اس سے بھی کم ہو جاتی ہے۔ اس قدرتی عمل میں مشکلات کے لمبے کئی وجوہات کی بنا پر ہوتے ہیں۔ جبکہ بچہ خلاف معمول یا غیر معمولی ہو۔ یا کہ پھر زچہ کو دردِ زہ کمزور اور نامناسب ہو۔

ہم میں سے اکثر و بیشتر اس مغالطے میں ہیں کہ حاملہ عورت بیمار ہوتی ہے لہٰذا اسے انتہائی احتیاط اور نگرانی کی ضرورت ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ قدرت کے اس عمل میں قدرت اپنے طور پر اپنی مشنری کو حرکت میں لاتی ہے۔ اور غذا کے جزو بدن ہونے کا عمل تیز ہو جاتا ہے۔ تاکہ جنین کو اس کی ضرورت کے مطابق مادۂ حیات فراہم ہوتا رہے۔ دراصل حمل کے ابتدائی دنوں میں کسی بھی علاج کی ضرورت درپیش نہیں آتی یہاں تک کہ فولاد اور کیلشیم کا استعمال بھی نقصان کا باعث ہو سکتا ہے بعض اوقات ان کی وجہ سے قبض یا ہاضمہ کی خرابیاں لاحق ہو سکتی ہیں۔

غذا کے تعلق سے بھی لوگوں کو بہت غلط فہمیاں ہیں نہ صرف یہ تصور کیا جاتا ہے بلکہ ڈاکٹر بھی یہ کہتے ہیں کہ چونکہ حاملہ عورت کو دو لوگوں کے لئے کھانا درکار ہوتا ہے لہٰذا اسے زیادہ کھانا چاہئے۔ اس لئے طرح طرح کی مقوی غذائیں اور وٹامن دی جاتی ہیں جبکہ ہوتا یہ ہے کہ غذا کی زیادتی رحم میں نشو و نما پا رہے جنین کو اوسط سے بڑا بناتی ہے جو بعد ازاں دوران ولادت مشکلات کا باعث بنتا ہے بعض اوقات اسی سبب سے آپریشن کرنا پڑتا ہے

ولادت کے وقت بچے کا وزن ۶ سے ۷ پونڈ کے درمیان ہونا چاہیئے جس سے ولادت کے درمیان کسی طرح کی اڑچن نہ آئے اور زچہ کو زیادہ تکلیف بھی نہ ہو۔ اس وزن کو قابو میں

میں رکھنے کے لئے حمل کے دوران مخصوص غذائیں کھانی چاہئیں، مثلاً غذا کی بیشتر مقدار سبزیوں اور پھلوں پر منحصر ہو اس کے علاوہ دودھ بھی ضروری ہے۔ مچھلی گوشت اور مرغی بھی کھائی جا سکتی ہے لیکن صرف ماہ میں ایک یا دو بار۔ اسی طرح انڈا بھی ایک روز کے وقفہ سے ایک لیا جا سکتا ہے یا ہفتہ میں دو بار۔ لیکن عام نظریہ کے مطابق حمل کے دوران خواہ مخواہ زیادہ فرحت بخش قسم کی غذائیں کھلائی جاتی ہیں اور جتنا زیادہ وزن کا بچہ ہوتا ہے اتنا ہی اچھا تصور کیا جاتا ہے۔ یہ نظریہ سرے سے غلط اور قدرتی اصولوں کے عین خلاف ہے۔ اس میں سوائے زحمت کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ کیونکہ موٹا بچہ بہت جلد بیمار رہتا ہے۔ بعض اوقات اسی بنا پر سیزیرین کیا جاتا ہے

سیزیرین کی تاریخ بھی دلچسپ ہے آپ سب جانتے ہیں کہ روم میں جولیٹ سیزر نام کا ایک شہنشاہ گزرا ہے۔ ولادت کے وقت ان کی ماں دردزہ سے پریشان تھیں اور ولادت کا راستہ تنگ ہونے کی وجہ سے پیدائش ناممکن نظر آرہی تھی۔ لہٰذا اس وقت کے شاہی طبیبوں نے ماں کا پیٹ چاک کر کے اسے پیدا کیا۔ اس کے بعد سے اس آپریشن کا نام ہی سیزیرین پڑ گیا۔ اس کے بعد شاذونادر ہی اس طرح کے آپریشن کی ضرورت محسوس ہوتی رہی۔ لیکن بیسویں صدی میں تیزی کے ساتھ اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ لگتا ہے اکیسویں صدی میں ولادت بس اسی آپریشن کے ذریعہ ہوا کرے گی۔

شہر بمبئی میں جہاں تمام اسپتالوں اور نرسنگ ہومز میں آئے دن اس طرح کے آپریشن ہوتے رہتے ہیں وہیں اس شہر میں ایک ایسا نرسنگ ہوم بھی ہے جہاں پر کہ شاذونادر ہی اس طرح کے آپریشن کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یہ بات کافی عرصہ سے ہماری معلومات میں تھی جسے ہم اس نرسنگ ہوم کی انچارج ڈاکٹر جی کا حسن سلوک اور مریضوں کے ساتھ اس کا ایماندارانہ رویہ تصور کرتے تھے لیکن ایک روز اتفاقاً اس کا اصل سبب معلوم ہو گیا۔ ہوا یوں کہ ہماری پہچان کی مریضہ اپنی زچگی کے لئے اس اسپتال میں داخل ہوئیں لیکن ایسا لگتا تھا کہ بغیر سیزیرین کے ولادت ممکن نہ ہو سکے گی۔ ان کے شوہر جو خود بھی ڈاکٹر ہیں اس وجہ سے کافی پریشان تھے۔ تب ہی نرس نے کوئی ہومیوپیتھی کی دوا کھلا دی۔ کچھ ہی دیر میں ولادت کے درد میں اضافہ ہوا اور تھوڑی دیر بعد بغیر کسی پریشانی کے بچے کی ولادت ہو گئی۔

پہلے تو ہم نے یہ سمجھا کہ یہ نرس ہی ہے جو اس طرح سے کارِ خیر کر رہی ہے پھر بھی یہ حقیقت جاننے کے لئے ہمارا تجسس اور بڑھ گیا لہٰذا اس انچارج ڈاکٹر جی سے ملاقات کی اور یہ جان کر خوشی ہوئی

کہ دراصل ان ڈاکٹر کے ایک بھائی جو کافی بزرگ ہیں اور ایک زمانے سے ہومیوپیتھی کا ایک ادارہ چلاتے ہیں انھوں نے ہی اپنی بہن کو کچھ دوائیں دے رکھی ہیں جو وقتاً فوقتاً ضرورت کے مطابق اس نرسنگ ہوم میں استعمال ہوتی ہیں۔ کاش کہ یہ سلسلہ دوسرے اور نرسنگ ہومز میں شروع ہو جائے لیکن ہمارے یہاں کے اکثر و بیشتر ڈاکٹر صاحبان کا حال تو یہ ہے کہ بغیر کسی معلومات کے اپنی عقل کے مطابق ہی ہومیوپیتھی کے بارے میں رائے قائم کرلی ہے۔

اس لحاظ سے پلسٹیلا ایک اہم دوا سمجھی جاتی ہے۔ خاص طور پر ان خوبصورت اور کم زور دل ماؤں کے لئے جن کی آنکھوں سے بات بات پر آنسو نکل آتے ہیں۔ زچگی کے وقت اسے صحیح طور پر درد نہیں آرہا ہو۔ اور گرمی کی شدت کا احساس ہو۔ اور ڈر اور گھبراہٹ کی وجہ سے وہ سیدھی بھی نہیں لیٹنا چاہتی۔ کھڑکیاں کھولنے اور دروازہ سے ہوا آنے کے لئے کہتی ہو ایسے مریضہ کو بہت ممکن ہے سیزیرین ہی کرنا پڑے لیکن اگر اسے یہی دوا ایک ہزار قوت میں صرف ایک ہی خوراک دے دی جائے تو چند ساعتوں کے بعد ہر معاملہ قدرتی طور پر بغیر کسی اڑچن کے اپنی تکمیل کو پہنچ جائے گا۔ پلسٹلا کی طرح کولوفائیلم بھی ایک اہم دوا ہے۔ ایک ہفتہ دو ہفتہ قبل ہی سے روزانہ ایک خوراک ۳۰ قوت میں دی جائے۔ اور اس کے بعد جس روز ولادت کی تاریخ ہو اس کے ایک روز قبل پلسٹیلا کی ایک ہزار قوت میں صرف ایک خوراک دی جائے تو بفضلِ ربی کسی طرح کی کوئی دشواری درپیش نہیں آئیگی یہ دوا ایسی صورت میں بھی اہم ہے جبکہ بچہ آڑا یا الٹا ہو۔ اور پہلے ہی سے اس بات کا خطرہ ہو کہ ولادت بغیر سیزیرین کے ممکن نہیں ہو سکے گی۔ بعض اوقات رحم کی کمزوری کی بناء پر زچگی کا نامناسب درد آتا ہے یعنی کمر سے بجائے نیچے آنے کے درد کا احساس اوپر معدے کی سمت ہوتا ہے اور اس کا دم گھٹتا جاتا ہے وہ روتی ہے اس لئے کہ زچگی نہیں ہو رہی ہے۔ اس مریضہ کو بھی آپریشن کی زحمت سے بچایا جا سکتا ہے اور اس کے لئے صرف ایک خوراک پلسٹیلا چاہیئے۔

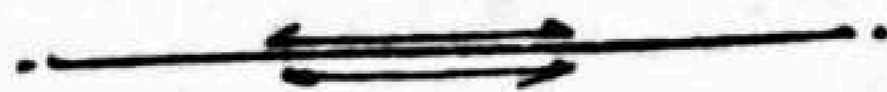
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ رحم کا منہ تو کھلا ہوتا ہے لیکن درد نہیں آتا اور زچگی ناممکن نظر آتی ہو اس مریضہ کو جلسیمیئم دیں۔ بس ایک خوراک تھوڑی دیر میں جادو کا اثر کرے گی۔ اور چند ہی ساعتوں بعد زچگی ہو جائے گی۔

کبھی زچہ کے ساتھ کچھ ایسے معاملات بھی ہوتے ہیں کہ حمل کے ابتدائی ایام میں رحم کا زہریلا مادہ خون میں تحلیل ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے رفتہ رفتہ چہرے اور پاؤں میں سوجن آجاتی ہے۔

نیند نہیں آتی اور سر میں درد رہنے لگتا ہے۔ بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے اور پھر جیسے جیسے دن پڑھتے جاتے ہیں ان علامتوں میں تیزی آتی جاتی ہے۔ اور آخری دنوں میں غنودگی طاری رہنے لگتی ہے اور جھٹکے اور فٹ بھی آتے ہیں۔ پھر بچہ اور زچہ دونوں کے جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ ایسی خاتون کو بھی جیلسیمیم کی صرف ایک ہی خوراک سے بچایا جا سکتا ہے۔ اور زچگی کو آسان بنایا جا سکتا ہے۔ اس دوا کے بعد اس مریضہ کو آپریشن کی ضرورت قطعی نہیں پڑے گی۔ غنودگی کے دورے اور بلڈ پریشر بھی قابو میں آ جائے گا۔

جب مریضہ کی تیس بہت بڑھی ہوئی ہو اور درد کی شدت کی وجہ سے وہ دیوانی ہو رہی ہو جو سامنے آئے اسے برا بھلا کہتی ہو حتیٰ کہ معالج کے پوچھ گچھ کرنے پر اُسے دو چار اُلٹی سیدھی سنا دے تو کیمولا کی ایک خوراک اسے درد برداشت کرنے کے قابل بنا دے گی اور غالباً معالج سے غلط رویہ کی معافی بھی مانگے گی۔

کمزور مریضہ جب لیکوریا کثرت حیض یا دیگر جسمانی رطوبات کے ضائع ہونے نے شکار رہی ہو اور وضع حمل کے وقت اتنی طاقت نہ رکھتی ہو کہ موقع کو سنبھال سکے تو چائنا کی چند خوراکیں اسے اس قابل بنا دیں گی کہ بچہ آسانی سے جن سکے۔ اگر وضع حمل کے وقت مریضہ کو پاخانہ اور پیشاب کی بار بار حاجت ہو رہی ہو اور مزاج چڑچڑا ہو تو نکس وامیکا سے فائدہ ہوگا۔ اس سلسلے میں چند ایک بائیوکیمک ادویات کا ذکر بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ مثلاً کالی فاس چھ ایکس حمل کے شروع سے آخر تک یا کم از کم آخری دو ماہ میں استعمال کی جائے اس سے حمل کے دوران کی تکالیف کم ہوں گی اور وضع حمل نہایت آسان ہوگا۔ جن عورتوں کے رحم میں ڈھیلا پن موجود ہو انھیں کلکیریا فلور چھ ایکس دیں تاکہ رحم کے ڈھیلا پن کی وجہ سے جریان خون یا اسقاط نہ ہو جن عورتوں نے کمزور اور بیمار بچے جنے ہوں ان کو دوران حمل کلکیریا فاس چھ ایکس، کا استعمال کرائیں۔ صبح و شام روزانہ



حیض کی تکالیف

حیض کے ساتھ رحم میں اینٹھن یعنی تشنج ہو، تو روزمرہ کی دوا میگفاس ایکس
نیم گرم پانی میں چند گولیاں ڈال کر چائے کی مانند دس دس منٹ کے وقفے سے لیں۔
حتیٰ کہ درد میں آرام آجائے۔ عموماً چند خوراکوں میں ہی آرام آجاتا ہے۔

اگر درد پیڑو کے مقام پر دائیں سے بائیں اور بائیں سے دائیں بالکل اُڑتا ہوا
تیزی سے چلتا ہو تو سمی سی فیوگا طاقت ۳۰ میں۔ ہر دو گھنٹے کے وقفے سے لیکن
اگر درد ایسا ہوتا ہو گویا نیچے کی طرف دباؤ کے ساتھ نکل پڑے گا۔ درد ایک دم
آتا ہو اور ایک دم چلا بھی جاتا ہو تو دوا ہوگی بیلا ڈونا۔

اگر درد شدید کی وجہ سے مریضہ دوہری ہو جاتی ہو۔ اور جس سے قدرے آرام
بھی آجاتا ہو۔ تو دوا کالوسنتھ سے آرام آئے گا۔

تشنجی درد کے ساتھ خون حیض میں جھلی شامل ہو کر خارج ہوتی ہو اور ٹانگوں میں
اینٹھن ہو تو وائی برنم اسے مدر ٹنکچر میں استعمال کرائیں

اشوکا مدر ٹنکچر اکثر عورتوں کی خرابیوں میں درمیانی وقفہ میں استعمال کریں۔
مفید رہتی ہے۔ اس سلسلے میں مزید تفصیلات اور مختلف بیماریوں کا تذکرہ نفس آئینہ
میں بیان کیا جا چکا ہے۔

حیض کی کثرت

خون کا اخراج گرم محسوس ہوتا ہو اور ساتھ ہی ساتھ نیچے کی طرف شدید دباؤ اور چہرہ سرخ، تو بیلاڈونا ذہن میں رکھیں۔ لیکن اگر خون سرخ چمکدار اور اُبل اُبل کر نکلتا ہو، مریضہ پر بے انتہا خوف طاری ہو کہ کہیں موت نہ واقع ہو جائے تو ایکونائیٹ۔ دونوں دوائیں تیس یا دوسو طاقت میں۔ ہر دو سے چار گھنٹہ پر۔

اگر حیض کا بکثرت آنا عادت میں شامل ہو گیا ہو۔ خون چمکدار، سرخ لوتھڑے دار جو حرکت سے زیادہ ہو تو سبائنا، تیس یا دوسو طاقت میں۔ ہر دو سے چار گھنٹے پر

اگر حیض کا خون سیاہی مائل ہو تو وقتی بندش کے لئے بطور مجرب ہمالِس کا استعمال کریں ہر دو گھنٹہ پر یا آدھا گھنٹہ سے۔ طاقت تیس

جب رحم سے متواتر خون جاری ہو۔ تھوڑی تھوڑی دیر بعد خون اُبل پڑتا ہو۔ اور ہر بار چمکدار خون باہر نکلنے سے مریضہ محسوس کرے کہ وہ بے ہوش ہو جائے گی۔ اسے متلی بھی ہوتی ہے تو دوا ہوگی اپیکاک۔ اس دوا کی خاص علامت متلی اور چمکدار سرخ خون۔

اگر خون سیاہ اور جما ہوا۔ اس قدر خارج ہو کہ کانوں میں گھنٹیاں بجنے لگیں اور انتہائی کمزوری ہو جائے، تو چائنا ذہن میں رکھیں۔

آخری بات

چند بیماریاں مثلاً یرقان، جگر و تلی کی بیماریاں، پتہ کی بیماریاں، پتھری، گردہ و مثانہ کی پتھری ذیابیطس، گٹھیا۔ وغیرہ کا تذکرہ رہ گیا ہے۔ یہ کہنہ امراض ہیں ان کا علاج معالج کی نگرانی میں کیا جائے۔ کچھ باتیں مختصراً بیان کئے دیتا ہوں۔

یرقان اور ورم جگر کا مریض حرکت یا سانس لینے سے چبھن درد محسوس کرے اور درد والی جگہ کو دبا کر رکھنے سے آرام پاتا ہو۔ تو برائیونیا نظر میں رکھیں۔ دائیں شانے کی ہڈی کے نیچے کونے پر مستقل درد، کھانا کھانے سے آرام تو چیلیڈونیم۔ شراب نوشی، مصالحہ دار غذائوں یا اسہال آور ادویہ کے کثرت استعمال سے جگر کی تکالیف ہوئی ہو تو نکس وامیکا، جگر کی عضوی خرابیوں اور پتہ کی پتھری کے لئے جہاں دیگر ادویات کام نہ کریں تو کولسٹرنیم ۲X میں، سالہا سال کے پرانے یرقان کے لئے چیونتھس، مدرٹنکچر یا ۱X میں۔

درد گردہ و پتھری جبکہ بائیں طرف کے گردہ سے شروع ہو کر نیچے خصیہ کی طرف جاتا ہو۔ بار بار پیشاب و پاخانہ کی حاجت، مزاج چڑچڑا تو دوا ہوگی نکس وامیکا

معمولی سی تھکاوٹ کی وجہ سے دردوں میں کافی زیادتی ہو جاتی ہو۔ تو بربرس ولگیرس اکثر پتھری کے کیس اس ایک دوا سے شفا پا گئے۔

پیشاب سے پہلے کمر میں سخت درد ہوتا ہو خصوصاً دائیں طرف، سرخ رنگ کی ریگ کا اخراج تو لائیکوپوڈیم۔ ذیابیطس میں یورینم سلف کو نمایاں درجہ حاصل ہے یہ بائیوکیمک میں ہے شکر کی زیادتی کو کم کرنے کے لئے سائزیجیم مدر ٹنکچر میں۔ یہ جامن کا عرق ہے گو شافی نہیں لیکن وقتی مددگار ضرور ہے۔ یورینیم نائیٹریکم ۲X اہم دوا ہے۔

گٹھیا۔ خاندانی مرض ہے اس سے نجات حاصل کرنا آسان نہیں ہے۔ شراب اور گوشت اس مرض کو تیز ہونے میں مدد دیتے ہیں۔ جوڑوں میں حاد سوزش اور تیز بخار کے لئے ایکونائیٹ جب درد ایک جوڑ سے دوسرے جوڑ کی طرف منتقل ہو تو پلسٹیلا۔ حرکت سے تکلیف ہو تو برائیونیا حرکت سے آرام ہو تو رہسٹاکس۔ درد نیچے سے اوپر کو جائے تو لیڈم، اور اوپر سے نیچے آئے تو کالمیا۔ چھونے سے بڑھے تو چائنا۔ موسم کی تبدیلی میں نیا حملہ ہو تو کلکیریا کارب شدید نقاہت اور گیس کے ساتھ تو کاسٹیکم۔ سرخ ریت آئے تو لائیکوپوڈیم۔ وغیرہ وغیرہ

پاگل کُتّے کے کاٹے کا علاج

اکثر لوگوں نے اس کتاب کو پسند کیا۔ کچھ ایک نے تنقید بھی کی۔ ان کے مطابق یہ کتاب مکمل نہیں۔ حالانکہ میں نے پہلے ہی اس سلسلے میں اپنے قارئین کو بتایا تھا کہ اس میں صرف ان بیماریوں کا شمار کیا گیا ہے جو روزمرہ کے مسائل میں شامل ہیں۔ جہاں تک کہنہ امراض کا تعلق ہے تو ان کا علاج کرنا اتنا آسان نہیں ہوتا۔ اس میں وقت لگتا ہے۔

مجھے اعتراف ہے کہ اس کتاب میں کچھ ایک باتیں ضرور رہ گئی ہیں مثلاً ایک صاحب نے فون کیا کہ ان کے چھوٹے بھائی کو کسی کتے نے کاٹ لیا ہے کیا وہ ٹیکہ لگائیں یا نہ لگائیں۔ فون پر اس طرح کے مشورے ممکن نہیں کیونکہ اگر میں یہ کہوں کہ آپ ٹیکہ نہ لگائیں اور خدانخواستہ بچے کو کچھ ہوگیا تو الزام ہمارے سر جائے گا جبکہ یہ بات طے ہے کہ اگر کتا زہریلا ہو تو نتائج ٹیکہ لگانے کے باوجود اچھے نہیں ہوتے۔ مجھے شیخ داؤد شیخ عثمان صاحب کا بھیجا ہوا وہ خط یاد آرہا ہے جو انہوں نے جلگاؤں سے لکھا تھا۔ شیخ داؤد جلگاؤں کے ایک دیہات سرسولی میں اسکول ٹیچر ہیں۔ انہوں نے لکھا تھا کہ ان کے بچے کی عمر آٹھ سال ہے۔ ایک سال پہلے اسے کتے نے کاٹ لیا تھا مگر پیر میں کسی قسم کی تکلیف نہیں ہوئی تھی۔ انہوں نے صرف اینٹی سیپٹک انجکشن لگوایا تھا۔ ان کے بچے کو اب بھی کسی قسم کی تکلیف نہیں ہے لیکن حال ہی میں انہیں کے گاؤں میں ایک ڈھائی سالہ بچے کو ایک کتے نے کاٹ لیا تھا۔ اس بچے کو سول اسپتال میں کتے کے کاٹے کے تین انجکشن لگوائے گئے لیکن اس کے باوجود وہ مرگیا۔

یہی وجہ ہے کہ ان کو اپنے بچے کی صحت کے متعلق تشویش پیدا ہوگئی ہے۔ ان کے گاؤں میں کتوں کے کاٹنے کی وجہ سے کئی اموات ہوچکی ہیں۔ شیخ صاحب کا اپنے بچے کے متعلق اس طرح فکرمند ہونا بجا ہے لیکن انہیں مطمئن رہنا چاہیئے اب ان کے بچے کے لئے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں ہے کیونکہ ہر کتے کے کاٹنے سے یہ بیماری نہیں ہوتی البتہ جب پاگل کتا کاٹ لے تو انجام خطرناک ہوتا ہے۔ اکثر اموات ہوتی ہیں لیکن بروقت اس کے ٹیکے لگوائے جائیں تو خطرہ ٹل سکتا ہے۔

ایلوپیتھی کی ناکامی ٹیکے لگانے کا مروجہ طریقہ یہ ہے جسے ہر شخص کو ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ اگر کتا کاٹے تو فوراً اسی روز کتا کاٹے کا ٹیکہ لگائے، پھر دوسرے روز دوسرا ٹیکہ لگائے اور تیسرے روز تیسرا ٹیکہ، ساتھ ہی ساتھ اس کتے کی نقل و حرکت پر کڑی نظر رکھی جائے اور اگر یہ شبہ ہو کہ کتا دیوانہ ہے یا لاپتہ ہو گیا ہے تب بغیر ناغہ کئے پورے چودہ انجکشن لگوائے جائیں لیکن اگر یہ اندازہ ہو جائے کہ کتا ٹھیک ہے تب تین انجکشن لگوا کر مطمئن رہیں۔

اور اگر یہ پورا یقین ہو کہ کتا دیوانہ نہیں ہے بلکہ عادتاً یا اسے چھیڑنے کی وجہ سے کاٹ لیا ہے تب صرف اینٹی سیپٹک انجکشن ہی لگوالیں اور مطمئن رہیں۔ کتے کے کاٹے کا جو انجکشن لگایا جاتا ہے اسے اینٹی ریبیز سیرم کہتے ہیں۔ یہ ٹیکہ آج سے سو سال پہلے فرانس کے ایک ڈاکٹر لوئیس پاسچر نے ایجاد کیا تھا جس کے لیئے انہیں دنیا کا سب سے بڑا انعام "نوبل پرائز" دیا گیا تھا۔ اس سے قبل تقریباً ۱۸۵۵ء میں انہوں نے بھیڑوں میں پائی جانے والی ایک بیماری کی روک تھام کے لئے دوا ایجاد کی تھی۔ ان کی اس ایجاد کے عوض بھیڑ کے اُون سے کپڑے بنانے والی ایک بڑی کمپنی نے انعام کی صورت میں ایک بہت بڑی رقم ان کی نذر کی تھی۔ کیونکہ اس سے دو سال قبل اس بیماری کی وجہ سے لاکھوں بھیڑیں مر گئی تھیں۔

لوئیس پاسچر کی یہ ایجاد آئیسوپیتھی کے اصولوں پر مبنی تھی۔ آئیسوپیتھی اسے کہتے ہیں جس میں کسی بیماری کے جراثیم سے اسی بیماری کے علاج کے لئے دوا بنائی جائے۔ مثلاً کتے کے کاٹے کا یہ ٹیکہ پاگل کتے کے دماغ میں پائے جانے والے اس بیماری کے وائرس (جراثیم سے بھی چھوٹی مخلوق) سے بنایا جاتا ہے۔

موجودہ سائنسی دور میں انہیں اصولوں پر مبنی طریقے سے کئی ویکسین بنائی جاتی ہیں اور جو بعض بیماریوں کے لئے احتیاطی تدابیر کے طور پر کارآمد ثابت ہوئی ہیں لیکن اگر بیماری کا حملہ سخت ہو تب یہ ویکسین کوئی کام نہیں آتیں۔ کتے کے کاٹنے کے بعد اگر اس بیماری کی علامتیں رونما ہونے لگیں تب اس مریض کو بچایا نہیں جا سکتا۔ ایلوپیتھی کے پاس اس کا علاج نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر اموات ہو جاتی ہیں۔

اس مرض کی علامتیں :- چلتے پانی کو دیکھنے یا پانی کی آواز سے مرض کا حملہ شدید ہوتا ہے۔ دیوانہ پن، دھوپ یا سورج کی گرمی برداشت نہ ہوسکے، تشنجی دورے، روشنی سے تکلیف۔ درد سر، تھوک گاڑھا، تار دار، منہ سے جھاگ، نگلنے میں دقت، پانی پیتے وقت دم گھٹنے وغیرہ وغیرہ ٹیکے سے خاطر خواہ نتائج اسی وقت حاصل ہوسکتے ہیں جب یہ علامتیں ظاہر نہ ہوئی ہوں۔ مرض کی علامتوں کے پیدا ہونے کے بعد مریض ٹیکہ لگوانے کے باوجود مرجاتا ہے۔

ناکامی کے اسباب آئیسوپیتھی کا یہ اصول یعنی مرض کے اسباب سے اس مرض کیلئے دوا بنانا دراصل ہومیوپیتھی نظریۂ علاج بالمثل کی ہی ایک شکل ہے لیکن ایلوپیتھی والے اسے اپنی ایجاد سمجھتے ہیں۔ ہرچندکہ یہ طریقۂ علاج انسانوں کے حق میں بہتر ہے لیکن ان جانداروں کے حق میں عذاب بن گیا ہے جو ان تجربہ گاہوں میں رکھے جاتے ہیں جہاں کہ یہ دوائیں بنتی ہیں۔ آج ایسی ایک تجربہ گاہ میں جانوروں کی تعداد کسی چڑیا گھر میں رکھے جانوروں سے زیادہ ہوتی ہے۔

ہومیوپیتھی میں اسی اصول کے مطابق دوا بنائی جاتی ہے لیکن ہومیوپیتھی کا طریقہ مختلف ہے۔ یہاں کسی جانور پر ظلم نہیں کیا جاتا کہ پہلے اسے بیمار کیا جائے اور اس کے بعد اس کے خون سے ویکسین بنائے جائیں۔

کچھ لوگوں کو یہ تجربہ ہوگا کہ بیماری کا ٹیکہ لگوانے کے باوجود اس بیماری سے سابقہ پڑا۔ کتنے بچے ایسے ہیں جنکو ویکسین کا انجکشن دیئے جانے کے باوجود بچایا نہ جاسکا۔ ان کا انجام بھی اس ڈھائی سالہ بچے کی طرح ہوا۔

اس کی کئی وجوہات ہیں۔ اکثر یہ بے اثر ہوجاتے ہیں یا ان کی ادویاتی خصوصیات ضائع ہوچکی ہوتی ہیں کیونکہ ان کو محفوظ رکھنے کے طریقے صحیح طور پر انجام نہیں دیئے جاتے۔ اس کے ذمہ دار ہم اور آپ یعنی ہماری بیمار ذہنیت ہے۔ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا قطعی احساس نہیں ہے۔ اس بے پرواہی کے نتیجے میں کتنی جانیں ضائع ہوجاتی ہیں۔

کتے کے کاٹنے کے اس ٹیکے کی ہی مثال دونگا۔ اس انجکشن میں جو سیرم استعمال ہوتی ہے وہ یورپی ممالک سے آتی ہے اور جس کے لئے ہماری حکومت ہر سال ایک بڑی رقم خرچ کرتی ہے لیکن ہڑتال بازی اور آئے دن کے بندکی وجہ سے اس کی نقل و حمل متاثر ہوتی ہے یا سرکاری گوداموں میں پڑے پڑے یہ بے اثر ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے ناقص انجکشن تیار ہوتے ہیں۔ لیباریٹریوں کا کام متاثر ہوتا ہے۔ قلت ہوتی

ہے۔ پھر اس کے بعد منافی خورخا اور دلآزاری کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف مریض کی پیاس تقاضا بڑھتی جاتی ہے صحیح وقت میں مریض کو دوا نہ ملے تو وہ مر جاتا ہے۔ بعض اوقات وہ ان دواؤں کی وجہ سے مرتا ہے۔

کتے کے کاٹے کا ہومیوپیتھک علاج کا سہرا ڈاکٹر ہانی من کے ایک ہونہار شاگرد ڈاکٹر ہیرنگ کے سر جاتا ہے۔ ان کا تعلق امریکہ سے ہے۔ ۱۸۲۳ء یعنی فرانس کے ڈاکٹر لوئیس پاسچر کی کتے کے کاٹے کی دوا کی ایجاد سے تقریباً ۳۰ برس قبل ڈاکٹر ہیرنگ نے آئیسو پیتھی یعنی مرض کے اسباب سے اس مرض کا علاج کے بنیادی اصول پر (یہ اصول بھی ڈاکٹر ہانی من کا بتایا ہوا ہے۔) کتے کے کاٹے کے علاج کے لئے ایک دوا ہومیوپیتھک طریقے پر بنائی۔ اس دوا کا نام لائی سین ہے (LYSSIN). لیکن ڈاکٹر ہیرنگ کی اس زبردست ایجاد پر کوئی نوبل انعام نہیں دیا گیا بلکہ متعصب ذہنوں نے اسے منظر عام پر آنے سے روکا۔

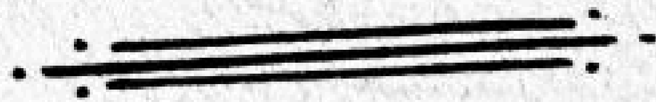
جبکہ حق بات یہ ہے کہ ڈاکٹر ہیرنگ کی یہ دوا کتے کے کاٹے کی اس بیماری کی روک تھام کیلئے سو فیصد پُر اثر ہے۔ اندریں اس وقت بھی یہ دوا بہت مفید ثابت ہوتی ہے جبکہ مریض موت کے منہ میں پہنچ چکا ہوتا ہے۔

ڈاکٹر ہیرنگ نے اس دوا کو پاگل کتے کے منہ سے گرنے والی رال سے بنایا تھا اور اس کا تجربہ خود اپنے آپ پر کیا تھا۔ یہ فرق ہے ڈاکٹر ہانی من کے شاگردوں اور تجربہ گاہوں میں جانوروں پر سائنسی ظلم کرنے والے ڈاکٹروں میں۔ ڈاکٹر ہیرنگ نے جو تجربہ کیا اور جس کے نتیجے میں یہ ہومیوپیتھک دوا دریافت ہوئی وہ پاگل کتے کے کاٹنے سے پیدا ہو جانے والی تمام تکالیف کا حل ہے۔ دیگر علامتیں چلتے پانی کو دیکھنے سے یا چلتے پانی کی آواز سے یا پانی کی صراحی میں سے نکلنے کی آواز سے تمام تکالیف بڑھ جاتیں، زخم نیلے پڑ جاتیں، پاگل کتے کے کاٹنے سے پاگل ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو، دھوپ یا سورج کی گرمی برداشت نہ ہو، تشنجی دورے، آئینہ یا پانی سے یا کسی قسم کی سیال چیز کے متعلق سوچنے سے۔ اس لئے کہتے ہیں کہ کتے کا کاٹا پانی نہیں مانگتا کیونکہ پانی دیکھنے سے یا اس کے متعلق سوچنے سے ہی اس کی تکلیف بڑھ جاتی ہے۔

اس دوا کے دیگر استعمال: کتے کے کاٹنے سے چاہے وہ دیوانہ کیوں نہ ہو گیا ہو، تھوک گاڑھا تار دار، لیس دار، جھاگ دار منہ، مریض مسلسل تھوکتا ہے، حلق میں درد، مسلسل نگلنے کی خواہش، پانی

نگلتے وقت گلا گھٹنے کا احساس، چلتے پانی کو دیکھنے پر مسلسل پیشاب کی خواہش، درد سر۔ کتے کے کاٹنے سے چاہے وہ دیوانہ ہو یا نہ ہو۔ چمک دار روشنی سے، پانی سے، آواز وغیرہ سے گھبراہٹ ۔

یہ دوا پاگل کتے کے کاٹنے کا علاج ہے۔ اسکا نام لائی سن (LYSSIN) ہے۔ اسے ہائیڈروفوبینم بھی کہتے ہیں۔



کہنہ امراض

اس تعلق سے الگ الگ بیماریوں کے عنوانات سے ان کے مفصل حالات لکھے جانے ضروری ہیں۔ اس کے بعد ہی قارئین کچھ سمجھ سکیں گے۔ کہنہ امراض صرف ہومیوپیتھک طریقہ علاج سے ہی قابو پائے جا سکتے ہیں۔ مگر آج بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں جو یہ سوچتے ہیں کہ ہومیوپیتھک علاج بہت دیر میں اثر کرتا ہے۔ طرح طرح کی لوگوں کی آرا ہیں۔ اس ضمن میں پڑھے لکھے اور ان پڑھ دونوں شامل ہیں۔

اس سے تیز اور کیا؟ گزشتہ دنوں میں ایک مریض کو دیکھنے جو ہو میں واقع آروگیہ ندھی اسپتال گیا تھا۔ وہ مریض وہاں ۱۲، ۱۵ دنوں سے داخل تھا۔ اسے سخت اور خطرناک قسم کا بخار تھا۔ اس کے سارے خون میں سیپٹک (SEPTIC) ہوگیا تھا۔ ساتھ میں یرقان بھی تھا۔ اس پر غفلت اور غشی کے دورے پڑتے تھے۔ بخار کسی بھی طرح قابو میں نہیں آتا تھا۔ کئی دنوں سے اس کا علاج ہو رہا تھا اور بالآخر اسے اسپتال میں داخل کیا گیا تھا۔ اس مریض کی حالت انتہائی تشویشناک تھی۔ سیپٹک کی وجہ سے خون زہریلا ہوگیا تھا جس کی وجہ سے دوسرے کئی اعضا بھی متاثر ہوئے تھے۔ خون کالا ہو کر پیٹ اور آنتوں میں اتر گیا تھا جس کی وجہ سے اس کو خون کی اُلٹیاں اور خون کے پاخانے ہوتے تھے۔ گردوں سے بھی خون کا اخراج ہوتا تھا جس کے سبب پیشاب میں بھی خون آتا تھا۔ پھیپھڑوں سے بھی خون آتا تھا۔ روزانہ اسے خون دیا جاتا تھا اور یہ سلسلہ ۱۴-۱۵ دنوں سے جاری تھا۔ اسپتال کے ڈاکٹروں نے جواب دے دیا تھا۔

بالآخر یاس و مایوسی کے عالم میں مریض کے رشتہ داروں نے مجھ سے رجوع کیا تھا۔ اسپتال کے ڈاکٹر ہومیوپیتھی کے ساتھ کبھی تعاون نہیں کرتے۔ اکثر اناکے مارے ہوتے ہیں۔ بہر حال جب میں نے مریض کو دیکھا وہ گیس پر تھا۔ اس کو گلوکوز دیا جا رہا تھا اور اس سے قبل اسے خون دیا گیا تھا مگر خون کالا اور پتلا ہو کر معدے اور آنتوں سے خارج ہو رہا تھا۔ اس کی ناک میں ایک ربر کی نلکی لگی ہوئی تھی جس سے وہ باہر ٹرے میں نکل جاتا تھا۔ وہ ٹرے خون سے بھرا ہوا تھا۔ خون کا رنگ بالکل کالا تھا۔

خون کے خلیوں کے ٹوٹنے کی وجہ سے اسے یرقان بھی تھا۔ آپ اسے زہریلا یرقان کہہ سکتے ہیں۔ اسے تیز بخار تھا۔ سر پسینے سے بھیگ جاتا تھا۔ اسے مسلسل اور متواتر ہچکیاں آ رہی تھیں۔ خون میں بلڈ یوریا (Blood Urea) بڑھ چکا تھا جس کے سبب ڈاکٹروں کا یہ خیال تھا کہ اس کے گردے فیل ہو چکے ہیں۔ اس کی بائیں آنکھ میں بھی خون اتر آیا تھا۔

بس جان کنی کی حالت میں بھی وہ مریض اپنی ساری تکلیفیں بتانا چاہتا تھا۔ اسے گرمی بہت ہوتی تھی مگر جب بخار تیز ہوتا تو سردی لگتی بعد میں پسینہ نکلتا۔ سر پسینے سے بھیگ جاتا۔ وہ بہت باتونی تھا۔ اسے شدید پیاس تھی، بار بار پانی مانگتا تھا، پانی سرد اور ٹھنڈا۔ اس کی رنگت گہری سانولی تھی، قد لمبا، عمر کوئی ۶۰۔۶۵ کے درمیان ہوگی۔ میں اس کی جملہ کیفیات دیکھ کر اس کے مرض کی نوعیت کا مطالعہ کر چکا تھا۔ یعنی یہ سب اس کے خون کے زہریلے ہو جانے کی وجہ سے ہوا تھا اور خون اس وجہ سے زہریلا ہوا تھا کہ اس کے کولہے کی ہڈی میں ایک پرانا زخم تھا جو ایکسیڈنٹ کی وجہ سے آیا تھا جس کا دو تین بار آپریشن بھی ہو چکا تھا۔

مرض کی تشخیص کرنے کے بعد اب دوا کی تشخیص کرنا تھی۔ ہومیوپیتھی میں ایک ساتھ تین باتوں کی تشخیص ضروری ہے۔ پہلے مرض کی، پھر مریض اور اس کے بعد دوا کی۔ اس کی تمام علامتوں پر غور کرنے کے بعد ذہن میں تین دوائیں ابھریں۔ ایک فاسفورس، دوسری لیکیسس اور تیسری کروٹیلس ہوریڈس۔ اب ان تینوں میں سے اس کی دوا کون سی ہے۔ اس پر غور کرنا تھا۔ مثلاً فاسفورس کے مریض کو بہت شدید پیاس ہوتی ہے اور اسے برف کی خواہش ہوتی ہے مگر خون کا اخراج سرخ ہوتا ہے۔ لیکن اس مریض میں کالا اور پتلا تھا۔ لیکیسس کا مریض بہت باتونی ہوتا ہے۔ اس کے خون کا اخراج بھی کالا ہوتا ہے مگر خون کے اخراج میں کالے اور جمے ہوئے لوتھڑے بھی ہوتے ہیں لیکن اس مریض کا خون پتلا اور کالا تھا۔ لہٰذا یہ دونوں دوائیں اس کی نہیں ہو سکتی تھیں۔ آپ ذرا غور کیجیے کہ ایک ہومیوپیتھ کتنی ذہنی کشمکش سے دوچار ہوتا ہوگا۔ تیسری دوا کروٹیلس ہوریڈس تھی۔ تینوں دواؤں میں یرقان کی علامت پائی جاتی ہے۔ تینوں میں سے مجھے کوئی ایک چننا تھی۔ یہی تو قانون بالمثل ہے۔ یعنی خدائے برحق کا قانون جس نے ہر مرض کی دوا پیدا کی ہے۔ بس ایک ہومیوپیتھ تو اس قانون کا خادم ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قانون کے مطابق دوا کی تشخیص کرنا بہت مشکل ہے۔

اگر آپ اس میں کامیاب ہوگئے تو شفا بہت آسانی سے حاصل ہو جاتی ہے۔ اور شفا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی ہے۔

اگر آپ اسے غور سے پڑھ رہے ہیں تو ایک بات اور اس مریض میں ہے اور وہ ہے مسلسل ہچکیاں۔ بخار کی شدت اور ہچکیاں۔ یہ ایک مجرب علامت ہے۔ ساری باتوں پر غور کرنے کے بعد اور اس مجرب علامت کی روشنی میں، میں نے اس مریض کو کروٹلس ہوراہڈس (CROTALUS HORRIDE) طاقت تیس ۳۰ میں صرف دو خوراکیں دیں اور اس تاکید کے ساتھ کہ انچارج ڈاکٹر کو پہلے بتا دیا جائے کہ یہ دوا اس مریض کو دی جارہی ہے تاکہ اسپتال کے ڈاکٹروں کو معلوم ہو کہ جس مریض کے لئے وہ کچھ نہیں کر سکتے، ایلوپیتھک علاج کچھ نہیں کر سکتا، ایسے مریض کے لئے بھی ہومیوپیتھی کچھ کر سکتی ہے۔ ہومیوپیتھی اللہ تعالیٰ کی شریعت کی پابند ہے اور اسی کے قانون کے مطابق دوا اثر انداز ہوتی ہے۔

یہ دوا ایک سانپ کا زہر ہے۔ غور کیجئے کہ ایک خطرناک مرض کے لئے ایک خطرناک دوا۔ یہی تو قانونِ الٰہی ہے کہ زہر کا علاج زہر! کانٹا کانٹے سے ہی نکالا جاتا ہے۔

رازداری رکھی گئی

ان دو خوراکوں سے خون کا اخراج اسی روز بند ہوگیا تھا مگر گھر والوں نے یہ رازداری رکھی تھی کہ اسپتال کے انچارج ڈاکٹر کو نہیں بتایا تھا۔ ایسا ہمیشہ ہوتا ہے۔ دراصل مریض کے رشتہ دار بے چارے پریشان رہتے ہیں۔ انہیں طرح طرح کے خدشات لاحق رہتے ہیں۔ میں نے اس لئے تاکید کی تھی تاکہ ان ڈاکٹروں کو معلوم رہے کہ مریض کس دوا کے زیر اثر ہے اور جس سے اس کے آگے کے علاج کے لئے آسانی ہوتی اور وہ پھر مجھ سے رابطہ بنا کر رکھتے۔ مگر چونکہ گھر والوں نے بتایا نہیں تھا لہٰذا انہوں نے اسے اپنا کارنامہ سمجھا ہوگا۔

ہومیوپیتھی ایلوپیتھی کے تجربے کی ایک شاخ ہے۔ ایک ہومیوپیتھ بننے کے لئے یہ ضروری ہے کہ پہلے آپ وہاں تک تو آئیں کہ جہاں تک ایلوپیتھی کی پہنچ ہے۔ ہومیوپیتھی ایلوپیتھی سے آگے جاتی ہے۔ دراصل لوگ ہر اس معالج کو ہومیوپیتھ سمجھ لیتے ہیں جو ہومیوپیتھی کی دواؤں سے ساتھ کھیل کرتا ہے یا کسی طرح سرٹیفکیٹ حاصل کر کے ڈاکٹر بن جاتا ہے۔ ہومیوپیتھی اتنی آسان نہیں ہے کہ

جو کسی سرٹیفکیٹ سے حاصل ہو سکتی ہے ۔ ہومیوپیتھی روایتی علاج یعنی ایلوپیتھی سے بغاوت کرتی ہے اور سب سے پہلا باغی ڈاکٹر ہانی مین تھا ۔ ہانی مین کو اس کے ساتھیوں نے پاگل قرار دیا تھا کیونکہ ہانی مین کے نظریے کو تسلیم کرنے کا مطلب تھا پہلے خدا کے وجود کو تسلیم کرنا ۔

جیسا کہ میں نے بتایا اس کا خون اسی روز بند ہو گیا تھا جس روز سے دوا دی گئی ۔ دوسرے روز اسے گیس اور گلوکوز کی ضرورت بھی نہ پڑی ۔ اس کی ناک میں ڈالی ہوئی نلکی بھی نکال دی گئی ۔

اب اس مریض کو کسی دوا کی ضرورت نہ تھی وہ آہستہ آہستہ شفا کی طرف گامزن تھا ۔ اس کا بخار ختم ہو چکا تھا ۔ دو تین روز بعد اس کے پرانے زخم سے مواد کی شکل میں وہ سارا زہر باہر رسنے لگا جو اس کے خون کو زہریلا کئے ہوئے تھا ۔ حیاتی طاقتوں نے خون کے سارے سیپٹک کو مواد کی شکل میں جسم سے باہر خارج کرنا شروع کر دیا تھا ۔ لیکن اسپتال کے ڈاکٹروں نے اس باہر نکلنے والے مواد کو روکنا شروع کیا ۔ حالانکہ وہ یہ نہیں جانتے کہ اس طرح گویا مریض کو دوبارہ موت کے منہ میں دھکیل دیتا ہے ۔

درد کے ساتھ بے ہوشی

ایک دوسرے مریض کا کیس ہے ۔ اس کی عمر کوئی ۴۰ ۴۲ سال ہو گی ۔ وہ چھوٹا موٹا تاجر تھا ۔ ایک روز اس کا مال پکڑا گیا ۔ بیس تیس ہزار کا مال ۔ مال جانے کا صدمہ تو اسے تھا ہی لیکن جب دوستوں نے بتایا کہ مال پولیس نے پکڑا ہے لہٰذا آگے بھی پریشانیاں ہو سکتی ہیں تو وہ فکرمند ہو گیا ۔ اس رات اسے نیند نہیں آئی ۔ اس پر خوف طاری ہو گیا ۔ گھبراہٹ ہونے لگی ۔ گھبراہٹ میں وہ پسینہ پسینہ ہو جاتا ۔ بستر میں جو لیٹتا تو دل دھک دھک کرنے لگتا ۔ رات بھر بے چینی اور پیاس کی طلب رہی ۔

دوسرے روز اس نے دل کے ڈاکٹر سے معائنہ کروایا ۔ E.C.G. کی رپورٹ نارمل تھی ۔ ڈاکٹر نے دل کی دھڑکن کے لئے، نیند کے لئے اور سکون کے لئے الگ الگ دوائیں لکھ دیں اور اسے یقین دلایا کہ اسے کوئی مرض نہیں ہوا ہے ۔ لیکن اس کی شکایتیں دور نہ ہوئیں ۔ اس کو اسی طرح گھبراہٹ ہوتی تھی ۔ ڈر اور خوف تھا ۔ ذرا سی آواز سے دل دھک دھک کرنے لگتا تھا ۔ اس مریض کا معائنہ کرنے کے بعد اس کے لئے تین دوائیں ذہن میں ابھریں ۔ لیکن تینوں میں سے کوئی ایک اس کی دوا تھی ۔ ان تین دواؤں میں سے کسی ایک کا فیصلہ کرنا تھا ۔ یہ تھیں نیٹرم میور، آرسنک اور ایکیس ۔ آرسنک کی طرح اس کو پیاس ضرور تھی لیکن آرسنک کی سی بے چینی اس وقت اس میں نہیں تھی ۔ شروع شروع

میں شاید آرسنک ہی اس کی دوا رہی ہو لیکن اب آرسنک سے میں گذر چکا تھا۔ اس لئے کہ جو ایلو پیتھک دوائیں وہ کھا رہا تھا ان سے کیس گڈمڈ ہو گیا تھا۔ لیکیس اس کی دوا ہو سکتی تھی لیکن میں اور بھی کچھ جاننا چاہتا تھا۔ لیکیس اس وقت ہی دوا ہو سکتی ہے کہ جب مرض بہت گہرا ہو۔ یہ بھی ایک سانپ کا زہر ہے۔

بہت خطرناک سانپ

بہر کیف کافی غور کرنے کے بعد میں نے اسے نیٹرم میور یعنی کھانے کا نمک، طاقت دو سو میں دیا۔ ایک ہی خوراک کھانے کے بعد مریض کو دل کی دھڑکن اور گھبراہٹ کا احساس جاتا رہا۔ وہ خوش ہو کر اپنی بیوی سے بولا، اب تو میں اچھا ہو گیا۔ آیا ٹیکسی سے تھا گیا لوکل ٹرین سے اور اسی روز شام کو اپنی دکان پر بھی چلا گیا۔ بیوی نے بہت سمجھایا کہ وہ ایک روز آرام کرے لیکن وہ نہیں مانا۔ کام کاج کی زیادتی اور دوسرے کاروباری ٹینشن سے شام ہوتے ہوتے اسے پھر دھڑکن ہونے لگی۔ اس وقت دھڑکن کے ساتھ دل کے مقام پر درد بھی ہوا اور درد کی شدت سے اس پر غشی طاری ہو گئی۔ اس کے دوستوں نے اسے اسپتال میں داخل کر دیا۔ اسپتال کے ڈاکٹر نے دوبارہ E.C.G. نکالا، مگر رپورٹ نارمل تھی حالانکہ اس کی ساری علامتیں دل کے درد کی تھیں۔ اسپتال میں اس کو کچھ آرام تو آ گیا تھا مگر اس کی شکایتیں جوں کی توں تھیں۔ درد۔ دھڑکن۔ گھبراہٹ۔ بے چینی۔ درد کے ساتھ پسینہ اور چہرہ سیاہ پڑ جانا۔ تیسری بار بھی ای سی جی کیا گیا مگر وہ رپورٹ بھی نارمل نکلی جس کے بعد دل کے ڈاکٹر نے دماغ کے ڈاکٹر کا مشورہ لیا۔ پھر دونوں ڈاکٹروں نے اسے جو دوائیں تجویز کیں ان میں نیند کی دوا، سکون کی دوا، دھڑکن کی دوا، درد کی دوا وغیرہ وغیرہ تھیں جو کہ اسے پہلے اسپیشلسٹ نے دی ہوئی تھیں۔

بہر کیف مریض کی حالت میں کوئی سدھار نہیں ہوا اور اس کے دوروں نے شدت اختیار کی۔ اسپتال کے ڈاکٹروں کا خیال تھا کہ اس کے دماغ پر اثر ہو گیا ہے۔ جبکہ علامتیں یہ بتا رہی تھیں کہ دماغ کے اثرات کی وجہ سے دل پر بھی اثر ہو رہا ہے۔ میں نے اس کی بیوی کو یہ سمجھا کر دوا دی تھی کہ جو دوا دے رہا ہوں وہ صبح کے وقت دینی ہے۔ صرف ایک ہی خوراک دوا ہے۔ اللہ نے چاہا تو اس کا شوہر بالکل اچھا ہو جائے گا۔ مریض کو وہ دوا دی گئی۔ ایک روز علامتوں نے شدت اختیار کی۔ اس کے چہرے پر سرخ سرخ دانے نکل آئے اور دوسرے روز وہ بالکل اچھا ہو گیا۔ اسپتال سے اس کو

ڈسچارج کر دیا گیا۔ اور اس کے ایک ہفتہ بعد وہ اپنے کاروبار میں معروف ہو گیا۔ اس مریض کو جو دوا دی گئی وہ تھی لیکیسس (LACHESIS) طاقت ایک ہزار (1M) میں صرف ایک خوراک۔ مریض اس دوا سے اچھا ہوا۔ مگر یقین اور اسپتال کے ڈاکٹر یہ سمجھتے ہوں گے کہ وہ ان کے علاج سے اچھا ہوا ہے۔ بہر کیف ہومیوپیتھی میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کریڈیٹ دوسرے لے جاتے ہیں۔ مگر ہم آپ کو لیکیسس کی واضح علامتیں بتلا رہے ہیں۔ اگر کسی دل کے درد (ہارٹ اٹیک) کے مریض میں یہ علامتیں پائیں تو بلا جھجک یہ دوا استعمال کریں۔ البتہ دوا کی طاقت اور انتخاب میں انتہائی احتیاط ضروری ہے۔ یہ مریض ANXIETY NEUROSIS کا کیس تھا۔ مگر اس کا دل بھی متاثر ہوا تھا۔ یہ ACUTE STAGE تھی۔ لیکیسس نے ابتدا میں ہی مرض کی کمر توڑ دی ورنہ کچھ مہینوں بعد اس کی E.C.G. رپورٹ بتاتی کہ وہ دل کا مریض ہے۔

اس مریض میں جو علامتیں تھیں اور جن کی وجہ سے اسے یہ دوا دی گئی وہ ہیں' دل کے درد کے ساتھ بے ہوشی، چہرہ سیاہ پڑ جانا، درد کے ساتھ پسینہ، لیٹنے میں گھبراہٹ اور دھڑکن اور یہ سب صدمے اور خوف کے اثرات تھے۔ ذہنی پریشانیوں کی وجہ سے۔ اسے مال پکڑے جانے کا صدمہ بھی تھا اور آگے دوسری پریشانیاں آئیں گی اس کی فکر۔

بابری مسجد کا تنازعہ اب ایک دوسرے مریض کا حوالہ دونگا۔ یہ یوپی کے ایک گاؤں کا رہنے والا تھا۔ ایک سال قبل بابری مسجد کے تنازعے کی وجہ سے اس کے گاؤں میں بھی فساد ہو گیا تھا۔ وہ اینٹ کے بھٹے لگایا کرتا تھا۔ جس کھیت میں اس نے بھٹا لگایا تھا وہ غیر مسلم کی ملکیت تھا لہٰذا اس نے اس کی ساری اینٹیں ضبط کر لیں۔ اینٹوں کا کاروبار ہی اس کی روزی تھی۔ اس نے اپنے ایک مسلم بھائی سے دو ہزار روپے قرض لے رکھے تھے۔ بھائی نے قرض کا تقاضا کیا۔ اس نے لاکھ سمجھایا کہ فساد میں اس کا کاروبار چوپٹ ہو گیا ہے لیکن اس کا وہ بھائی نہ مانا۔ وہ اپنے پیسے وصول کرنا چاہتا تھا اور اس کے پاس تھے نہیں۔ کچھ دن اور گزر گئے اس نے اس کے پیسے نہ لوٹائے۔ قرض واپس نہ ملنے کی صورت میں اس نے تمام برادری کے سامنے اس کے ہاتھ باندھ دیئے۔ یہ بڑی بے عزتی کی بات تھی۔ بس اس کے دوسرے دن سے ہی اس کی تمام شکایتیں شروع ہوئی تھیں۔

وہ ۴۰-۴۲ سالہ گہرے سانولے رنگ کا شخص تھا۔ وہ اپنی روداد سناتے سناتے روتے لگتا تھا۔ فی الحال بمبئی میں کہیں کام کرتا تھا۔ ذرا سا کام کرنے سے وہ تھک جاتا۔ اس کا سانس بھر جاتا تھا۔ وہ مسلسل باتیں کرتا جاتا تھا۔ اس نے تمام واقعات بڑی تفصیل سے سنائے تھے۔ اس کے ایک بھائی نے اسے میرے پاس بھیجا تھا۔ اسے دل کے مقام پر درد ہوتا تھا اور وہاں یہ احساس ہوتا تھا کہ گویا آگ جل رہی ہو۔ بظاہر اس کی پوری داستان سن کر یہ اندازہ ہوتا تھا کہ اس پر دوہرا غم گزرا ہے، ایک نقصان اور دوسرا بے عزتی۔ اور اس مناسبت سے اس کی دوا IGNATIA ہونا چاہیئے۔ وہ ایک ایک بات تفصیل سے سناتا اور روتا جاتا تھا۔ میں خاموشی سے اس کی باتیں سن رہا تھا اور اسے دیکھ رہا تھا۔ اس کیس میں جو خاص بات میں نے محسوس کی وہ یہ کہ وہ روتا ضرور تھا مگر ایک بار بھی اس نے آہ نہیں بھری۔ غم کی آہیں یا غم کی سانسیں اس میں نہ تھیں اور یہی ایک بات IGNATIA کو رد کر دینے کے لئے کافی تھی۔ غور کیجئے کہ دوائی تشخیص کے لئے سننا اور دیکھنا کتنا اہم ہے۔ اس باتونی شخص کی باتیں ذرا آپ بھی سنیں اور اندازہ لگائیں کہ اس کی دوا کیا ہو سکتی ہے۔ اس نے باتیں اس طرح سے شروع کی تھیں۔

"ڈاکٹر صاحب آپ میرے مائی باپ ہیں۔ بس آپ کے سہارے میں یہاں آیا ہوں۔ میرے بھائی نے آپ کے پاس بھیجا ہے۔ اب بس آپ ہی میرا علاج کر سکتے ہیں۔ میں بڑی مشکل میں ہوں۔ سال بھر سے درد جھیل رہا ہوں۔ دل کا درد۔ ایک سال پہلے بابری مسجد کے تنازعے میں جو فساد ہوئے اس میں میرا سب کچھ لٹ گیا۔ میں برباد ہو گیا۔ تباہ ہو گیا۔ میں اینٹ کا بھٹا لگاتا تھا۔ اسی سے بچوں کو پالتا تھا۔ اس بار جو بھٹا لگایا تھا وہ دوسرے کھیت میں تھا۔ اس نے سب ضبط کر لیں۔ ایک مسلمان بھائی کا مجھ پر قرضہ تھا۔ وہ میں اسے دے نہیں سکا۔ اس سے مہلت مانگی۔ مگر ڈاکٹر صاحب میرے مائی باپ! وہ مسلمان نہ مانا۔ اس نے برادری کے سامنے میرے ہاتھ باندھ دیئے۔ بڑی بے عزتی ہوئی۔ اور رونا... رونا... مگر باتیں کرتے جانا۔ اس دن کے بعد سے دل پر جیسے گھاؤ ہو گیا۔ ڈاکٹر صاحب بس آگ جیسے جلتا ہے۔ ذرا سا کام کرو تو سانس پھولتا ہے۔ ذرا سا چلو تو ہانپا آجاتا ہے۔ میرا دکھ کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ میرے بچے یتیم ہو جائیں گے... رونا... مگر باتیں کئے جانا... اپنی قمیص اتار کر بتانا کہ کہاں کہاں درد

ہوتا ہے ۔ آگ جیسے نکلتی ہے ۔ سب بدن سے آگ نکلتی ہے ۔ گرمی بالکل برداشت نہیں ہوتی ۔ میرے بھائی نے کہا ہے کہ آپ ہی مجھے اچھا کر سکتے ہو ۔ نہیں تو میرے بچے یتیم تو ہونے ہی والے ہیں ۔ ویسے بچوں کو بھی آپ ہی سنبھالیں گے ۔ ہم آپ ہی کے سہارے ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب میں بہت علاج کرایا ۔ کوئی ڈاکٹر میرا مرض نہیں پکڑ پاتا ۔۔۔ غرض یہ کہ مسلسل اور متواتر وہ باتیں کرتا جارہا تھا اور روتا بھی جاتا تھا ۔ میں نے ایک اور خاص بات جو نوٹ کی وہ یہ تھی کہ یہ شخص مجھے فیس بھی نہیں دینا چاہتا ۔ اس کی باتوں سے میں نے اندازہ لگایا تھا ۔ یہی تو ہومیوپیتھی میں فن ہے کہ آپ ان باتوں کے معنی کس طرح نکالتے ہیں ۔ ان باتوں سے اندر کا شخص پہچانا جاتا ہے ۔

اس مریض کی دوا بھی LACHESIS تھی ۔ لیکیس کا مریض کبھی کسی کو کچھ دے نہیں سکتا ۔ وہ انتہائی درجے کا کنجوس ہوتا ہے ۔ وہ سلمان بھائی جس نے اس کے ہاتھ باندھ دیئے تھے اس کی اس عادت سے واقف ہوگا ۔ مگر پھر بھی اس نے ایک بار اور آزمایا ہوگا اُسے قرض دیکر ۔ یہاں اس شخص کے مرض کی دوا بھی لیکیسس تھی اور اس کے مزاج کے مطابق بھی یہی دوا تھی ۔ یعنی سر سے پیر تک وہ لیکیس کا ہی مریض تھا ۔ ایسے کیس بہت کم دیکھنے میں آتے ہیں ۔ اس کو جو مرض تھا وہ کورونری تھرموسس CORONARY THROMBOSIS یعنی دل میں چھالہ ۔

ایک سال کے عرصے میں صدمے کے اثر سے اس کے دل میں چھالہ پڑ گیا تھا ۔ ایسے مریض کا علاج کورونری بائیپاس یعنی ایک بڑے ہی قیمتی آپریشن کے بعد ہی ممکن تھا ۔ مگر اس مریض کے لیئے لیکیس کی ایک ہی خوراک یہ کام کر سکتی تھی ۔ وہ دل کی بند رگ کھول سکتی تھی اور چھالے کو بھر سکتی تھی ۔ یہ مرض کی SUBACUTE اسٹیج تھی ۔ مرض کی تین اسٹیج ہوتی ہیں ۔ (۱) ایکیوٹ ACUTE یعنی حاد ۔ (۲) سب ایکیوٹ SUBACUTE یعنی جب مرض حاد سے آگے بڑھ گیا ہو اور قائم ہو گیا ہو ۔ (۳) کرونک CHRONIC یعنی کہنہ جب مرض قائم ہو کر پرانا ہو گیا ہو ۔

عام طور سے یہی مطلب لئے جاتے ہیں ۔ لیکن ہومیوپیتھی میں ان باتوں کا مطلب کچھ دوسرے لفظوں میں بیان کیا جاتا ہے ۔ یہاں ایکیوٹ سے مراد ہے کہ جب مرض کئی اسباب کی بنا پر شدت اختیار کر لیتا ہے ۔ سب ایکیوٹ سے مراد ہے کہ جب اس کی شدت میں کمی واقع ہو گئی ہو اور کرونک کا مطلب ہوتا ہے کہ جب مرض ۔ بیماری کے اصل محرکات سورا ۔ سفلس

اور سائیکوسس میں سے کسی ایک یا تینوں کے ساتھ مل کر اپنی جڑیں مضبوط کر چکا ہو۔ ایسی صورت میں وہ مرض کسی صورت جاتا نہیں البتہ علاج معالجے کے بعد اپنی شکل بدل لیتا ہے۔ مثلاً ایکزیمہ کا مریض ہے۔ کئی سالوں سے علاج کروا رہا ہے۔ کسی طرح مرہم یا مختلف ضماد سے جلد کی وہ بیماری اگر اس مقام سے ہٹ بھی گئی تو کچھ سالوں بعد دوسری کسی بیماری کی شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے اور یہ دوسری شکل پہلی سے زیادہ گہری اور خطرناک ہوتی ہے۔

مثلاً ایک حافظ صاحب کا یہ کیس ہے۔ کچھ دنوں کے لئے وہ سعودی عرب گئے تھے وہاں وہ بالکل خیریت سے اور کافی صحت مند تھے مگر واپسی پر آب و ہوا کی اچانک تبدیلی سے ان کی طبیعت خراب ہو گئی۔ سینے کے اندر دل کے پاس شدید دباؤ کا احساس ہوا وہ گھبرا گئے کیونکہ اس سے پہلے انہیں دو بار دل کا دورہ پڑ چکا تھا۔ وہ اپنے دل کے ڈاکٹر کے پاس پہنچے۔

دل کے ڈاکٹر نے ان کا معائنہ کیا۔ ای سی جی E.C.G. نکالا، رپورٹ کے مطابق دل زیادہ متاثر نہیں ہوا تھا البتہ ان کا خون گاڑھا ہو چکا تھا اور خون کے جمنے کا امکان یعنی CLOT ہو سکتا تھا۔ جس کی وجہ سے انفارکشن یا گینگرین بھی ہو سکتا تھا۔ لہٰذا ان کو اسپتال میں داخل کر دیا تھا۔ ان کے بائیں ہاتھ میں شدید درد تھا اور اس ہاتھ کی ایک انگلی سیاہ پڑ گئی تھی۔ وہ اپنا ہاتھ نیچے نہیں رکھ سکتے تھے کیونکہ اس طرح درد کی شدت بڑھ جاتی تھی۔ ان کو جو علاج دیا جا رہا تھا وہ ANTI COGULANT دوائیں تھیں تاکہ خون پتلا رہے۔ خون جب گاڑھا ہو جاتا ہے تو جمے ہوئے خون کی وجہ سے کسی بھی عضو میں انفارکشن ہو سکتا ہے۔ انفارکشن اسے کہتے ہیں جب کسی حصے کو خون نہ ملے اور اس کے خلیے خشک ہو جائیں یا چھالہ پڑ جائے۔ بعد میں یہی گینگرین بن جاتا ہے۔ جب دل میں ایسا چھالہ پڑتا ہے تو اسے ہارٹ اٹیک کہتے ہیں۔ یہ انفارکشن کہیں بھی ہو سکتے ہیں مثلاً دل میں، جگر میں، گردوں میں، پھیپھڑوں میں، دماغ میں اور ہاتھ یا پاؤں وغیرہ میں۔

خوش قسمتی سے ان حافظ صاحب کی صرف ایک انگلی اس کی زد میں آئی تھی اور گینگرین بن گیا تھا۔ اب یہ انگلی ایلوپیتھی کی کسی دوا سے بچائی نہیں جا سکتی تھی۔ ڈاکٹر نے آپریشن کر کے اس انگلی کو کاٹ کر الگ کرنے کا مشورہ دیا تھا۔ جب ایسے علاج تجویز ہوتے ہیں تب لوگ

دوسری طرف جاتے ہیں۔ کوئی یہ نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی عضو کاٹ کر الگ کر دیا جائے۔ ہومیو پیتھی کی ایک دوا نے حافظ کی اس الجھن کو دور کر دیا۔ ہومیو پیتھک دوائیں نہ صرف یہ کہ گاڑھے خون کو پتلا کر سکتی ہیں بلکہ جمے ہوئے خون کو پگھلا بھی سکتی ہیں۔

اس مریض میں یہ خاص علامت تھی کہ ہاتھ نیچا کرنے سے درد کی شدت میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ اس کی وہ انگلی سیاہ ہو چکی تھی اور رفتہ رفتہ خشک ہو کر گر بھی جاتی یا پھر آپریشن کرنا پڑتا اور شاید پورا ہاتھ کاٹنا پڑتا۔ اسے بے انتہا درد ہوتا تھا لیکن ہاتھ اوپر کرنے سے قدرے آرام آ جاتا تھا۔ یہی اس کیس کی اہم علامت تھی اور اسی مناسبت سے یعنی خدا کے قانون کے مطابق اسے ایسی دوا دی گئی جس میں یہ خاص علامت پائی جاتی ہے۔ اس کی ایک ہی خوراک سے اسی روز آرام آ گیا اور دوسرے روز اس خشک اور مرجھائی ہوئی انگلی میں جان آ گئی۔ یہاں یہ مرض کی حاد یعنی ACUTE اسٹیج تھی مگر جو دوا دی گئی وہ گہرائی میں اتر کر عین ممکن تھا کہ مکمل طور پر اس مریض کو صحت یاب کر دیتی اور دل کے کہنہ امراض سے بھی نجات پا جاتا۔ اور کیوں نہیں؟ اس مریض کو جو دوا دی گئی تھی وہ ہے VIPERA طاقت دو سو میں صرف ایک خوراک۔ وائپیرا ایک سانپ کا زہر ہے جسے عام طور پر VIPER کہا جاتا ہے۔

یہ سانپ اگر کسی کو کاٹ لے تو پلک جھپکتے ہی اس کی رگوں کا خون منجمد ہونے لگتا ہے جس کے بعد اعضا گل سڑ جاتے ہیں وہ حصہ کالا پڑ جاتا ہے۔ بے انتہا درد ہوتا ہے اور انہیں تکالیف کے شاک سے مریض کی موت ہوتی ہے۔ مگر یہی سانپ کا زہر ان حافظ صاحب کے لیے دوا ثابت ہوا۔ یہی تو خدائے برحق کا قانون ہے۔ جیسے کو تیسا۔ اللہ تعالیٰ نے سانپوں کے زہر میں حضرتِ انسان کی بے شمار بیماریوں کے لیے دوائیہ تاثیر رکھ چھوڑی ہے۔

حالانکہ ان حافظ صاحب کی وہ انگلی رفتہ رفتہ بالکل نارمل ہوتی جا رہی تھی اور ان کی بقیہ تکالیف میں بھی افاقہ ہوتا جا رہا تھا مگر چونکہ وہ اسپتال میں داخل تھے لہٰذا اسپتال کے ڈاکٹروں نے اپنا علاج جاری رکھا تھا۔ وہ اس تبدیلی کو اپنا کارنامہ سمجھ رہے تھے۔ حافظ صاحب نے لاکھ سمجھایا کہ یہ تبدیلی ہومیو پیتھک دوا سے ہوئی ہے مگر ان کے معالج ہنس کر ٹال جاتے۔ خود کیونکہ یہی معالج پہلے آپریشن کا مشورہ دے رہے تھے اور اب جبکہ مریض اچھا ہو رہا تھا تو یہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھے کہ ہومیو پیتھی کی کسی دوا سے ایسا ہو سکتا ہے۔

جب بلا وجہ دوائیں لی جاتی ہیں تو کچھ نہ کچھ پیچیدگیاں پیدا ہو ہی جاتی ہیں۔ حافظ صاحب کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ وہ جب اسپتال سے ڈسچارج ہوتے تو ان کے دونوں ہاتھوں میں لرزہ تھا۔ ان کا نروس بریک ڈاؤن ہو چکا تھا۔ اس نروس بریک ڈاؤن کی وجہ شاید اس پرائیویٹ اسپتال کا بل رہا ہو۔ بہرکیف ان کی انگلی تو ٹھیک تھی مگر حالت کافی خراب تھی۔ وہ ٹھیک طرح سے چل بھی نہیں سکتے تھے۔ بات کرنے سے ہونٹ کانپتے تھے۔ کچھ دنوں تک ہم نے ان کا علاج کیا۔ رفتہ رفتہ وہ بالکل صحت یاب ہو گئے اور دوبارہ سعودی عرب کے لئے روانہ ہو گئے۔

سفر سے پہلے وہ بالکل ٹھیک تھے لیکن وہاں پہنچ کر ان کی طبیعت پھر خراب ہو گئی غالباً یہ آب و ہوا کا ردِ عمل تھا۔ اس بار ان کو یہ شکایت تھی کہ وہ انتہائی کمزوری محسوس کرتے ان کے دونوں بازو شل ہو گئے تھے۔ بات کرتے وقت منہ میں بہت زیادہ لعاب آجاتا تھا۔ زبان وزنی محسوس ہوتی تھی۔ وہ ٹھیک طرح سے بات نہیں کر پاتے تھے۔ لفظوں کی ادائیگی میں لکنت اور توتلا پن تھا۔ کھڑے ہوتے وقت انتہائی لاغری غالب ہو جاتی۔ بات کرتے وقت ان کا سانس بھی پھولتا تھا۔ سر وزنی محسوس ہوتا تھا۔ وہاں کے ڈاکٹروں کو ان کا مرض سمجھ میں نہ آیا۔ وہ ان باتوں کو ان کے دماغی خلل سے تعبیر کرتے۔

لامحالہ ان کو ہندوستان واپس آنا پڑا۔ یہاں آ کر پہلے انہوں نے اپنے فیملی معالج سے رابطہ قائم کیا پھر اس کے مشورے سے دل اور دماغ کے اسپیشلسٹ ڈاکٹروں سے معائنہ کروایا۔ ان کے معالجوں کا یہ خیال تھا کہ ان کے دماغ میں خون کا دوران کم ہو رہا ہے مگر علاج سے ان کو خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ ان کو جو دوائیں دی جا رہی تھیں ان میں ایسی دوائیں تھیں کہ جو دماغ کے خلیوں میں خون کا دوران تیز کرتی ہیں۔

آخر انہوں نے مجھ سے رابطہ قائم کیا۔ علامتوں کے مطابق ان کے مرض کی نوعیت وہی تھی جو ان کے معالجوں کی تشخیص تھی۔ طبی اصطلاح میں اسے CEREBRAL-ISCHAEMIA جس کے معنی ہیں دماغ کے خلیوں میں خون کا دوران کم ہو جاتا جس کی وجہ سے بہت ساری علامتیں رونما ہوتی ہیں۔ مثلاً سر کا درد، سر میں وزن، بھاری پن، نقاہت، ہاتھ پاؤں شل

ہو جانا، فالج کے اثرات وغیرہ وغیرہ۔ اس کی وجوہات بھی کئی ہوتی ہیں۔ مثلاً ہائی بلڈ پریشر کی وجہ سے رگوں کا تنگ ہونا، خون کا گاڑھا پن یا کلاٹ کا بن جانا ISCHAEMIA کے بعد INFARETION ہونا جس کے نتائج جان لیوا ہی ہوتے ہیں۔ بیماری کی طاقت ایک بعد دوسری پیچیدگی کھڑی کرتی جاتی ہے۔ ہومیوپیتھی میں ایسے مریض کو کہنہ مرض میں مبتلا تصور کیا جاتا ہے جو ایک کے بعد دوسری مشکل میں پھنستا چلا جاتا ہے۔

ان حافظ صاحب کے کیس پر غور کیجئے۔ شروع شروع میں ان کو ہارٹ اٹیک کے دورے پڑے۔ اس سے پہلے وہ ہائی بلڈ پریشر کے مریض تھے۔ پھر ان کا خون گاڑھا ہو گیا۔ کلاٹ بن گیا۔ گینگرین بھی بن جاتا مگر ہومیوپیتھی کی ایک دوا سے وہ رو بصحت ہوتے گئے اور عین ممکن تھا کہ وہ اسی دوا سے مکمل شفایاب ہو جاتے لیکن چونکہ انہوں نے دوسری دواؤں کا استعمال جاری رکھا تھا اس لئے شفایابی میں اڑچنیں آتی گئیں۔

قارئین اسے ذرا غور سے پڑھیں۔ کلاٹ کا بننا ہنگامی صورتحال تھی۔ یہ کوئی نیا مرض نہیں تھا بلکہ اس کہنہ مرض کی حاد ACUTE شکل تھی۔ اس موقع پر جو دوا دی گئی وہ ایک سانپ کا زہر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے سانپ کے زہروں میں انسان کی بہت سی خطرناک اور مہلک بیماریوں کے لئے دوائیہ تاثیر پوشیدہ رکھی ہے۔ شاید اس لئے کہ انسان بھی سانپ سے کم زہریلا نہیں ہے۔ ہاں تو اب یہ کلاٹ دماغ کی رگوں میں بن رہا تھا جس کے نتیجہ میں دماغ کا اسکیمیا ہوا اور پھر انفارکشن لازم تھا۔ مرض ایک شکلیں مختلف۔ پہلے جب دل کی شریانوں میں کلاٹ بنا تب اسے ہارٹ اٹیک کا نام دیا گیا۔ جب ہاتھ کی انگلی میں کلاٹ بنا تب یہ گینگرین کہلایا اور جب دماغ کی شریانوں میں یہی عمل ہونا چاہتا تھا تب مختلف نام دیا گیا۔ یہ نام ان اعضاء کی مناسبت سے دیئے گئے جو اس کی زد میں آئے اور اسی کی مناسبت سے الگ الگ ماہرین کی ضرورت پیش آئی۔ یہی ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی میں فرق ہے۔ ایلوپیتھک معالج ظاہری باتوں میں سر کھپاتے ہیں اور اس صورتحال پر قابو پا لینے کو وہ یہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے مرض پر قابو پالیا۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کچھ ایسا ہی معاملہ ہوتا ہے کہ "تم ڈال ڈال تو ہم پات پات۔" ان کہنہ امراض کا شفا بخش علاج اس وقت ہی ممکن ہے کہ جب ان کے اصل اسباب کو سمجھا جائے۔

اس کتاب کے شروع کے ابواب میں ہم یہ بتا چکے ہیں کہ ہومیوپیتھی کے مطابق کسی بھی جہنہ مرض کے اصل اسباب وہ تین یا ان میں سے کوئی ایک شیطانی طاقت ہے جو خدائے تعالیٰ کی نافرمانی کے پیش نظر حضرت انسان میں پیدا ہو جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی تخلیق کے بعد اسے دماغ بھی دیا اور بھلے اور برے کی تمیز سکھا دی۔ جو اس کے نیک بندے تھے وہ ان برائیوں سے محفوظ رہے۔ جو اس کی نافرمانی کرتے ہیں وہ ان شیطانی طاقتوں کے شکنجے میں جکڑے جاتے ہیں۔ اور پھر نسل در نسل ان کی اولادیں اس کا خمیازہ بھگتتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کی شریعت سے بغاوت کی سزا اکثر انسانوں کو اسی دنیا میں مل جاتی ہے۔

ہومیوپیتھی وہ میڈیکل سائنس ہے جس کی بنیاد روحانی باتوں پر منحصر ہے۔ اس میں استعمال ہونے والی دوائیں روحانی شکلوں میں ہوتی ہیں۔ جیسا کہ ہم بتا چکے ہیں کہ ہومیوپیتھی میں بیماری کی ان شیطانی طاقتوں کو میازم کہتے ہیں۔ اور یہ میازم تین ہیں۔ سورا، سفلس اور سائیکوسس۔ ان شیطانی طاقتوں کا صفایا روحانی طریقے سے ہی ممکن ہے۔ جب دوا اپنی روحانی شکل میں اللہ تبارک تعالیٰ کے قانون کے عین مطابق استعمال کرائی جاتی ہے تو شفا لازم ہے۔

یہاں جس مریض کا تذکرہ کیا گیا وہ سفلس میازم کا کیس تھا۔ سفلس کا کام ہی تخریب ہے۔ چاہے دل کی رگوں میں ہارٹ اٹیک کی صورت میں ہو چاہے دماغ کی شریانوں میں اسکیمیا۔ آخر میں اس مریض کو بھی لیکیسس دوا دی گئی۔ لیکیسس دافع سفلس بھی ہے اور دافع سورا بھی۔ یہ بہت گہری دوائی ہے۔

اس دوا کی اہم علامتیں جو مریض میں تھیں وہ ہیں۔ سر کا بھاری پن، چلنے پھرنے میں انتہائی لاغری کا احساس اور دم پھولنا، ہاتھ پاؤں شل، بات کرتے وقت زبان ذرا محسوس ہونا، منہ میں پانی اور لکنت۔ اس مریض کو صرف دو خوراک، طاقت دو ہزار میں یہ دوا دی گئی اور اس کے بعد دوسرے ہی روز سے اس میں شفایابی کی علامتیں واضح ہونے لگیں۔

ایک بات اور غور طلب ہے۔ یہاں تین مریضوں کا تذکرہ کیا گیا اور یہ تینوں مختلف امراض میں مبتلا تھے مگر دوا ایک۔ وہ اس لئے کہ تینوں میں اس دوا کی علامتیں موجود تھیں۔ یہی تو

ہومیوپیتھی ہے۔ خدائے تعالیٰ کے قانون پر مبنی یہ علاج اگر آپ اس کی باریکیاں سمجھ جائیں گے تب آپ بھی اس راز سے واقف ہو جائیں گے۔

اگر اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ یہ علم میرے لوگوں میں پھیلانا چاہتا ہے تو یہ میرے لئے بہت بڑی بات ہے۔ ابھی تو یہ ابتداء ہے دعا کیجئے کہ میں اس مقصد میں کامیاب رہوں۔ شاید یہی بات میری نجات کا ذریعہ بن جائے۔

جو لوگ یہ پوچھتے ہیں کہ آخر میں اس پیتھی کے فنکارانہ راز اور اپنے علم کا خزانہ اس طرح کیوں لٹاتا ہوں تو ان کے لئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول دہراتا ہوں۔

"علم وہ دولت ہے جو بانٹنے سے بڑھتی ہے"

ختم شد

انگریزی میں دواؤں کے نام

ابراٹینم	Abrotanum
ایکالیفا	Acalypha
ایسٹک ایسڈ	Acetic acid
ایکونائیٹ	Aconite
ہسکولس	AEsculus
ایتھوزا	AEthusa
ایلیم سیپا	Allium cepa
ایلوز	Aloes
ایلومینا	Alumina
امبرا گریسیا	Ambra grisea
امونیم کارب	Amonium carb
امیل نائٹرائیٹ	Amyl nitrite
اینجلیکا	Angelica
اینٹیم کروڈ	Antim crud
اینٹیم ٹارٹ	Antim tart
ایپس	Apis
آرنیکا	Arnica
آرسنک البم	Arsenic album
ایسافوٹیڈا	Asafoetida
آرم میٹیلکم	Aurum met
بریٹا کارب	Raryta carb

بیلاڈونا	Belladonna
بنزوئیک ایسڈ	Benzoic acid
بلاٹا اورینٹل	Blatta orientalis
بوریکس	Borax
برائیونیا	Bryonia
بیوفو	Bufo
کیکٹس گرینڈی فلورا	Cactus
سیکیوٹا	cicuta
کلکیریا کارب	Calcarea carb
کلکیریا فاس	Calcarea phos
کیلنڈولا	Calendula
کیمفر	Camphora
کینابس انڈیکا	Cannabis Indica
کینتھرس	Cantharis
کیپسکم	Capsicum
کاربو ویج	Carbo veg
کالوفائلم	Caulophyllum
کاسٹیکم	Causticum
کیموملا	Chamomilla
چیلیڈونیم	Chelidonium
سمی سی فیوگا	Cimicifuga

Citric acid	سائٹرک ایسڈ
Coca	کوکا
Coculus	کوکولس
Coffea	کافیا
Colchicum	کالچی کم
Colocynth	کالوسنتھ
Conium	کونیم
Crataegus	کریٹیگس
Croton tig	کروٹن ٹگ
Cuprum metallicum	کیوپرم میٹلیکم
Digitalis	ڈیجی ٹیلس
Drosera	ڈروسرا
Dulcamara	ڈلکامارا
Equisetum	اکوئی سیٹم
Erigeron	ایری گیرون
Eupatorium perf	یوپے ٹوریم پرف
Euphrasia	یوفریشیا
Ferrum phosph	فیرم فاس
Gelsemium	جیلسمیم
Glonoine	گلونائن
Graphites	گریفائٹس
Gratiola	گریٹیولہ
Grindelia	گرنیڈیلیا
Humamelis	ہماملس
Hekla lava	ہیکلالاوا

Hydrastis	ہائیڈراسٹس
Hydrocotyle	ہائیڈروکوٹائل
Hyosyamus	ہائیوسائمس
Hypericum	ہائپیریکم
Ignatia	اگنیشیا
Iodum	آئیوڈیم
Ipeca	ایپکاک
Iris versicolor	آئرس ورسیکالر
Jalapa	جلاپا
Kali bichrom	کالی بائی کروم
Kali carb	کالی کارب
Kali mur	کالی مور
Kali phos	کالی فاس
Kalmia	کالمیا
Kreosot	کریازوٹ
Lachesis	لیکیسس
Lactic acid	لیکٹک ایسڈ
Lathyrus	لیتھرس
Ledum	لیڈم
Lobelia inflata	لوبیلیا
Magnesia phos	میگنشافاس
Lycopodium	لائیکوپوڈیم
Mellilotus	میلی لوٹس
Mephitis	میفائٹس
Merc core	مرک کور